اہل سنت کے مذہب کا احقاق اور شیعہ مذہب کا ابطال اونھین کی تفسیرون اور حدیثون سے اور اونھین کے قول ایمہ و کتبھاے مجتہدین ہر زمانے سے

رسالہ موسوبہ

نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید محمد مہدیعلی خان صاحب بہادر منیر نواز جنگ معتمد پولیٹکل و فنانس سرکار عالی ریاست حیدرآباد دکن

پہلے حصہ فضائل صحابہ کا دوسرا جزو

مطبع مصطفائی لکھنؤ مین چھپا

دفتر النجم کی موجودہ کتب کی فہرست

علم الفقہ | جسمین حنفی فقہ کی مستند کتابون سے تمام ضروری مسائل عام فہم اردو مین منتخب کیئے گئے ہین چند امور ضروری قابل قدر ہین (۱) زبان صاف اور سلیس طرز بیان دلکش ہے (۲) ہر مسئلہ کی خصوصًا اختلافی مسائل کی بہت تحقیق کی گئی ہے محقق اور مفتی بہ اقوال لکھے گئے ہین (۳) حتی الامکان کوئی ضروری مسئلہ چھوٹنے نہین پایا فقہ کی کسی دوسری کتاب مین بکثرت مسائل نہ ملین گے (۴) مسائل کی ترتیب نفیس اور خوش آیند ہے (۵) موقع موقع سے احادیث بھی لکھی گئی ہین (۶) ہر جلد کے آخر مین ایک چہل حدیث اور چالیس اقوال فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بھی لکھے گئے ہین یہ بھی ایک نایاب ذخیرہ ہے اس کتاب کو دیکھ کر مذہبی مسائل سے اچھی طرح واقفیت ہو سکتی ہے۔

۶- جلدین اس کتاب کی بالفعل تیار ہین- جلد اول مین طہارت کا بیان ہے قیمت ۸ر جلد دوم مین نماز کا بیان قیمت ۱۲ر جلد سوم مین روزہ کا بیان قیمت ۸ر جلد چہارم مین زکوۃ و عشر وغیرہ کے مسائل ہین قیمت ۸ر جلد پنجم مین حج و زیارت کا بیان ہے قیمت ۸ر جلد ششم مین نکاح کا بیان ہے قیمت ۸ر سب جلدون کے خریدار سے بجاے للعہ-کے-سے،

ترجمہ اسد الغابہ | یہ وہی مقدس کتاب ہے جسمین (۷۵۰۰) صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات ہین اردو زبان مین آجتک کوئی کتاب ایسی نہ تھی خدا کا شکر ہے کہ النجم نے اس کمی کو پورا کر دیا ۸- جلدین اس کتاب کی تیار ہین پہلی جلد مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع تذکرہ کے بعد (۴۶۴) صحابہ کا ذکر ہے قیمت (دو روپیہ) دوسری جلد مین (۸۷۵) صحابہ کا ذکر ہے قیمت (دو روپیہ) تیسری جلد مین (۸۷۵) صحابہ کا ذکر ہے قیمت (دو روپیہ) چوتھی جلد (۷۰۲) صحابہ کا ذکر ہے قیمت (دو روپیہ) پانچوین جلد مین (۶۲۱) صحابہ کا ذکر ہے قیمت (دو روپیہ) چھٹی جلد مین (۸۴۸) صحابہ کا ذکر ہے قیمت (دو روپیہ) ساتوین جلد مین (۷۰۶) صحابہ کا ذکر ہے قیمت (دو روپیہ) آٹھوین (۵۹۱) صحابہ کا ذکر ہے قیمت (دو روپیہ) سب جلدون کے خریدار سے فی جلد ۱۲ر۔

مضامین مناظرہ | پورا لطف دیکھنے سے معلوم ہوگا سلیس و دلچسپ اردو مین علمی تحقیقات قرآن و حدیث کے معرکۃ الآرا مسائل شیعون کے عقائد کی تنقید ان کے امام مولوی حامد حسین کی استقصا کے عجیب و غریب لطیفے غرض جو بحث ہے وہ دلچسپ ہے پانچ حصے تیار ہین پہلے اور دوسرے مین علاوہ بہت سے کارآمد مضامین کے قرآن کریم کے متعلق ایسے انیق مباحث ہین جنکے دیکھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور قرآن پاک کی عظمت و جلالت ظاہر ہوتی ہے قیمت حصۂ اول ۱۲ر حصۂ دوم ۸ر تیسرے و چوتھے اور پانچوین مین فن حدیث کے مباحث ہین جو آجتک اردو مین کسی نے نہ لکھے تھے حصۂ سوم ۸ر حصۂ چہارم ۸ر حصۂ پنجم ۸ر

چہل حدیث | حدیث شریف مین ہے کہ جو چالیس حدیثین یاد کریگا قیامت کے دن وہ علما مین محشور ہوگا

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ
بحسن توفیقات حضرت مجیب الدعوات درین حسن ساعات بعد طبع جزو اول این جزو ثانی از کتاب بدایت آیات مسمی بہ
حسب استدعای تاجران ذوی الہمۃ الشان باہتمام اقل انام محمد عبد الواحد خان غفرلہم المنان
مطبع مصطفائی
در مطبع مصطفائی محمد مصطفی خان طبع گردید

جو کہ ہم بحث نکاح حضرت ام کلثوم کی نہایت تفصیل کے ساتھ لکھ چکے اس لیے اب ہم پھر فضائل صحابہ لکھنا شروع کرتے ہین لیکن جس قدر فضائل از روے کتب معتبرۂ شیعہ کے اب تک ہمنے لکھے اُنسے قدرت خدا کی نظر آتی ہی کہ باوجودیکہ حضرات شیعہ حد سے زیادہ دشمنی صحابہ سے رکھتے ہین اور پھر بھی اُنھین کی کتابون مین اس کثرت سے فضائل صحابہ کی روایتین موجود ہین اور جب تک کہ لفظ بلفظ اُسکی نقل نہ کیجاوے اور کتاب کھول کر نہ دکھلائی جاوے، تب تک حضرات امامیہ اوسکا اقرار ہی نہین کرتے اور جہانتک ہو سکتا ہی انکار ہی کرتے رہتے ہین چنانچہ جناب سلطان العلما مولوی سید دلدار علی صاحب اپنی صوارم مین فرماتے ہین کہ [اما احادیث فضائل صحابہ از طریق امامیہ باوجود کثرت احادیث مختلفہ در ہر امر جزئی از جزئیات اصلیہ فرعیہ اگر تمام کتب احادیث امامیہ ورقاً ورقاً بہ نیت تفحص مطالعہ در آرند مظنون آن ست کہ زیادہ از سہ چہار حدیث کہ سر یا دست نداشتہ باشد دست بہم ندہد اما احادیث مثالب انہا پس بلا اغراق این ست کہ متجاوز از ہزار حدیث باشد] لیکن اس قول کی تصدیق ہماری اس چھوٹی سی کتاب سے ہوتی ہی کہ بلا مبالغہ سو روایت سے زیادہ فضائل صحابہ مین بروایت کتب معتبرۂ شیعہ کے پہلے ہی حصہ مین موجود ہین چنانچہ کچھ تو اب تک ہم لکھ چکے اور کچھ اب لکھتے ہین۔ حضرات شیعہ کو اگر سو تک گنتی آتی ہو تو وہ شمار کرین کہ سو سے زیادہ روایتین فضیلت مین صحابہ کی موجود ہین یا نہین اور پھر اگر حضرات شیعہ انصاف کرین تو اپنے علما کے جوابات پر بھی خیال فرماوین اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر عقل کی ترازو مین ہماری تقریر کو اور اُن کے جواب کو تولین اور اپنے تئین اہل عدل سمجھکر حق حق فرماوین کہ کسکا پلہ بھاری ہی اور کس کا ہلکا اور تعصب و عناد کا تو کچھ علاج ہی نہین ہی

عبارت صوارم (مطبوعہ ... کلکتہ سنہ ۱۲۴۰ ہجری) ورق ۳۰ سطر ۲ ...

چونکہ حضرات شیعہ دلی عداوت صحابہ سے رکھتے ہین اس لیے اونکی فضیلت کا کسی طرح پر اقرار نہین کرتے
اور کیا خدا کے کلام کو کیا رسول کی حدیث کو کیا ائمہ کے اقوال کو جہان تک ہو سکتا ہی تحریف لفظی و معنوی
کر کے چاہتے ہین کہ اونکی بزرگی ثابت نہ ہو مگر بفحوائے آیت وَیَأبَی اللّٰہُ اِلّا اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ خدا اپنے
دوستون کی بزرگیون کو دشمنونکی زبان سے ظاہر کر دیتا ہی اور بمقتضای (الفضل ما شہدت بہ الاعداء) اوس سے
اونکی فضیلت کو ثابت کرتا ہی چنانچہ ہمنے اپنی اس کتاب مین اسکا التزام کیا ہی کہ اپنی کتاب کے اس حصے کو صحابہ
کے فضائل سے بروایات امامیہ بھر دینگے اور شیعون ہی کی کتابون سے اتنی سندین لا دینگے کہ آخرکار وہ سنتے سنتے
اور دیکھتے دیکھتے تھک جاوین اور کلمۂ شہادت مین ہمارے شریک ہو جاوین اور پھر اپنے فضلا اور مجتہدین کے انصاف
کی داد دین کہ با وجود موجود ہونے ایسی روایتون اور حدیثون کے انھون نے فضائل صحابہ سے کیسا انکار کیا ہی
اور جس مجتہد نے سنیونکی کتابون کے جواب لکھے ہین اوسمین بغض کو کتنا دخل دیا ہی خصوصاً پچھلے مجتہدین نے
سوائے گالیون کے حقیقت مین کسی بات کا کچھ بھی جواب نہین دیا اور جاہلونکی سی باتون سے اپنی کتابون کو بھر دیا ہی
اگر کسیکو شک ہو وہ مولوی دلدار علیصاحب کی تالیفات کو دیکھے کہ وقت تحریر جواب کے کیسے عامی بنگئے ہین اور خلاف
شان علما کے بات بات پر گالیان دی ہین مگر حقیقت مین یہ قصور اونکے متبحر ہونے اور تقدس کا نہین ہی بلکہ یہ قصور
اوس تہذیب کا ہی جو عمر بھر پاک لوگون کی شان مین کہا کیے اور رات دن لعنت لعنت کہتے رہے جسنے موافق
حدیث کے اونھین پر رجعت کی۔ مین نے بہت سی کتابین اس فن مین شیعون اور سنیون کی دیکھین اور
میری نظر سے بہت سے رسالے علم کلام کے گذرے اور اکثر لوگون کے کلام مین شوخی بھی پائی لیکن وہ خوبی
جو تالیفات مین جناب قبلہ و کعبہ مولوی سید دلدار علی صاحب کے ہی وہ کسی مین نہ دیکھی حضرت کی داب تالیف کیا ہی
کہ اول تو دل بھر کے مؤلف کو جسکا جواب لکھتے ہین گالیان دینا اور پھر اوس پر تبرا کرنا بعدہ کچھ تعریف اپنے
تبحر اور فضیلت اور تقدس کی فرمانا اور خود ہی اپنی زبان سے اپنی تالیف کی نسبت یہ کہنا کہ {گمان فقیر
چنین ست کہ درین جزو زمان چشم روزگار نظیر این کتاب نہ دیدہ باشد و گوش چرخ برین نشنیدہ} جب اس سے
فارغ ہونگے تب خارج از بحث گفتگو کرینگے اور ورق کے ورق ان باتون کے لکھنے سے رنگین کر دینگے جنکو
اوس بحث سے کسی طرح کا کچھ بھی تعلق نہین ہی صوفیونکی برائیان بیان کرنے لگین گے اولیاء اللہ کی شان مین
جو دل چاہیگا فرماوین گے جب اس سے نجات پاوینگے اور مؤلف کتاب کے کلام کے نقض کیطرف متوجہ ہونگے
تب کسی معتزلی یا کسی شیعی یا کسی گمنام کو فاضل سنی قرار دیکر اوسکے اقوال کو معارضہ مین پیش کرینگے جس کسیکو
شک ہو وہ ذرا ذوالفقار اور صوارم وغیرہ کو اٹھا کر دیکھے اور غور کرے کہ فقیر کے کلام کی تصدیق ہوتی ہی
یا نہین ذوالفقار مین صوفیون کو گالی دینے کا کیا موقع تھا اور اونلوگونکی شعرون اور مثنوی کی بیتون کی

نقل کرنے سے جن کو علماے کلام اپنے مناظرے مین آنکھ اُٹھا کر بھی نہین دیکھتے اور اپنے کسی اصولی فروعی
مسئلے پر اونکو سند نہین لاتے کیا حاصل تھا بجز اسکے کہ کتاب کو بڑھاوین اور اپنے رسالے کو ایسی پوچ باتون
کے لکھنے سے موٹا کرین اور کیا نتیجہ نکلتا ہی صوارم کو دیکھیے کہ اوسکا کیا حال ہی کوئی ورق اور کوئی صفحہ اوسکا
ایسا نہین ہی کہ جسمین مغلطات نہ ہون سطرین کی سطرین گالیون اور لعنت سے سیاہ ہین اور صفحے کے صفحے
پوچ اور بیہودہ باتون سے بھرے ہوے ہین اور جہان حضرت سند اور دلیل لائے ہین ہان اکثر اپنے استاد
اور پیر ابن ابی الحدید معتزلی شیعی کے اقوال مردودہ کو نقل کیا ہی کہ اگر کوئی بیچارہ جاہل سنی اتنا بڑا نام جسمین
دس حرف سے بھی زیادہ ہین سُنے اور عربی زبان مین بڑی لنبی چوڑی عبارت اوسکی دیکھے اور سراسر
مخالف اپنے مذہب کے اور مطابق حضرات شیعہ کے پاوے تو اوسکو حیرت ہووے اور یہ خیال کرے کہ شاید یہ
کوئی بڑا عالم اور فاضل سنیون کا ہی اور اسکا کلام بھی مستند بین العلما ہی دھوکے مین آکر اون مسائل مین
شک کرنے لگے حالانکہ جناب قبلہ وکعبہ نے یہ خیال نہ فرمایا کہ جو ادنی درجے کے طالب علم ہین اور مکتب مین شرح
عقائد اور شرح مواقف پڑھتے ہین وہ بھی اس امر سے بخوبی واقف ہین کہ ابن ابی الحدید معتزلی ہی اور اپنے
اعتزال کے ساتھ تشیع کو ملائے ہوے ہی اوسکے کلام کو اہل سنت کے معارضے مین پیش کرنا بعینہ ایسا
ہی جیسا کہ حضرات زرارہ اور ہشام ابن حکم کے قولون کا حوالہ دینا اس لیے کہ سنیون کے نزدیک دونون
برابر ہین اور بمقتضاے الکفر ملة واحدة کے بوجہ ترک سنت کے ابن ابی الحدید اور زرارہ ایک دوسرے
کے بھائی ہین اور باوجودیکہ حضرت کی کتاب صوارم اوسی کے اقوال مردودہ سے بھری ہوئی ہی پھر اوس
کتاب پر آپ کو اس قدر ناز ہی کہ اوسکی خوبیون کے بیان کرنے کے لیے الفاظ ہی مین اوسکی تعریف لکھتے
لکھتے کاغذ مین جگہ نہین رہی اور صرف اپنی کتاب ہی پر ناز نہین کرتے بلکہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب
کی طرف مقابل بننے پر بھی اپنا عار سمجھتے ہین اور اسپر بھی افسوس ظاہر کرتے جاتے ہین چنانچہ خطبے مین صوارم
کے فرماتے ہین کہ جب مین نے امام رازی کی کتاب نہایة العقول کا جواب لکھ لیا تو پھر مجھے دوسرے
جواب لکھنے کی خواہش نہین رہی (چہ معلوم ست وپیدا وظاہر ست وہویدا کہ چون شاہباز طبیعت بعید مسیر بصید
مضامین عالیہ خو گرفتہ باشد دیگر مخالیب ہمت خود را بہ خون کرگس کندیدہ نیالاید وکسیکہ ابکار افکار را
بحبالۂ خود در آوردہ باشد نگاہ التفات بہ طرف عجوزہ شوہا نفرماید لیکن از انجاکہ روزگار ناہموار نمی گذارد کہ
ارباب ہمم عالیہ از دست سفلۂ ناس وبیخردان حق ناشناس نجات یافتہ دمے باستراحت بگذرانند وابارہ
وشیاطین نمیشود کہ از اضلال بنی آدم دمے تغافل نمایند قبل ازین تقریباً پنج شش سال باب دوازدہم
از کتاب بعضی ذوی الاذناب در نقض مذہب عترت جناب رسالت مآب درین بلدہ کہ بالفعل محل اقامت

عبارت صوارم مطبوعہ بندر کلکتہ سنہ ۱۲۱۵ھ بیست و دوم ورق ۳ سطر ۷ ۱۲

فقیرست بر دریافت دشبهات مموهه وهذیانات ملعنه اودلهای عوام مومنین را منقبض ساخت جهال سنیان را
سر باوج مباهات رسید وآن صحیفهٔ ملعونه بلاشبهه عصای کوری این کور باطنان گردید واحقر درینباب جون بدل
خود رجوع می نمود نظر بانیکه مشتمل کتاب نهایة العقول امام سنیان را جواب گفته وارسرتا پا منتقض وباطل ساخته
هرگز به نقض کلام نافرجام ناصب عداوت اهل بیت که از اول تا آخر آثار غباوت وغوایت ازان پیدا وامارات
بغض وعداوت عترت رسول ظاهر وهویدا است ضمی نمیگردید وطرف گفتگو شدن با چنین جاهل مدبر عار دانسته هرگز بر خود
نمی پسندید چون حال برین منوال مشاهده نمودم دل خود را مخاطب ساخته گفتم که این مجادله ومعارضه که ترا با چنین
جاهل غبی پیش آمده لیس اول قارورة کسرت فی الاسلام وطرف گفتگو شدن تو با امثال چنین نادرستان لیس ما
عجب من مجادلة الانبیاء الکرام والاوصیاء الفخام مع معاصریهم من الکفرة الفجرة اللیام جرا نظری نمائی ونگاه
التفات نمی فرمائی بحال جناب حضرت ابراهیم وحضرت موسیٰ وجناب هارون علیه السلام که با آن علوم وکمالات
مبتلا گردیدند به مجادله نمودن با نمرود مردود وفرعون ملعون که از کمال جهل وغباوت با وجود ظهور آثار مخلوقیت وبلوج
امارات افتقار دعوے خدائی میکردند وهمچنین نگاه کن به طرف جناب سید المرسلین صلعم که بالاتفاق افضل واکمل
خلائق ست چگونه مبتلا گردید به مجادلهٔ جهال مشرکین قوم خود که بسبب فرط جهالت جمادات چندرا که خود می تراشیدند
عبادت وپرستش می نمودند وهم چنین اند کے از خواب غفلت بیدار شو دچشم بکشا وبه بین جناب باب مدینهٔ علم
رسول را که بالاتفاق اعلم ناس بود بعد رسول خدا صلعم چه قسم مبتلا گردید به معارضه ومجادلهٔ چند ناکس
منافقین قریش وهرگاه حقیقت حال بمنوال باشد ناچار عنان التفات عالی خود را به نقض کردن کلام مورد ملام
ومنعطف باید ساخت وبه استیصال هذیانات بیهودهٔ او همت والا نهمت خود را باید گماشت انتهی بلفظه ملخصاً
غرضکہ یہ چند سطرین قبلہ وکعبہ کے تقدس اور تہذیب اور اجتہاد اور وقار کی نمونہ ہین باقی کو اسی پر قیاس کرنا
چاہیے لیکن ہم اس سے بحث نہین کرتے اور اسکے جواب مین ہم جاہل اور عامی بنکر گالی کا جواب گالی سے نہین
دیتے ہان حضرت کی لن ترانیون اور خودستائی پر کبھی کبھی یہ خیال کرتے ہین کہ اگر کاش قبلہ وکعبہ جواب بھی
ایسے ہی دیتے جیسی گالیان دی ہین اور شاہ صاحب کے اعتراضات کو بھی اس خوبی سے
رد کرتے جس خوبی سے اپنی تعریف فرماتے ہین تو یہ تعریف بجاے خود ہوتی اور اس تہذیب
اور شایستگی پر بھی خاک پڑجاتی یعنی یہ عیب بھی کچھ چھپ جاتا لیکن افسوس ہے کہ کسی مسئلے کے
جواب مین حضرت نے اپنے وقاد طبیعت کے جوہر نہ دکھلائے اور کسی عقیدے کے اثبات مین
اپنے اجتہاد اور تبحر کو ظاہر نفرمایا وہی پرانی باتین جو اونکے پیشوا لکھتے آئے ہین لکھکر سکوت اختیار کیا
اور اونھین قصے کہانیون کو جو پشت در پشت سے سنتے آتے تھے نقل کرکے کتاب کو ختم کیا پس

ہمکو افسوس اسی بات پر آتا ہی کہ حضرت نے اپنے آپ کو انبیاء اولوالعزم کے ساتھ مشابہ بھی بنایا اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت سید الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کا عہدہ بھی اپنے ذمے لیا اور سید الاوصیا باب مدینۃ العلم کی نیابت کا بھی سوانگ کیا اور ہدایت خلق کی کی اور ایک منافق جاہل کا مثل مولوی شاہ عبد العزیز صاحب کے جن کی کم علمی اور بے بضاعتی اور جہالت سے نہ ہندوستان بلکہ عرب اور عجم کے لوگ بھی واقف ہین طرف مقابل بننا نہایت مجبوری سے گوارا کیا اور ایسے بڑے عار و ننگ کو صرف شیعیان پاک کے دین و ایمان کی خاطر سے اختیار کیا مگر افسوس ہی کچھ کر کے نہ دکھلایا اور جتنا دعوی کیا تھا ویسے پورا نہ کیا اور اپنے آپ کو اون علما کے زمرے مین داخل کیا جنکی صفت جناب امیر علیہ السلام اپنے ایک خطبے مین کرتے ہین وَاِنَّ اَبْغَضَ الخلق الی اللہ تعالی رجل قمش علماً اغار فی اغباش الفتنۃ سماہ اشباہ الناس و ارازلہم عالما ولم یعش فی العلم یوما سالما بکر فاستکثر ما قل منہ خیر مما کثر حتی اذا ارتوی من ماء اجن اکثر من غیر طائل جلس للناس مفتیا لتخلیص ما التبس علی غیرہ فان نزلت بہ احدی المبہمات ہیاء لہا من رایہ حشوا رثا فہو من قطع الشبہات فی مثل نسج العنکبوت لا یدری اخطأ ام اصاب رکاب جہالات خباط عشوات لا یعتذر مما لا یعلم فیسلم و لا یعض علی العلم بضرس قاطع فیغنم تبکی منہ الدماء و تستحل بقضائہ الفروج الحرام لاملی واللہ باصدار ما ورد علیہ لا ہو اہل لما فوض الیہ اولئک الذین حلت علیہم المثلات وحقت علیہم النیاحۃ والبکاء ایام الحیوۃ الدنیا کہ سب خلق سے زیادہ تر دشمن خدا کے نزدیک وہ آدمی ہی جو ادھر اودھر سے علم کو جمع کر کے فتنہ و فساد کی تاریکی مین جلد جلد دوڑتا ہی اور جسکو ایسے لوگ جو آدمیون کی صورت رکھتے ہین اور حقیقت مین انسانیت سے بے بہرہ ہوتے ہین عالم فاضل کہنے لگتے ہین حالانکہ وہ ایک دن بھی علم سے سروکار نہین رکھتا صبح ہوئی اور اوس چیز کے جمع کرنے پر متوجہ ہوا جسکی قلت بہتر ہی اوسکی کثرت سے یعنی مال یہانتک کہ جب سڑے نجس پانی سے پیٹ بھر لیا وہ مفتی بنکر بیٹھا اور اپنی پوچ پوچ رائے سے مشکلات اور شبہات کے حل کرنے پر آمادہ ہوا جسکی رائے اونکے حل کرنے مین وہی قوت رکھتی ہی جو کہ مکڑی کے جالے کو ہوتی ہی یہ بھی نہین جانتا کہ خود اوس نے خطا کی یا صحت وہ اندھون کے موافق چلتا ہی اور ہر بات مین بے بصیرت ہوتا ہی اپنی لاعلمی کا عذر نہین کرتا تاکہ آفت سے بچ جائے اور علم کو مضبوطی سے نہین پکڑتا کہ فائدہ پائے اوسکے فتوے سے ناحق خون بہائے جاتے ہین جو کہ اوسی کو روتے ہین اور اوسکے حکم سے بہت سی حرام فرجین حلال ہوجاتی ہین نہ وہ اوس لائق ہوتا ہی جو اوس سے پوچھا جائے نہ وہ اوس کام کی اہلیت رکھتا ہی جو اوسکے سپرد کیا جاتا ہی یہی وہ لوگ ہین جنپر عذاب جلال ہوجاتا ہی اور جنپر نوحہ و بکا کرنا زندگی بھر واجب ہوتا ہی۔

مین نے جو کچھ کہا اسکا ثبوت خود جناب والا کی تالیفات اور جوابات سے ہوتا ہی چنانچہ مین اپنی اس کتاب مین انشاء اللہ تعالی اونکی ساری تالیفات سے جو بجواب تحفہ کے ہی بحث کرونگا اور کیا ذو الفقار اور کیا صوارم اور کیا حسام سب اونکی تلوارون کے وار اونھین کے ہاتھ سے اونھین کے منہ پر مارونگا اور جو کچھ اونھون نے ان کتابونمین لکھا ہی اوسکو جس بحث کے متعلق ہی بالاستیعاب نقل کرکے اوسکی خوبیان اونکی پیروی کرنیوالون پر ظاہر کرونگا تاکہ مخالف بھی شہادت دینے لگین اور زبان سے نہین مگر دل مین تو ضرور سنیون کا کلمہ پڑھنے لگین اور وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کا شور آسمان تک پہونچادین۔

وہا ان اشرع فی بیان ماکنت فی صدده

جو کچھ مین نے اب تک لکھا یہ بیان مین فضائل صحابہ کے تھا کہ جسکو مین نے نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا اور خود شیعون ہی کی کتابون سے اوسکو ثابت کیا اور جو کچھ جواب اونکے عالمون نے دیے ہین اونکو موقع موقع پر نقل کیا اب مین اون اقوال کو شیعون کے بیان کرتا ہون جو تمام آیات اور احادیث فضائل صحابہ سے دیتے ہین اور اسیکے ضمن مین بہت کچھ فائدے اونکی فضائل کی بھی موقع بموقع لکھتا جاؤنگا۔

جواب شیعون کا بہ نسبت آیات فضیلت صحابہ کے

جو آیات قرآن مجید کی شان مین صحابہ کے ہین اور جن مین سے چند آیتون کو اوپر مین نے بیان کیا ہی اون کی نسبت شیعون کی طرف سے عام جواب یہ ہی۔

جو آیتین مہاجرین کی شان مین ہین اور اونکی بزرگیون مین خدا نے نازل کی ہین اور اپنی رضامندی کا اظہار اونکی نسبت فرمایا ہی اوس سے حضرات شیعہ یہ جواب دیتے ہین کہ ہجرت کی صحت مین اور اوسپر مستحق ثواب ہونے مین ایمان اور صحت نیت شرط ہی چنانچہ تقلیداً اپنے بزرگون کی جناب لوی دلدار علی غفرانمآب قبلہ بھی ذو الفقار مین اوس مقام پر جہان کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے آیہٴ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار الخ کا ذکر کیا ہی فرماتے ہین "پس بباید دانست کہ باتفاق اہل اسلام صحت ہجرت وترتب ثواب بران ایمان شرط ست وازینجاست کہ دلیل پیمبر خدا کہ درین ہجرت شریک ابوبکر بود مشرک بود چنانچہ در کتاب طبقات واقدی تصریح بآن واقع شدہ مقبول الہجرت نخواہد بود زیرا کہ باتفاق ایمان بشرط صحت عبادت ست وہمچنین باتفاق فریقین شرط ترتب ثواب بر ہجرت صحت نیت است چنانچہ

دلالت میکند بران حدیث متواتر۔ انما الاعمال بالنیات و لکل امرء ما نوی و من کانت ہجرتہ الی اللہ و رسولہ الخ و
ہمہ اینہا در اوائل صحیح بخاری وغیرہ مسطورست پس مادامیکہ ما را علم بہ صحت نیت ابی بکر بہ ثبوت نرسد دخول او در
مدلول این آیہ متیقن نمی شود و تا متیقن نشود احتجاج باین آیہ بر علو مرتبہ او نمی تواند شد} اور نیز اسی کتاب مین
ایک دوسرے مقام پر جہان کہ مولانا صاحب نے آیۂ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ کا ذکر کیا تھا
مجتہد صاحب فرماتے ہین {کہ بر فرض تسلیم فضیلت ہجرت امثال آن از اعمال مشروطست بر ایمان باجماع و
اتفاق اہل اسلام و درستی نیت چنانچہ بخاری در صحیح خود از لیث روایت نمودہ است کہ گفت شنیدم عمر خطاب
را کہ بر منبر می گفت کہ شنیدم رسول خدا را کہ می فرمود انما الاعمال بالنیات و انما لکل امرء ما نوی فمن کانت ہجرتہ
الی اللہ فہجرتہ الی اللہ و رسولہ و من کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او الی امرأۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ و این ہر دو
فیما نحن فیہ در معرض عدم تسلیم ست} اور پھر ایک مقام پر فرماتے ہین کہ ایضاً {احتجاج باین آیت موقوفست
کہ بہ ثبوت رسد کہ ہجرت ابوبکر با جازت حضرت نبوی واقع شدہ و شیعہ این را قبول ندارند} اور پھر ایک جگہ اسی
کتاب مین لکھتے ہین {کہ ہجرت و نصرت ممدوح امری ست کہ تعلق بہ صحت نیت دارد و آن امری ست
باطنی} اب مین اس قول کو چند طرح سے رد کرتا ہون۔

اوّل جو سند احادیث بخاری کی قبلہ و کعبہ لائے ہین اوس سے سوای اظہار فضیلت کے اور کچھ فائدہ نہین
ہی اس لیے کہ ہر عمل مین نیت شرط ہی اور تمام فرقے اسلام کے بلکہ سارے اہل مذہب اسپر متفق ہین کسی کا
یہ عقیدہ نہین ہی کہ کوئی عمل بغیر نیت کے مقبول ہی تو اس حدیث کے نقل کرنے سے بجز بڑھانے حجم کتاب کے
کیا فائدہ ہان شاید مجتہد صاحب کی یہ غرض ہو کہ اس حدیث کو سنکر بعض جہلا شبہہ مین پڑ جاوین اور یہ وسوسہ
کرنے لگین کہ یہ حدیث اونھین ہجرت کرنے والون کی نسبت ہی جو کہ پیغمبر صاحب کے ساتھ یا آگے پیچھے چند
روز کے ہجرت کر کے مکہ سے مدینے کو آئے اور جن کی شان مین خدا نے آیتین نازل کی ہین تو اگر وہ سب کے سب
مستحق ثواب ہوتے تو پیغمبر خدا علیہ التحیۃ و الثنا ایسی حدیث نفرماتے اور صحت نیت کی شرط ترتب ثواب پر نرکھتے
پس ظاہر ہوتا ہی کہ شاید بعض اصحاب ایسے بھی تھے کہ جن کی نیت ہجرت مین بخیر نتھی تو یہ شبہہ اونکی اس تدلیس
سے کسی کو نہین ہو سکتا اس لیے کہ سب جانتے ہین کہ ہجرت ختم نہین ہوگی اور پیغمبر صاحب کی قید حیات تک
جاری رہیگی اور سب لوگ مثل مہاجرین اولین کے خاص خدا اور رسول ہی کے لیے ہجرت نہ کرینگے بلکہ بعض
بعض دنیا اور عورتون کے پیچھے اپنے گھر چھوڑ جاوینگے جیسا کہ آج کے زمانہ مین ہم لوگ اپنی آنکھ سے دیکھتے
ہین کہ کوئی عورت کے پیچھے اپنا وطن چھوڑ دیتا ہی کوئی روٹی کی خاطر سے مسلمان ہو جاتا ہی یعنی مسلمانون کے
ساتھ کھانے پینے لگتا ہی تو اس حدیث کا مضمون اونھین لوگون کے حق مین صادق ہوگا۔ علاوہ اس کے جناب

قبلہ وکعبہ کو چاہیے تھا کہ شان نزول اس حدیث کا احادیث کی شرحون مین دیکھتے اور اسباب کو دریافت فرماتے
کہ یہ حدیث کس کے حق مین اور کس کے لیے حضرت نے فرمائی ہی اور مہربانی کرکے اوسی مین لکھدیتے تاکہ ہم
بھی اونکی دیانت کی داد دیتے اور اونکو اہل عدل کہتے مگر وہ اُسے کیون لکھتے اسلیے کہ اوس سے تو اُن کا
مطلب ہی ہاتھ سے جاتا ہی چونکہ حضرت نے اوسکو نہین لکھا اسلیے مین شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی
سے اوسے لکھتا ہون (واضح ہو کہ ایک شخص مدینے مین آیا تھا ایک عورت کی طلب کے لیے جسکا نام ام قیس
تھا اوسکے حق مین یہ حدیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی چنانچہ اوسکو مہاجر ام قیس کہتے تھے کہ
اوس نے ہجرت عورت کے پیچھے کی تھی) اب اے حضرات شیعہ اپنے قبلہ وکعبہ کی تقدس اور دیانت کی داد
دو اور جو کچھ اونھون نے لن ترانیان فرمائی ہین اوسپر غور کرو چنانچہ خود حضرت نے صوارم مین نسبت
شاہصاحب قدس سرہ کے فرماتے ہین {کہ می باید ہرگاہ شعور داشتہ باشد ارادہ تصنیف وتالیف ننماید
مادامیکہ قابلیت آن بہم نرساند بالجملہ بامتحان رسیدہ کہ ناصب عداوت اہل بیت ہرگاہ مسئلہ علیہم اندکے قتی داشتہ
باشد در اثنای تحریر آن دست وپا گم سیکند از انجملہ است این مقام کہ دران کمال انتشار وپراگندگی بکار بردہ
لیکن نہ فہمید کہ ہرگاہ آتش قہر الہٰی مورد مستوقد گردید ہمہ تر وخشک را خواہد رسید وبباد فنا خواہد داد وہیچ حیلہ
دیگر دران وقت مفید نخواہد افتاد انتہی بلفظہ ملخصاً} اب کوئی مومن منصف انصاف کرے کہ یہ مضمون
خود جناب قبلہ وکعبہ پر اس روایت مین کتنا صادق ہی کہ اونھون نے کلام کو کتنا منتشر کیا ہی اور دھوکہ
دینے کے لیے بیچ مین کی حدیث کا ذکر فرمایا ہی مہاجرین کو اوس سے کچھ بھی تعلق نہین ہی حقیقت مین قبلہ و
کعبہ نے سچ فرمایا {کہ می باید انسان ہرگاہ شعور داشتہ باشد ارادۂ تصنیف وتالیف نہ نماید مادامیکہ
قابلیت آن بہم نرساند} دوسرے یہ فرمانا حضرت کا کہ {باتفاق اہل اسلام در صحت ہجرت وترتب ثواب
بران ایمان شرط است} یہ بیان بھی سچ اور بالکل ٹھیک ہی نہ اسکے لیے کسی آیت کی سند لانے کی حاجت ہی
نہ کسی حدیث کے نقل کرنے کی ضرورت ہی لیکن یہ فرمانا کہ {پس مادامیکہ مارا علم بہ صحت نیت ابی بکر بہ ثبوت
نہ رسد دخول او در مدلول این آیت متیقن نمی شود} مین ہمکو جرح ہی چند طرح سے اوّل جناب صاحب
تحفہ قدس سرہ نے اس آیت کو صرف شان مین حضرت صدیق اکبر ہی کے نہین فرمایا بلکہ سب مہاجرین کے
فضائل مین اسکو نقل کیا ہی پس حضرت نے سبکا ذکر تو چھوڑ دیا صرف نام حضرت صدیق اکبر ہی کا لکھا
یہ خلاف داب مناظرہ کے ہی اگر شاہ صاحب اس آیت کو خاص نسبت صدیق اکبر کے بیان کرتے تو اونکو
بھی جواب مین اونھین کے نام کی قید کرنی مناسب تھی واذ لیس فلیس دوسرے اگر بخیال اسکے کہ حضرت
صدیق اکبر مہاجرین مین بھی اول درجہ رکھتے ہین اور اونکی نسبت اس قضیہ کی الطال سے

اور وہن کے قضیہ کا بطلان خود اسی دلیل سے ہوگا حضرت قبلہ و کعبہ نے اونکا نام لکھا ہی تو خیر ہم اوس
سے بحث نہین کرتے اوسی کا جواب دیتے ہین کہ آپ کو صحت نیت کا علم کیونکر ہووے اور کس طرح
آپ اوس علم کو حاصل کیا چاہتے ہین اگر یہ خیال کرکے {کہ آن امریست باطنی} سوا خدا کے دوسرا
نہین جانتا تو ہم تسلیم کرتے ہین اور آپ کو خدا کے سپرد کرتے ہین یقین ہی کہ خدا نے اب آپکو اوس کا
حال قبر مین تبلا دیا ہوگا اور ابوبکر صدیق کی صحت نیت کا اب حال آپ پر کھل گیا ہوگا اور اگر آپ نیت کا
حال اونکے اعمال سے جو وقت ہجرت کے اونھون نے کیے دریافت کیا چاہتے ہین تو اپنے ہی علما کے
اقوال سے دریافت کر لیجیے اور پیغمبر خدا کا اونکے گھر جانا اور اپنے ساتھ لیکر غار کو چلنا اور راہ مین ابوبکر
صدیق کا حضرت کو دوش پر چڑھانا اور اپنے گھر سے کھانا پہونچانا ان سب باتون کا اپنی ہی کتابون سے
ثبوت دیکھ لیجیے کہ اسکو ہم نہایت تفصیل کے ساتھ آیۂ غار کی تفسیر مین بیان کر چکے ہین جسکو دیکھنا ہو اس
کتاب کے چند ورق اُلٹ کر دیکھ لے ۔ اگر کوئی شخص اتنی محنت نہ گوارا کرے اور چند ورق الٹ کر اوس
ساری بحث کو جسپر حقیقت مین یہ مضمون صادق ہی {کہ درین جزو زمان چشم روزگار نظیر این بحث یعنی فضیلت
صدیق اکبر از آیۂ غار ندیدہ باشد و گوش چرخ برین نشنیدہ} تو اوسکے لیے اس مقام پر بھی ہم ایک روایت
لکھتے ہین جسے صاحب تحفہ نے ملا عبد اللہ کی کتاب اظہار الحق سے نقل کیا ہی کہ وہ خود اپنے ہم مذہبون کے
اس انکار کو پوچ اور بیہودہ کہتا ہی کما قال کہ {جواب گفتن این سخن بہ ارتکاب آنکہ در سبق ہجرت و نصرت
ایمان شرط ست و آن شخص یعنی ابوبکر معاذ اللہ ہیچ وقت ایمان نداشتہ چنین فعل از سنوح ناخوشی امیر المومنین
از انصاف دور ست} مجتہد صاحب قبلہ اپنی ذو الفقار مین اس روایت کی نسبت فرماتے ہین کہ پس
معلوم ست کہ یا ملا عبد اللہ از امامیہ نبودہ و یا انکہ جامع کلمات این مزخرفات را از پیش خود دخل نمودہ
و یا مراد او از ایمان درین مقام اسلام ست و معلوم ست کہ خلیفۂ اول از اول امر از ایمان بہرہ ند اشتہ
باتفاق من علماء الامامیہ} اس جواب مین تین امر مجتہد صاحب نے لکھے ہین اول انکار کرنا عبد اللہ
شہادی کے امامیہ ہونیسے جسپر ہم ابھی زیادہ بحث نہین کرتے اگر مجتہد صاحب اپنے سارے علما کے امامیہ
ہونے سے منکر ہو جاوین ہمارا کچھ حرج نہین ہی اگرچہ سارے علما نے ملا عبد اللہ کے امامیہ ہونے پر بہت کچھ
ثبوت دیا ہی مگر ہم مجتہد صاحب ہی کی بات مانتے ہین اور اوسکے امامیہ ہونے کا ثبوت دینا لغو سمجھتے ہین
لیکن افسوس ہی کہ صرف اس لیے مجتہد صاحب نے اوسکے امامیہ ہونے سے انکار کیا ہی کہ وہ صحابہ کے
ایمان کا قائل ہی تو اسکا ثبوت اون علمای امامیہ کے اقوال سے بھی ہوتا ہی جو کہ مجتہد صاحب کے پیشوا
ہین اور جن کے قول کو کالوحی المنزل من السماء جانتے ہین چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین

مین فرماتے ہین {که اما آنکه تکفیر ابوبکر و عمر بشیعه نسبت نموده است سخنی ست بی اصل که در کتب اصول ایشان ازان اثری نیست و مذہب ایشان ہمین ست که مخالفان علی فاسق اند و محاربان او کافر اند} اسکا جواب جب مجتہد صاحب نے کچھ نه دیکھا اور قاضی نور الله شوستری کے امامیه ہونے سے انکار کرنا خلاف بیان جانا تو دوسری طرح سے اس قول کو باطل کرنا چاہا چنانچه اسکے جواب مین ذو الفقار مین فرماتے ہین {که پوشیده نماند که این کلام بر تقدیر صحت و صدور آن از فاضل قادح مقصود ما و مفید مطلوب ونمی شود زیرا که سابق گذشته که فاسق در مقابله مومن اطلاق شده} اب کوئی اس دہوکه دینے کو خیال کیجے که قاضی نور الله سا مؤلف اور مجالس المومنین کی سی مشہور کتاب پہر بہی جناب علامی فہامی فرماتے ہین {که بر تقدیر صحت و صدور آن از فاضل} گویا ان لفظون مین اسکا بہی انکار کرتے ہین مگر صاف انکار کرنے سے کچھ تقدس کا لحاظ فرماتے ہین اگر حضرت کو دیانت کا دعوا تہا تو چاہیے تہا که ایسا دہوکه نه دیتے اور مجالس المومنین کی اصل عبارت کو جسمین کچھ تحریف نه ہوئی ہوتی نقل کر دیتے چنانچه بجز اسکے که شاه صاحب لکھتے ہین {که نسبت تکفیر بجناب شیخین که اہلسنت و جماعت به شیعه نموده اند سخنی ست بی اصل که در کتب اصول ایشان ازان اثری نیست} اور بلفظه عبارت مجالس المومنین کی وه ہی جو اوپر ہمنے نقل کی اگر کسی کو شک ہو وه مجالس المومنین کو دیکھ لے اور مجتہد صاحب کے {بر تقدیر صحت و صدور آن از فاضل} لکھنے پر داد دے اور سب سے زیاده مجھے یه حیرت ہی که ایسے مجتہد فاضل نے {بر تقدیر صحت} اس عبارت کی نسبت کیونکر فرمایا اسلیے که مجالس المومنین مین نہایت شد و مد سے ملا نور الله شوستری نے تکفیر حضرات شیخین سے انکار کیا ہی اور صرف انھین چند لفظون سے اپنے انکار کو ثابت نہین کیا بلکه بہت لمبی چوڑی تقریر کی ہی چنانچه مجلس سوم مین فرماتے ہین {که از ایراد این مقدمه دفع توہمی ست که در اوہام عامه استقرار یافته که شیعه امامیه تکفیر جمیع یا اکثر صحابه می نمایند و این معنی را مستبعد یافته عوام مذہب خود را بتقریر آن از مذہب حق متنفر نموده از راه برده اند و چگونه چنین باشد و حال آنکه افضل المحققین خواجه نصیر الدین طوسی در کتاب تجرید فرموده که محاربوا علی کفرة و مخالفوه فسقة و ظاہر ست که اگر صحابه با آنحضرت محاربه نکرده اند بلکه به قوت کثرت خیل و حشم بی نیت استعمال سیف ظلم در مقام مخالفت در آمده باستقلال غصب منصب عزت رسول متقال نموده اند انتہی بلفظه} غرضکه اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہی که قاضی نور الله شوستری نے بدلیل قطعی تکفیر سے اون صحابه کے جنہون نے حضرت علی سے لڑائی نہین کی بلکه صرف مخالفت کی ہی انکار کیا ہی اسلیے که وه خود لکھتے ہین که اس مقدمے کے لکھنے سے ہماری غرض یه ہی که جو وہم سنیونکو ہی که شیعه امامیه سب صحابه کو کافر کہتے ہین اور اسی سے عوام کو فریب دیکر وه شیعون کے مذہب کی برائی اونکے دل مین

کرکے امامیہ مذہب سے اونکو نفرت دلاتے ہین حالانکہ یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ ہم امامیہ مذہب کے لوگ سب اصحاب کو کافر
کہین حالانکہ افضل المحققین خواجہ نصیر الدین نے تجرید مین صاف لکھا ہی کہ علی کے مخالف فاسق ہین اور
لڑنیوالے کافر اور پھر قاضی نور اللہ شوستری اسی پر قناعت نہین کرتے بلکہ اس قول کو لکھکر آپ اپنے دعوے
عدم تکفیر اصحاب کے ثبوت مین یہ لکھتے ہین کہ یہ ظاہر ہی کہ اکثر اصحاب نے حضرت علی کے ساتھ لڑائی نہین کی
بلکہ بغیر لڑائی کے خلافت کو غصب کر لیا پس باوجود ایسی مدلل تحریر کے جو قاضی نور اللہ شوستری نے کی ہے
جناب مجتہد صاحب اول تو {بر تقدیر صحت} فرماتے ہین تاکہ عوام کو شبہہ ہو کہ یہ روایت ہی مجالس المومنین
مین نہوگی اور بر تقدیر صحت فرماکر اوسکے معنی لکھتے ہین کہ {قادح مقصود و مفید مطلوب اونی شود
زیرا کہ سابق گذشتہ کہ فاسق در مقابلۂ مومن اطلاق شدہ} یعنی اس سے کچھ ہمارے مطلب مین قدح اور
شاہ صاحب کے دعوے کو فائدہ نہین ہوتا اس لیے کہ ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ فاسق بمقابلۂ مومن کے آیا ہی
جسکے معنی کافر کے ہوتے ہین سبحان اللہ سبحان اللہ ع برین عقل و دانش باید گریست ٭ کیا فہم و ذکا خدا
نے حضرت کو دیا تھا کہ اپنے دعوے تکفیر صحابہ کو قاضی نور اللہ شوستری کے دعوے عدم تکفیر سے ملاتے ہین
اور پھر کیا شوخی اور بیباکی ہی کہ فرماتے ہین کہ ہمارا اونکا مطلب ایک ہی در حقیقت وجود و عدم اور اسلام و کفر کو
ایک سمجھنا حضرت کی فہم و فراست سے کچھ بعید نہین ہی آپ کی سمجھ پر خیال کرکے ہم بھی کہتے ہین کہ بیشک جو آپ
فرماتے ہین وہی درست و بجا ہی شاہ صاحب جاہل اور نادان تھے جنہون نے قاضی نور اللہ شوستری کی
عبارت کو عدم تکفیر صحابہ پر محمول کیا آہ حضرات امامیہ یہ حال ہی تمہارے مجتہدین و علماء کے علم و فضل کا
غرضکہ ثابت ہوا کہ قاضی نور اللہ شوستری اور محقق نصیر الدین طوسی عدم تکفیر صحابہ کے معتقد ہین اور سوائے
محاربین کے کسی کو کافر نہ جانتے تھے اب سنیے کہ مجتہد صاحب کیا فرماتے ہین جناب قبلہ و کعبہ اپنی ذوالفقار
مین فرماتے ہین کہ {استنتاج نتیجہ مسطورہ موقوفست برین کہ بنا بر اصول شیعہ باثبات رسانی کہ صحابہ
تو از اول امر مومن اند و این از جملہ ممتنعات و محالات ست چہ علمای ایشان بدلائل بسیار و اخبار
بے شمار کفر و نفاق پیشوایان شمارا در کتب خود باثبات رسانیدہ اند و ہرگاہ حقیقت حال چنین باشد پس
بین کلام تو از محل اعتبار ساقط باشد} اب اے حضرات شیعہ تمکو اپنے دین و ایمان کی قسم ہی اور تمکو اپنے
غفران مآب کے تقدس و اجتہاد کی قسم ہی کہ قاضی نور اللہ شوستری کی اس عبارت کو کہ {اما آنکہ تکفیر
ابوبکر و عمر بشیعہ نسبت نمودہ است سخنے ست بے اصل کہ در کتب اصول ایشان ازان اثرے نیست}
جناب قبلہ و کعبہ کی اس عبارت سے کہ {علمای ایشان بدلائل بسیار و اخبار بے شمار کفر و نفاق پیشوایان
شمارا در کتب خود باثبات رسانیدہ اند} ملاؤ اور ذرا کلمۂ حق زبان پر لاؤ اور اتنا فرما دو کہ ان مین سے

عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ سنہ ۱۲۸۰ صفحہ ۵۲ سطر ۱۲

کون صاحب سچے ہین اور کون صاحب جھوٹے اور ہم بیچارے جاہل سنی قاضی نوراللہ شوستری کے قول کو مانین جو کہ نہایت زور شور سے فرماتے ہین کہ یہ بات ایسی بے اصل ہے کہ ہماری کتابون مین اصول کی اسکا اثر و نشان بھی نہین ہے یا کہ جناب قبلہ و کعبہ کی بات کو سنین جو کہ نہایت مضبوطی سے فرماتے ہین کہ ہمارے علمائے اونکے کفر کو بدلائل بسیار اور اخبار بیشمار سے ثابت کیا ہے۔ اے حضرات یہ حال ہے تمھارے علما کا کہ خود ہی اپنی ایک بات پر قائم نہین رہتے اور ایک دوسرے کے کلام کو نقض کرتا ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ جہان جیسا موقع ہوتا ہے وہان ویسی ہی بات کہنے لگتے ہین اور۔ ہر سخنی موقع۔ اور۔ ہر نکتہ مقامی دارد۔ پر عمل کرتے ہین جہان دیکھا کہ صحابہ کی تکفیر کہنے کا موقع ہے وہان ایسی دھوم دھام سے اونپر کفر کا اطلاق کرینگے کہ امام اول سے لیکر امام آخر تک کی زبان سے اونکا کفر ثابت کرینگے اور جہان دیکھا کہ اوس سے اصول دین کے برہم ہوے جاتے ہین اور اسلام ہی ہاتھ سے جاتا ہے وہان اس زور و شور سے انکار کرینگے کہ گانو پر ہاتھ دھرین گے اوسکو سنیونکی تہمت اور افترا کہین گے اور تمام اپنے علما کو نسبت سے تکفیر کی بری کرینگے عجب حال ہے ان حضرات کا کہ انکے اقوال اور روایات اور جوابات کو دیکھکر عقل حیران ہے اور مجتہد صاحب صرف تکفیر شیخین رضی اللہ تعالی عنہ پر قناعت نہین فرماتے اور اسی پر کفر کا دامن نہین چھوڑتے بلکہ یہانتک کفر کے پیچھے پڑے ہین کہ ایک مقام پر صاف فرماتے ہین کہ { قال الصادق علیہ السلام من شک فِی کُفرِ اَعدَائِنَا فَھُوَ کَافِرٌ۔ یعنی ہر کہ در کفر اعدای ما شک کند کافر ست } ای حضرات شیعہ اس عبارت پر غور کرو اور اپنے مجتہد صاحب کے اس ارشاد کو سنو اور بیچارہ محقق نصیر الدین طوسی اور قاضی نوراللہ شوستری وغیرہ اپنے مذہب کے علمای اعلام پر شوق ذوق سے تبرا بھیجو اور انکو کافر کہو اسلیے کہ اونکو کفر مین مخالفین علی مرتضی کے شک ہے۔ و ہر کہ در کفر شان شک کند کافر ست۔ افسوس ہے کہ جب مجتہد صاحب نے کتاب تالیف کی تھی اور اپنے اجتہاد کا نقارہ بجایا تھا اور یہ حدیث امام صادق علیہ السلام کی لکھی تھی دونون بیچارے محقق اور قاضی مر مٹ چکے تھے ورنہ ضرور وہ اس ارشاد قبلہ و کعبہ کے منکر اور شیخین کو کافر کہتے اور۔ ہر کہ ایشان را کافر نگوید کافر ست۔ کہ کے ہم سنیونکا ساتھ دیتے اس مقام پر مین جناب مجتہد صاحب کی دیانت کو اور بھی ثابت کرتا ہون اور اونکے تبحر اور تقدس کو ظاہر کرتا ہون کہ حضرت نے قاضی نوراللہ شوستری کی تکذیب اسی روایت مین نہین کی ہے بلکہ اور مقامات پر بھی در پردہ توبہ توبہ در پردہ کیسا صاف اور صریح احمق بنایا ہے یا اپنی دانشمندی کو ظاہر فرمایا ہے چنانچہ صاحب تحفہ قدس اللہ سرہ اسی باب دوازدہم مین ایک مقام پر لکھتے ہین کہ { قاضی نوراللہ شوستری در مجالس المومنین خود آوردہ کہ مفہوم تشیع آنست کہ خلیفہ بلا فصل بعد از حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتضی علی ست و لعن و سب درو معتبر نیست میگنجد کہ نام حضرات خلفای ثلثہ بر زبان شیعہ جاری شود د

اگر جاہلان شیعہ حکم بہ وجوب لعن کروند سخن ایشان معتبر نیست و انچہ خبث و فحش در مادۂ ام المومنین عائشہ نسبت بہ شیعہ میکنند حاشا ثم حاشا کہ واقع باشد چہ نسبت فحش بکافۂ آدمیان حرام ست چہ جائے حرم حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و بعد ازان متصل ہمین کلام گفتہ است کہ این ضعیف حدیثی در کتاب حدیث از کتب شیعہ دیدہ با نمضمون کہ عائشہ در خدمت امیر از حرب توبہ کردہ ہر چند قصۂ حرب متواتر ست و حکایت توبہ خبر واحد اما بنا برین طعن کردن در حق وے جائز نیست} اب ذرا گوش ہوش مجتہد صاحب کے کلام سننے پر متوجہ کیجیے کہ حضرت ذوالفقار مین بیچارے اسکے کیا ارشاد فرماتے ہین کہ{ اما آنچہ از سید نور اللہ شوستری نقل شدہ پس البتہ در نقل تدلیس و تلبیس نمودہ بالجملہ سب و شتم البتہ نزدیک امامیہ در حق جمیع کفار و مسلم جائز نیست اما تبرا و بیزاری از اعداء دین واجب و لازم گو بسبب اتفاق اگر از زبان نگوید قباحت نباشد لیکن اگر گناہ دانستہ نگوید البتہ گنہگار بلکہ بہ نسبت ناکثین و قاسطین و مارقین اگر گناہ دانستہ نگوید از ایمان بیرون می شود چہ او در نصیوت منکر ضروری مذہب امامیہ شد}
ذرا اہل انصاف غور فرمائین کہ یہ تدلیس و تلبیس صاحب تحفہ کے حق مین نسبت کرنا بجا ہے یا جناب مجتہد صاحب کی شان مین زیبا ہے کہ صاحب تحفہ تو صاف صاف قاضی نور اللہ شوستری کے کلام کو بیان کرتے جاتے ہین اور مجتہد صاحب مجالس المومنین اُٹھا کر ملاحظہ نہین فرماتے اور صرف اپنی تدلیس اور تلبیس کے ظاہر کرنے پر بلا مقابلہ کتاب کے اونپر تدلیس کی تہمت کرتے ہین۔ اے حضرات امامیہ اپنے مجتہد صاحب کی تدلیس کے کیا اب بھی قائل نہ ہوگے اور اونکے اجتہاد مین اس طرح کی برائیون سے بھی کچھ شک کروگے خیال کرو کہ مجالس المومنین ملا عبد اللہ کی اظہار الحق نہین ہے کہ جو نہ ملے یا اوسکے انکار کرنے سے پیچھا چھوٹ جائے یا وہ کتاب ایسی نادر الوجود نہین ہے کہ مجتہد صاحب کے پاس نہوتی اور قبلہ و کعبہ کا کتب خانہ اوس سے خالی ہوتا تو اگر شاہ صاحب نے اپنی طرف سے اونکی نسبت کچھ تہمت کی تھی اور جو قاضی صاحب نے نہ لکھا تھا اور نہ کہا تھا وہ اونکی طرف منسوب کیا تھا تو کیا مشکل تھا کہ مجالس المومنین کو اوٹھا لیتے اور اصل عبارت اوسکی صاف صاف نقل کر دیتے یہ عجیب قسم کی تدلیس ہے کہ کتاب تو نہین دیکھتے نادیدہ و دانستہ اوس سے اغماض کرتے ہین اور صاحب تحفہ کو برا بھلا کہتے ہین بیشک یہ پیروی اونکی تو ضرور ہے کہ اونھون نے ایسی روایت جو مخالف عقیدۂ امامیہ کے ہو ایسے عالم کی کتاب سے نکالدی جو رکن اعظم شیعون کا ہے اور جس نے جان بھی اپنی اس مذہب پر قربان کردی ہے لیکن اس اجمال پر کفایت کرنے کا یہ سبب ہے کہ اگر صاف لکھین تو کیا لکھین کیونکر اصل عبارت کو نقل کرین اگر کچھ فرق ہو یا کچھ اپنی طرف سے شاہ صاحب نے ملا دیا ہو تو اوسے لکھین اور اگر اوسکا صاف صاف اقرار کرین تو پھر جواب مین کیا خاک بلا لکھین اس لیے شیطان الطاق کے وتیرے پر چلے اور تم اقرار و تم انکار کرکے پہلو بچا گئے مگر افسوس ہے کہ اسی عبارت کے بعد دو لفظ ایسی حضرت کے قلم سے نکل گئی ہین کہ اوس سے

عبارت ذوالفقار مسبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ شش ہجری صفحہ ۱۱ سطر ۱۲

تصدیق اوس مضمون کی ہوتی ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ {مراد سید نور اللہ ہر جا کہ گفتہ باشد اگر گفتہ باشد تبرّا ست و عبارت ایشان ہرگز بانچہ فقیر گفتہ مخالفت ندارد} اس عبارت کو دیکھکر بیساختہ دل چاہتا ہی کہ جناب غفران مآب کی شان مین کچھ لکھون مگر سوای این گل دیگر شگفت کے کچھ نہین لکھتا اور یہی کہکے اونکے مقلدین سے پوچھتا ہون کہ بھائیو شاید میری سمجھ کی غلطی ہی جو مین دونون مضمونونکو مخالف پاتا ہون کوئی بھی مجھے سمجھاوے کہ قاضی نور اللہ شوستری کی اس عبارت کا کہ {مفہوم تشیع آنست کہ خلیفہ بلا فصل بعد از حضرت مرتضی علی ست و سب و لعن در و معتبر نیست} مضمون کیونکر اس عبارت سے مجتہد صاحب کے مطابق ہی کہ {اما تبرا و بیزاری از اعدای دین واجب} اور نیز قاضی نور اللہ صاحب کے اس فقرہ کو کہ {اگر جاہلان شیعہ حکم بوجوب لعن کردند سخن ایشان معتبر نیست} کس طرح قبلہ و کعبہ کے اس فقرہ کے مطابق ہی کہ {گو بحسب اتفاق اگر از زبان نگویند قباحت نباشد لیکن اگر گناہ دانستہ نگویند البتہ گناہگار بلکہ بہ نسبت ناکثین و قاسطین و مارقین اگر گناہ دانستہ نگویند از ایمان بیرون می شود} مین قاضی صاحب کی تقریر کا یہ مطلب سمجھتا ہون کہ اونکے نزدیک سب و لعن تشیع کیلیے معتبر اور ضرور نہین ہی اور حکم بوجوب لعن جاہلونکی بات ہی اور مجتہد صاحب کے قول سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک سب و لعن تشیع کے لیے ضرور ہی بلکہ جو تبرا نکرے وہ مومن نہین ہی اور پھر باوجود ایسی مخالفت مضمون کے مجتہد صاحب فرماتے ہین کہ {عبارت ایشان ہرگز بہ انچہ فقیر گفتہ مخالفت ندارد} اب اسپر کیا کہا جاوے حقیقت مین جو کچھ ناز و افتخار ذو الفقار کی تالیف پر حضرت کو ہوا ہی وہ بجا ہی اگر حضرت خود اوسکی تعریف اپنی زبان سے نہ کرتے اور بقول صائب شعر

ثنای خود بخود کردن نمی زیبد ترا صائب		چو زن پستان خود مالد حظوظ نفس کی یابد	

خود ستائی سے احتیاط کرتی تب بھی جبکہ خود کتاب حضرت کی ثنا و صفت کرتی اور اب تو خدا کے فضل سے حضرت کی ستایش کی تصدیق ہوتی ہی اور جو کچھ خود بدولت نے اپنے شبہے اور اپنی کتاب کی نسبت فرمایا ہی اوسکا ثبوت ہوا جاتا ہی۔ دیکھو حضرات امامیہ وہ کتاب ذو الفقار ہی جسمین حکیمانہ تقریرین بھری ہوئی ہین اور جسکی نسبت حضرت نے صوارم مین فرمایا ہی کہ جب باب دوازدہم تحفہ کا ہمنے ملاحظہ فرمایا تو بخیال اسکے کہ ایک جاہل عامی آدمی کی طرف مقابل بننا موجب عار و ننگ ہی دل جواب لکھنے پر متوجہ نہوا مگر یہ خیال کرکے کہ بڑے بڑے پیغمبرون اور اماموں کو زمانہ نے مجبور کر دیا ہی اور اونکو فرعون و جاہلونکی جواب دینا پڑا ہی مین نے اوسکا جواب لکھا {چنانچہ بحمد اللہ تعالی در ہمان اوان سعادت توامان در عرصہ دہ بیست روز بصرف قلیلے از اوقات بہ نقض آن پرداختم و بیہودہ گوئی او را بہ بیان واضح بر ہر کس و ناکس ظاہر و لائح

عبارت ذو الفقار مطبع ... صفحہ ۱ سطر ۱۶

مجمع البحرین ...

صفحہ ۷۷ سطر ۱۰

ایضاً صفحہ ۸ سطر ۱۹ و ۲۰

ایضاً صفحہ ۹ سطر ۱۹ و ۲۰

ایضاً صفحہ ۱۱ سطر ۲۲ و ۲۳

عبارت مطبوعہ ... صفحہ ۲ سطر ۱۱ و ۱۲

ساختم در رساله مذکوره را باسم ذوالفقار اختصاص داده مع جلد کتاب عماد الاسلام پیش آن ناصب مولف کتاب تحفه اثنا عشریه
مرسل داشتم تا شاید از خواب غفلت بیدار شود و از مستی جهل مرکب هوشیار گردد و رسالة الحجة البالغة که مدت پنج شش سال
منقضی گشته که آن رساله در اطراف بلاد شائع و منتشر گردیده و از نظر بسیاری از فضلای سنیان گذشته نظر بمتانت و استحکام
کلام که در اثنای نقض شبهات و کشف عیوب موهات و بلا ارتکاب تکلفات و تعسفات مذکور ساخته ام هیچکس چه آن ناصب
عداوت اهل بیت مصنف کتاب بوارق و چه غیر او فضلای مذهب مسطور مجال این نیافته اند که به نقض آن پردازند و در جواب
آن چیزی برنگارند و بمقتضای انه الحق یعلوا و لا یعلی انتهی بلفظه ملخصاً } حقیقت مین جو کچھ حضرت نے اس ذوالفقار کی
نسبت فرمایا وہ سب بجا اور درست ہے عبارت بھی اوس کتاب کی فصاحت اور متانت سے بھری ہوئی دلائل بھی
اوسکے سب حکیمانہ دیانت اور امانت اوسکی سطر سطر سے عیان اور تکلف اور تعسف کا تو ذکر ہی نہین ہے جو کچھ حضرت نے
لکھا ہے صاف صاف سچ سچ بیان کر دیا ہے اور اپنی فضیلت اور تبحر کو بخوبی ظاہر کر دیا ہے مگر قصور اتنا ہو گیا کہ اوسکے لکھنے
مین جلدی بہت کی تھی اور صرف بیس روز مین اوسکو ختم کر دیا تھا حالانکہ ایسی کتاب کو سوچ سمجھ کر لکھنا چاہیے تھا
اور فضیحت اور رسوائی کا خیال بھی کرنا لازم تھا اگر صوارم کی طرح پانچ چھ برس مین اوسکو بھی لکھتے اور کسی اپنی
سے عبارت بھی اوسکی درست کرا لیتے تو شاید عبارت بھی درست ہو جاتی تقریر مین بیہودگی بھی کم ہوتی تب البتہ جسطرح
صوارم کا جواب ایک بیچارے ملتانی نے لکھدیا اور حضرت کی متانت کو سفاہت سے مرادف ہونا ثابت کر کے اوس
جواب کا نام تنبیہ السفیہ رکھدیا تو مجتہد صاحب کے حق مین کوئی طالب علم اٹھکر جواب لکھدیتا اور بندگان والا کیجہ ہیتین تحفہ بھیجتیا حضرت نے
اس کتاب کی تالیف مین جلدی کو کام فرمایا اور شیخ سعدی کے اس مصرعہ پر جسے لڑکے بھی جانتے ہین خیال نکیا ع کہ تعجیل کار شیاطین
بود * مین جب ذوالفقار اور صوارم کو مطالعہ کرتا اور حضرت کی گالیون اور فحش اور خودستائی کو دیکھتا تو اپنے دل مین کہتا کہ جناب والا
نے جس قدر حصہ اپنی اوقات عزیزہ کا گالیون اور فحش مین صرف کیا ہے بہتر ہوتا کہ جوابات کے سوچنے اور تامل اور غور کر کے لکھنے
مین صرف کرتے مگر آخر اوسکا جواب خود ہی حضرت کے قول سے جو اونھون نے صوارم مین لکھا ہے مین نے پا لیا کہ میری سخت گوئی اور طعن و
تشنیع پر کوئی اعتراض نکرے اسلیے کہ شاہ صاحب اسکے بادی ہین اور پھر ہم تو شیعہ ہین { اگر از ینجانب نظر بانکہ شیوۂ شیعیان تبرا
نمودن ست از اعدای دین زیادہ از آنچہ نوشته اند بعمل آید مستبعد نباشد } اب مین پھر شروع کرتا ہون جناب
قبلہ و کعبہ کے جواب کو جو قاضی نور اللہ شوستری کی تقریر کا دیا ہے کہ { اما آنچه از سید نور الله
نقل نموده که این ضعیف حدیثی در کتاب حدیث از کتب شیعه دیده باین مضمون که عائشه در خدمت امیر علیه السلام از آخر
توبه کرده الخ اقول هر چند ازین قبیل سخنان هرگز بمسلک جناب سید نور الله شوستری نمی رسد که آنچه ایشان در تصرف
حدیث امامیه بذل جهد نموده اند و جهاد سنان قلم و سیف زبان که افضل از جهاد سیف و سنان باشد
کرده اند اظهر من الشمس ست و اگر حسب اتفاق روایتی باین مضمون بنظر ایشان رسیده باشد هر گاه د

سطر ۱ عبارت صوارم مطبوعہ مطبع بندر کلکتہ سنہ ۱۲۱۸ھ صفحہ ۵ سطر ۱ ۱۲ منہ

سطر ۳ عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودیانہ سنہ ۱۲۸۰ھ صفحہ ۱۰ سطر ۲۳ ۱۲ منہ

مذہب اہل اسلام روایات متضمن جسیم بودن خدا ومکانی بودن او تعالیٰ شانہ مروی شدہ باشد لاکن چون تخالف ضروری دین ست محل اعتبار نباشد پس چنین روایت ہم بشیعیان ضرر نخواہد رسانید زیرا کہ اگر روایت توبۂ او صحیح می بود جناب ائمہ ازو تبرا نمی نمودند و معلوم ست کہ جناب صادق علیہ السلام بعد ہر نماز عبادت دانستہ ازو واز غیر او کہ اعدائے دین می بودند تبرا می فرمودند} اس قول مین بھی حضرت نے دیانت کو کام فرمایا کہ صرف اس خیال سے کہ سید نور اللہ بڑے مجاہد تھے اور آخر تشیع کی بدولت شہید بھی ہوگئے وہ کیونکر ایسی روایت لکھین گے اس روایت کو صاف قبول نہ کیا لیکن الحمد للہ کہ اُس سے انکار بھی نہ فرمایا اور مجالس المومنین سے نقل کر کے اُسمین کچھ تعریف شاہ صاحب کی ثابت نہ کی پس ہم حضرت کے خیال کو صرف وسوسۂ شیطانی سمجھتے ہین اور جو کچھ بہ نسبت منقول ہونے روایات جسم و مکان باری تعالیٰ کے حضرت نے لکھا اُسمین بھی تدلیس کو دخل دیا یعنی فرماتے ہین کہ مذہب اہل اسلام مین ایسی روایتین ہین تاکہ لوگون کو دھوکہ ہو کہ شاید سنیون کے یہان ایسی روایتین ہین حالانکہ اس تعجب سے بیچارے سنی محروم ہین یہ دولت صرف حضرات شیعہ کے قدماء اور علما کے حصے مین ہے اسلیے بجائے اہل اسلام کے اہل تشیع لکھنا چاہیے تھا تاکہ لوگ دھوکے مین نہ پڑتے اور سمجھ جاتے کہ جب باریتعالیٰ کی جسمیت اور مکان کی روایتین مذہب تشیع مین موجود ہین اور اُس سے باوجود اُسکے اعتقاد رکھنے والے اور اُن روایتون کو احادیث ائمہ مین نقل کرنیوالے علماء شیعہ تھے اور صرف علما نہ تھے بلکہ نائب ائمہ اور نہ فقط نائب ائمہ بلکہ جان اور جگر ائمہ کے کہ اُسکو ہم خاص ایک بحث مین ثابت کرینگے اور پھر اُن روایتون سے متاخرین امامیہ منکر ہون گے تو پھر کیا تعجب ہی کہ حضرت عائشہ کی روایت توبہ کے اگلے مقر تھے اور اب پچھلے منکر ہین علاوہ برین اس قول کو مجتہد صاحب کے دیکھنا چاہیے کہ وہ معاذ اللہ حضرت امام جعفر صادق کی نسبت تبرا کرنے کی تہمت کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ وہ ہر نماز کے بعد عبادت سمجھکر حضرت عائشہ اور خلفاء رض پر تبرا کرتے تھے حالانکہ قاضی نور اللہ شوستری اسکے وجوب کو جاہلون کی طرف نسبت کرتے ہین اور اُسکو تشیع کے مفہوم مین معتبر نہین جانتے دیکھو نور اللہ شوستری کچھ ایمان کا پاس کیا اور کہا کہ {نسبت فحش بہ کافہ آدمیان حرام ست چہ جای حرم حضرت پیغمبر خدا} اور مجتہد صاحب اُسی کو امام کی طرف منسوب کرتے ہین وحاشا جنابہم عن ذلک ۔

حقیقت مین مجتہد صاحب درپردہ قاضی نور اللہ کو جھٹلاتے ہین اور ایسی لفظ لکھنے پر جس سے وجوب تبرا ثابت نہ ہو خفا ہوتے ہین مگر تقدیر کے لکھے کو امکان نہین دھوتا جو کچھ وہ لوگ لکھ گئے سو لکھ گیے جف القلم بما ہو کائن اب بات بنانے اور توجیہ کرنے سے کیا ہوتا ہے سچ لکھا ہی منشی سبحان علیخان صاحب نے مولوی نور الدین کے خط میں کہ {الحق مشکل ست کہ علماے ما وقت تحریر بکار بہ دور اندیشی وحفظ از اعتراض حریف بہ بعض جاہا نکردہ} اور ایک خط مین جناب منشی صاحب موصوف ان لفظون سے اپنا افسوس کرتے ہین {کہ غرضے کہ متعصبین

جفا پیشه را حق تعالی ذائقهٔ عدل خود چشاند که ازین تعصبات میدان مناظره بسیار تنگ شده و تناقض
اظہار رگِ جان را می خراشد} اور پھر لکھتے ہین که {حقیقة الحال اینکه بنده پیشتر ها بوادید اختلاف مضامین
احادیث وقصور فہم امثال ما ہیچ مدانان از اسرار تفسیر اکثر آیات مصحف مجید مروی بطریق فرقهٔ حقهٔ اثنا عشریه بر خود
می لرزید که اگر مخالف دست تشبث بذیل این مرویات می زند تفصّے مشکل خواہد بود ہمان پیش آمد} الحاصل جو کچھ
ہمنے لکھا اس سے بخوبی ثابت ہوا که قاضی نور الله شوستری کے نزدیک مخالفان علی مرتضی کافر نہین ہین بلکه فاسق
ہین اور وه اپنے اس قول پر محقق نصیر الدین طوسی کے قول کو سند لاتے ہین جو که انھون نے تجرید مین کہا ہی که
{مخالفوه فسقة ومحاربوه کفرة} اب ہم بتفصیل اُس جواب کو مجتہد صاحب کے بیان کرتے ہین جو انھون نے
ذو الفقار مین دیا ہی اور جسمین حضرت نے اپنی وقاد طبیعت کے جوہر دکھائے ہین فرماتے ہین که {بر تقدیر یکه مطلب
عبارت محقق طوسی علیه الرحمه که چیزے باشد که بذہن قاصر او رسیده وجه استحقاق لعن ایشان منحصر در محاربهٔ حضرت
امیر المومنین ع نیست چه بر تو سابق برین ظاہر گشته وہم عنقریب اضح خواہد شد که ہر که منکر یکے از اصول دین ویا منکر
یکی از ضروریات دین ویا مذہب باشد ملعون ست گو محارب نباشد و محقق طوسی علیه الرحمه نگفته که کل من لایکون محاربا
لایکون ملعونا تا کافرا بجواز ان یکون المحمول الخ} اس حکیمانه تقریر کے شروع مین جو لفظ بر تقدیر یکه ہی اُسپر غور کرنا چاہیے
که اُس سے پایا جاتا ہی که مخالفوه فسقة ومحاربوه کفرة کا مطلب جو شاه صاحب سمجھے ہین وه گویا غلط سمجھے ہین -
اسکا یه مطلب نہین ہی که مخالفان علی فاسق ہین اور محاربان علی کافر معلوم نہین که پھر اُسکا مطلب کیا ہی اور
ان لفظون کے اور کیا معنی ہین اگر شاه صاحب نے اسکے معنی سمجھنے مین غلطی کی اور خطبهٔ شقشقیه کی طرح
بغیر قاموس اور صحاح جوہری کے دیکھنے کے اُسکا مطلب سوائے مجتہد صاحب کے دوسرا نہین سمجھ سکتا
تو جو کچھ قاضی نور الله شوستری اسکا مطلب سمجھے ہین اور انھون نے فارسی مین اُسکو بیان کیا ہی وه بھی تو یہی
ہی چنانچه بلفظه نقل اُسکی ہم اوپر لکھ چکے ہین پس معلوم نہین که باوجود ایسی سلاست الفاظ اور صراحت معنی
کے لفظ بر تقدیر مجتہد صاحب کے قلم سے کیونکر نکلا ہی آپ مجتہد صاحب کے معنی سنیے که وه جو کچھ اسکا مطلب سمجھے
ہین اُسکو خود ہی بیان کرتے ہین که {اما قوله ان مخالفوه فسقة فمعناه انه لابد من ان یکون مخالفه فاسقا لانه
لایکون الا فاسقا فانه من ضروریات مذہبنا ان بعض انواع مخالفة ینجر الی الکفر والکفر مستلزم للفسق} که
معنی اسکے یه ہین که ضرور ہی که مخالف علی فاسق ہون نه یه که مخالف اُنکا نه ہوگا مگر فاسق اس لیے که
ہمارے مذہب کی ضروریات سے ہی که بعض اقسام مخالفت علی مرتضی کے منجر به کفر مستلزم فسق
ہوتے ہین اور بعد اسکے فرماتے ہین که {و ہم میتوان گفت که مراد محقق این باشد که مخالف علی ابن
ابیطالب علیه السلام مادامیکه منکر یکے از ضروریات دین نباشد مسلم فاسق ست چنانچه سائر مخالفین اعنی

در دار دنیا احکام اسلام بر آنها جاری میشود مگر در دار آخرت مخلد بنار خواهند بود} اس معنی پر شل مضمون المعنی فی بطن الشاعر بلکہ مقولہ توجیہ القول مالا یرضی بہ قائلہ کا یاد آتا ہی آب ہم اس سے بحث کرتے ہین کہ حضرت مجتہد صاحب قبلہ آگے چلکر فرماتے ہین کہ{ اکثر اوقات استعمال فسق در خصوص معنی خروج عن طاعة اللہ مع الایمان می شود و ازین لازم نمی آید کہ ہر جا کہ لفظ فاسق مستعمل شود ہمی معنی مراد باشد کیف و جناب حق سبحانہ تعالی میفرماید وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ آیَاتٍ بَیِّنَاتٍ وَمَا یَکْفُرُ بِہَا اِلَّا الْفَاسِقُوْنَ یا فَاُولٰئِکَ ہُمُ الْفَاسِقُوْنَ و ظاہر ست کہ او سبحانہ تقدس و تعالی درینجا لفظ فاسق بر مرتد اطلاق کردہ و امثال این آیات در کلام مجید بسیاری است و ازین مبرہن می شود کہ این متعصب کلام محقق علیہ الرحمہ را درین مقام محض بر سبیل تدلیس و مغالطہ ذکر نمودہ و بر کلام سفاہت نظام خود آنرا دلیل شمردہ و حالانکہ کلام محقق علیہ الرحمہ در غایت جودت و متانت ست} اس ساری تقریر کا جسمین حضرت نے بہت بحث کر کے دو چار آیتین بھی لکھی ہین یہی مطلب ہی کہ لفظ فاسق کبھی معنی مرتد اور کافر کے لیے استعمال کیا جاتا ہی سو ہم تسلیم کرتے ہین لیکن قرینہ اور سیاق عبارت کا ہونا ضرور ہی کہ وہ آیات قرآنی مین موجود اور کلام محقق طوسی مین مفقود بلکہ کلام طوسی مین کسی طرح پر لفظ فاسق سے کافر کے معنی لینا درست ہی نہین ہو سکتا بلکہ مطلب ہی اُسکا فوت ہوا جاتا ہی اس لیے کہ اگر وہ کسی موقع و محل پر صرف اتنا کہتے کہ مخالفوہ فسقة اور اسکے مقابل مین محاربوہ کفرة نہ فرماتے تو گنجائش اسکی ہوتی کہ مراد فاسق سے کافر ہی لیکن جبکہ وہ دو فریق کا حال بیان کرتے ہین اور دونون کے احکام کو بھی جدا جدا ذکر کرتے ہین تو بحالت اتحاد معنی محمول کے تو اس مقام پر اتحاد معنی موضوع مین ضرور لازم ہی پس جب اُنھون نے دو فریق قائم کیے ایک وہ جنھون نے حضرت علی سے مخالفت کی دوسرے وہ جنھون نے اُنسے لڑائی کی اور اُن دونون کی نسبت دو حکم قائم کیے مخالف کو فاسق قرار دیا اور محارب کو کافر تو اگر یہان فاسق کے معنی کافر کیلیے جاوین تو مطلب ہی فوت ہوتا ہی بلکہ یہ جملہ ہی خبط ہوا جاتا ہی اور محقق طوسی سے علامہ کا کلام وہ بھی تجریدی کتاب کا جو باعتبار الفاظ معنی کے نہایت ہی متین ہی مہمل ہوتا ہی اس لیے کہ اگر مراد انکی فاسق سے کافر تھی تو بجاے مخالفوہ فسقة و محاربوہ کفرة کے اتنا ہی کہدیتے کہ مخالفوہ کفرة تا کہ محارب بھی اُسمین آجاتے یا اگر بہت تصریح کرتے تو مخالفوہ و محاربوہ کفرة فرماتے یا اگر کفر ہی پر انکو قناعت ٹھہرتی اور بغیر لفظ فسق کے اُنکو صبر نہ آتا تو یہ کہتے کہ مخالفوہ و محاربوہ کفرة فسقة پس محقق کا ان سب عبارتون کو چھوڑنا اور پھر جملے کے جداگانہ موضوع کے لیے جدا ہی محمول لانا صاف اسپر دلالت کرتا ہی کہ دونون کے معنی علیحدہ علیحدہ ہین اور مجتہد صاحب جو اُن دونون کے ایک معنی بیان کرتے ہین یہ صرف خوش فہمی حضرت کی ہی قطع نظر اسکے مجتہد صاحب کو قاضی نور اللہ شوشتری کے قول پر بھی غور کرنا چاہیے تھا کہ وہ صاف

تکفیر سے شیخین کی انکار کرتا ہی اور کہتا ہی کہ {نسبت تکفیر حضرت شیخین کہ اہل سنت و جماعت بہ شیعہ نمودہ اند سخنی ست بی اصل کہ در کتب اصول ایشان ازان اثری نیست} اور اپنے اس قول کے ثبوت مین نصیر الدین طوسی کے اسی قول کو سنداً بیان کرتا ہی کما یقول {چنانچہ نصیر الدین طوسی در تجرید آوردہ مخالفوہ فسقۃ و محاربوہ کفرۃ} تو اگر سنی فاسق کے کافر کیلیے جاوین تو ساری تحریر قاضی نوراللہ شوستری کی گاؤ خرد ہو جاوے اور ترہات مجانین مین داخل سمجھی جاوے اگر اسپر بھی مجتہد صاحب کے ذہن مبارک مین نہ آیا تھا تو قاضی نوراللہ شوستری کی اگلی عبارت کو دیکھتے کہ وہ کہتا ہی {بمقتضای حدیث حربک حربی سلمک سلمی واقع ست وظاہرست کہ حضرت شیخین با امیر المومنین علیہ السلام حرب نمودہ اند} کہ اس سے کیسا صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہان مراد فاسق سے کافر نہین ہی بلکہ خروج عن طاعۃ اللہ مع الایمان مراد ہی آب اگر اسپر بھی مقلدین مجتہد صاحب کے انکے اجتہاد کے رتبہ پر خیال کر کے انکو سفیہ نہ کہین اور اُنکی سمجھ پر افسوس نہ کرین اور ذوالفقار کی متانت اور استحکام کا دعوی ہی کرتے جاوین تو بس اُن کے حق مین سوا اس کے کیا کہیے کہ شعر

	ہرچہ می خواہد دل تنگت بگو		ہیچ آدابے و ترتیبے مجو

اور اگر فقط مجتہد صاحب کو لفظ فاسق کے اطلاق سے یہ یعنی مرتد یا کافر کے جو قرآن مجید مین ہین شبہہ ہوا ہی تو ہم پوچھتے ہین کہ کیا جہان لفظ فاسق بولا جاویگا مراد اُس سے کافر ہوگا اگر یہ ہی تو ہم اُن سے استفتا کرتے ہین کہ ایک مجتہد نے شراب پی ہی یا زنا کیا ہی یا عمداً نماز نہین پڑھی ہی وہ کافر ہی یا فاسق اگر جواب دین گے کہ فاسق ہی تو ہم کہین گے کہ مجتہد کافر ہو گیا اسلیے کہ خدا نے قرآن مجید مین فرمایا ہی وما یکفر بہا الا الفاسقون قسم ہی اُس خدا کی جسنے مجھے پیدا کیا ہی کہ مین مبالغہ سے نہین کہتا ہون اور مطلق تعصب کو دخل نہین دیتا کہ جو تقریر مجتہد صاحب نے اس مقولۂ طوسی کی کی ہی وہ ایسی پوچ و لچر اور سفاہت سے بھری ہوئی ہی کہ حضرت تو مجتہد اور علامہ اور فخر العلما اور سلطان العلما ہین اُنکی نسبت کیا کہون چھوٹا منہ بڑی بات ہی لیکن اگر کسی اور شخص عامی کے قلم سے نکلی ہوتی تو مین دو حرف بھی اسکے جواب مین نہ لکھتا اور اُسکی تردید مین ایک لمحہ بھی اپنی عمر عزیز کا ضائع نہ کرتا کیونکہ یہ تقریر ایسی پوچ لچر ہی کہ اسکی تردید مین جو کاغذ صرف ہوا اُسکی قیمت بھی وصول نہین ہوتی بار خدایا یہ کیسے مجتہد تھے اور انکی فضیلت اور تبحر پر شیعون کو کیسا ناز تھا اور کیسے پاک باحیا تھے کہ ایسی تقریرون پر ناز کرتے تھے اور ایسی بیہودہ باتون کے لکھنے پر جامے سے نکلے جاتے تھے استغفراللہ استغفراللہ آب مین اس امر سے بحث کرتا ہون کہ جو کچھ مجتہد صاحب نے فرمایا ہی کہ سارے ضروریات دین مین سے کسی کا بھی منکر ہو وہ کافر ہی پس اس سے مقولہ محقق طوسی کے کچھ معنی نہ بدل جاوینگے اور جو کچھ اُسنے فرمایا ہی اُسمین فرق نہوگا اسلیے مجتہد صاحب کو چاہیے تھا کہ بجائے اسکے کہ گڑھ گڑھ کے اسکے کلام کے

صفحہ ۱۱ سے اس کی تردید دیکھو ۱۲
صفحہ ۱۹ سے اس کا رد دیکھو ۱۲

معنی بناتے اور اسکی لفظون سے وہ معنی نکالتے جو اُسنے خواب مین بھی نہ خیال کیے ہونگے اور اگر وہ زندگی مین اپنے کلام کے ایسے معنی سنتا تو معنی بنانیوالے کے سر پر ٹپکتا صاف یہ کہدیتے کہ گو نصیر الدین طوسی یا قاضی نور اللہ شوستری نے یہ لکھا ہی مگر چونکہ مخالف احادیث ائمہ اور جمہور علمای امامیہ کے ہی اسلیے اُنسے غلطی ہوئی ہی ہم ہم اُسے تسلیم ہی کرتے پس جس طرح ہم ملا عبد اللہ کے کلام نہ ماننے سے مجتہد صاحب پر دارو گیر نہین کرتے اسی طرح اسکو سنکر چپ ہو جاتے اور حقیقت مین یہ امر بیجا نہین ہی اسلیے کہ یہ کچھ ضرور نہین ہی کہ اہل مذہب کو ہر مجتہد اور ہر عالم کے سب قولون اور سب باتونکا ماننا ضرور ہی خصوصاً وہ بات جو کہ صرف اپنی رائے سے کسی نے لکھی ہو یا کہی ہو بلکہ قرآن و حدیث کا ماننا ضرور ہی پس اگر مذہب شیعہ کے عالم ہون یا سنیون کے جسکا کلام مطابق قرآن و حدیث کے ہوگا اُس کلام کو ماننا اُس مذہب والے کو ضرور ہی ورنہ کچھ ضرور نہین چنانچہ ہم صرف علامہ طوسی کے اسی قول پر تکیہ کرکے نہین بیٹھے بلکہ جس راہ پر مجتہد صاحب چلین چلنے کو حاضر ہین اور جسکو جمہور کا مذہب کہین اور جسپر اپنے اجتہاد کا مدار رکھین اُسی پر جرح کرنے کو مستعد ہین **شعر**

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست	می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

جناب قبلہ و کعبہ شروع کتاب مین فرماتے ہین کہ { پوشیدہ و مخفی نماند کہ این عبارت ناصب کہ او در ینجا التزام نمودہ کہ باتچہ درین اجزا بر شیعیان احتجاج نماید در عدم استحقاق لعن اصحاب ثلثہ و احزاب آنہا از اصول مقررہ پیش شیعہ باشد و اصلا قول اہل سنت را در ان دخل نہ دہد پس بدانکہ از جملہ اصول مقررہ پیش شیعۂ اثنا عشریہ اصول دین ست کہ عبارت از توحید و عدل و نبوت و امامت و معاد باشد پس شکی نیست کہ امامیہ منکر یکی از اصول مذکورہ را مومن نمیدانند و او را از جملہ ملاعین می انگارند آری منکر امامت را باوجود اقرار او بتوحید و نبوت و معاد کافر نمیدانند یعنی احکام کفار را در دنیا بر آنہا جاری نمیسازند } اور پھر ایک مقام پر یہ بھی لکھتے ہین کہ { از کلام بعضے معلوم می شود کہ کفر واقعی ایشان را اجماعی میدانند } بعد اسکے فرماتے ہین کہ { ہرگاہ این دانستہ شد پس بنا برین میگویم کہ منشای تبرا از اصحاب ثلثہ و عائشہ و حفصہ و طلحہ و زبیر و معاویہ و احزاب آنہا مخالفت ہر یکی از اصول معتبرۂ مقررہ نزدیک شیعۂ امامیہ است چہ باتفاق معلوم ست کہ ایشان و تبعہ ایشان بامامت ائمہ اثنا عشریہ قائل نبودند و نیستند بنحویکہ شیعہ قائل اند و این نیز ثابت ست کہ ائمہ ما علیہم السلام از انہا تبرا فرمودہ اند و رعیت خود را حکم نمودہ اند کہ تبرا از انہا نمایند و حکم بنفاق اینہا کنند } اور حضرت والا مقدمۂ چہارم کے جواب مین فرماتے ہین کہ { بباید دانست کہ تنازع عامہ با خاصہ بآن ماند کہ زن با مرد مخاصمہ نماید زیرا کہ معلوم ست کہ صد دشنام زن بیک دشنام مرد

مقاومت نمی توانند کرد مصداق این حرف این ست تطویلات بلاطائل که بکار برده و یک حرف که عدم
ثبوت ایمان اصحاب ثلثه و نظرای ایشان از جهت عدم اعتراف بامامت ائمه اثنا عشر ست کافیست
و باز هرگز احتیاج گفتگو باقی نمی ماند} پھر ایک مقام پر فرماتے ہین کہ{ محقق طوسی علیه الرحمه در رسالۂ
قواعد العقائد گفته اصول ایمان نزد شیعه سه چیز ست تصدیق بوحدانیت خدا در ذات او و در افعال
او و تصدیق بہ پیغمبری پیغمبران و تصدیق بامامت ائمه بعد از پیغمبران انتهی کلام المحقق رحمه الله و این
کلام برہان قاطع ست بر فساد ذہن و اعوجاج طبع این معاند مجادل که از عبارت تجرید محقق میخواہد
که کفر را مخصوص بجاربین گردانیده خلفای ثلثه خود را ازان نجات دہد و نجات متصور نیست} جو کچھ قبلہ و
کعبہ نے فرمایا مثل اسی کے اور علمای متاخرین امامیہ نے بھی ارشاد کیا ہی چنانچہ بڑے بھائی جناب منشی
سبحان علیخان صاحب کے جواب مین ایضاح لطافۃ المقال کے فرماتے ہین کہ{ حالا بجواب معارضه
که حضرت مخدومی فرموده اند ہرچه خاطر طبع ماہر ست گذارش میرود و آن این ست که ملخص معارضۂ جناب
اینکه قدمای امامیه قاطبة معتقد کفر منکران امامت بوده اند و از کلام خواجه نصیر الدین طوسی و علامۂ
حلی و میر نور الله شوستری فسق ایشان مستفاد میگردد بنده عرض میکنم که مختار جمہور امامیۂ اثنا عشریه
خواه از متقدمین و یا از متاخرین ہمین ست که مخالف جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیه السلام
اعم من ان یکون محاربا ام لا کافر ست لیکن اطلاق کافر براو نظرا الی دار الآخرة و سوء مآل اوست
نه باعتبار در دار دنیا مثل جواز مناکحت یا مجالست و امثال آن و وجه این عقیده نه آن ست که ملازمان عا
خیال فرموده اند یعنی در دو حدیثیکه مضمونش این ست که بعد رحلت حضرت رسالت مآب صلی الله علیه
و آله و سلم ہمگین صحابه مرتد شدند بجز چہار کس و جناب بزعم خود این حدیث را منافی آیات کثیره و احادیث
شہیره فہمیده اند مع ان الامر لیس کذلک چنانکه بوجه وجیه این حدیث بموقع مناسب خواہد آمد بلکه
احسن اینکه امامت بلافصل علی بن ابی طالب علیه السلام و ہمچنین امامت سائر ائمه نزد امامیه از
اصول دین مثل توحید و نبوت ست و رکنی از ارکان ایمان نه جزو اسلام ست و این ما ثلث باعتبار
دار آخرت ست یعنی منکر ہر یکی ازینها مخلد بجہنم ست نه باعتبار این دار چه معترف به شہادتین را در دار دنیا
کافر نمی گویند گو مومن نباشد} غرضکه ان ساری تقریرون کا خلاصه یه ہی که اصحاب ثلثه اور انکے تابع
امامت ائمۂ اثنا عشر سے منکر تھے اسلیے وه کافر ہین اور دنیا مین انپر سب احکام کفر کے جاری نہین ہین
بسبب اقرار توحید اور نبوت کے انپر اسلام کا اطلاق ہی لیکن قیامت مین انپر سب احکام کافرون کے جاری
ہونگے اور وه مخلد فی النار ہونگے اب ہم چند طرح سے اسکا جواب دیتے ہین ۔

اوّل مجتہد صاحب قبلہ نے خلفاء ثلثہ اور حضرت طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہم کی نسبت
فرمایا کہ {ایشان و تبعہ ایشان بامامت ائمہ اثنا عشر قائل نبودند} مگر یہ خیال نہ فرمایا کہ اُن بیچارونکے
زمانہ مین ائمہ اثنا عشر کہان تھے اور سوای حضرت علی کے اور بہت آخری زمانہ مین سوای حسنین کے
نو امام پیدا تک نہوے تھے اور بعد اُن سب لوگون کے مرنیکے اُنکا ظہور ہوا تھا تو اگر وہ ائمہ اثنا عشر
پر ایمان نہ لائے تو یہ قصور اُنکا ہی یا معاذ اللہ معاذ اللہ خدا کا کہ کیون اُسنے سب امامونکو انکے سامنے
پیدا نہ کر دیا سبحان اللہ کیا عقل و دانش ہی حضرت قبلہ و کعبہ کی کہ لکھنے کے وقت لفظونکا خیال بھی
نہین فرماتے اور اپنے کمال کے نشے مین ایسے مدہوش ہو جاتے ہین کہ پھر نظر ثانی بھی نہین فرماتے آخر
مومنین خدا کیلیے انصاف کرو کہ اللہ جل شانہ تو فرماتا ہی کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا کہ خدا طاقت بشری
سے خارج کسی امر کی کسیکو تکلیف نہین دیتا اور جناب قبلہ و کعبہ صحابہ رسول کو اس حکم سے بھی مستثنی کرتے ہین
اور اُنکو اس وجہ سے کافر بتلاتے ہین کہ {ایشان بامامت ائمہ اثنا عشر قائل نبودند} آفرین ایسی سمجھ پر
شاباش ایسے فہم پر۔

دوسرے اگر مجتہد صاحب کا یہ مطلب ہو کہ ائمہ اثنا عشر سے مراد صرف ذات علی مرتضی ہی اس لیے کہ
اُنکی امامت کا اقرار اُسوقت مین گویا ائمہ اثنا عشر کی امامت کا اقرار تھا اور اس سے صحابہ منکر تھے خیر ہم
اس عذر کو بھی قبول کرتے ہین اور ایسی پوچ توجیہ کو بھی مانتے ہین اُسکا جواب یہ ہی کہ جب خدا نے
مہاجرین و انصار کی شان مین آیتین نازل کین اور جب اُنکی ہجرت اور نصرت اور جہاد پر اُنکی ثنا و صفت
کی کبھی فرمایا کہ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ کبھی ارشاد کیا اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کبھی فرمایا کہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کبھی کہا کہ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ
تو اُسوقت مین جبکہ یہ آیتین نازل ہوئین کیا سوای توحید اور نبوت کے امامت بھی اصول دین سے تھی
اور علی مرتضی کی امامت کا منکر کافر کہلاتا تھا اگر کوئی آیت قرآن مجید مین ہو تو ذرا دکھلا دیجیے جب یہ
آیتین نازل ہوئین اُسوقت کچھ ذکر بھی امامت کا نہ تھا اس لیے کہ امامت کہتے ہین خلافت کو اور
خلافت کی بنیاد ہی بعد وفات پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے ہوئی انلوگون کو جو کہ پیغمبر صاحب کے سامنے ایمان
لائے اور اُنکے ساتھ ہجرت کی اور اُنکے ساتھ جہاد کیا اور اُنکی شان مین خدا نے آیتین نازل کین قبل شروع
ہونے زمانہ خلافت کے اور قبل قائم ہونے ایک نئے اصول امامت کے کافر کہنا حقیقت مین پیش از
مرگ واویلا کرنا ہی ہان موافق اصول شیعہ کے اُن لوگون کے حق مین اطلاق کفر کا ہو سکتا ہی جنھون
نے زمانہ خلافت کا پایا اور جنھون نے انکار امامت علی مرتضی کا کیا۔

تیسرے اگر کوئی شیعہ کہے کہ جن لوگون نے زمانہ خلافت علی مرتضی کا پایا اور جنھون نے اُنکی امامت سے انکار کیا اُنہین خلفای ثلثہ داخل ہین اسی واسطے ہم اُنکو کافر کہتے ہین اور اُنکو ان آیات کی فضیلت سے مستثنی کرتے ہین اُسکا جواب یہ ہی کہ اُنکا کفر بھی موافق اصول شیعہ کے کہ منکر امامت کافر ہی اُس زمانہ سے شروع ہوا ہی جبکہ خلافت علی مرتضی سے وہ منکر ہوے اور خود خلیفہ بن بیٹھے کہ یہ زمانہ بعد پیغمبر صاحب کی وفات کے شروع ہوا ہی اور قرآن مجید بھی پیغمبر صاحب کے سامنے اُترا ہی اور ہجرت اور نصرت اور جہاد جو کچھ مہاجرین نے کیا ہی وہ پیغمبر صاحب کے سامنے اور انھین کامون اور خدمتونکو خدا نے قبول کرکے اُنکی تعریف مین آیتین نازل کین ہین تو جب تک ان بیچارون نے خلافت کو غصب نہین کیا اور امامت سے امام اول کی منکر نہین ہوے وہ کس قصور مین ان آیتون کی فضیلت سے محروم کیے جاتے ہین اور کس جرم مین باوجود مہاجر اور انصار ہونیکے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ کے زمرے سے خارج کیے جاتے ہین۔

چوتھے بار خدایا کوئی قایل اُٹھکر اگر یہ فرماوے کہ پیغمبر صاحب نے اپنے ہی سامنے حضرت علی کو خلیفہ کر دیا تھا اور اُنکا خطبہ پڑھ دیا تھا اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہکر سب سے اُنکی امامت کا اقرار لیلیا تھا اور صحابہ پیغمبر صاحب کے سامنے ہی منکر امامت ہوگئے تھے اسلیے وہ کافر ہین اسکا ہم دو طرح سے جواب دیتے ہین اول یہ کہ خلافت علی مرتضی کی پیغمبر خدا نے کس وقت سے ظاہر کی آیا شروع اسلام کے زمانہ سے جبکہ اپنی نبوت کو اظہار کیا اُسیوقت حضرت علی کی امامت کو قائم کیا اگر پیغمبر خدا نے ایسا کیا ہی تو ذرا اُسکا نشان دیجیے ہم جہانتک سمجھتے ہین ہمارے نزدیک کوئی دانشمند اگرچہ مولوی دلدار علیصاحب قبلہ بھی کیون نہون ایسی بات زبان سے نہ نکالیگا اور آخر یہی کہیگا کہ حجۃ الوداع مین خم غدیر پر خطبہ خلافت کا پڑھا اُسکا جواب یہ ہی کہ یہ اخیر زمانہ وفات پیغمبر خدا کا ہی اور بعد اسکے بہت ہی کم آیتین نازل ہوئی ہین اور اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ موافق اقرار شیعہ کے دین کے کامل ہونے پر شاہد ہی اور جو آیتین فضائل مین صحابہ کے ہین وہ یا مکی ہین یا مدنی اور حجۃ الوداع سے برسون پہلے نازل ہو چکی ہین تو اس سے بھی اُن آیتون کی مصداق سے صحابہ کیا خارج نہین ہو سکتے دوسرے پیغمبر صاحب کے سامنے بقول شیعون کے کسی نے امامت کا انکار نہین کیا اور سبنے اُسکو ظاہر مین قبول کر لیا تو اُسوقت مین بھی انکار صریح زبان سے کسینے حضرت علی کی خلافت پر نہین کیا اور جبتک زبان سے کوئی محض انکار توحید اور نبوت سے نکرے وہ کافر نہین ہوتا خاہر مین تو جو محض امامت سے ظاہر مین انکار نہ کرے وہ کیونکر کافر ہوگا۔

غرضکہ مجتہد صاحب کا یہ قول کہ {اصحاب ثلثہ و عائشہ و طلحہ و زبیر و غیرہم بامامت ائمہ اثنا عشر قائل نبودند} اور نیز حضرت کا یہ ارشاد کہ {عدم ایمان اصحاب ثلثہ و نظرای ایشان از جہت عدم اعتراف

ف اس کا ترجمہ صفحہ ۲۳ مین دیکھو ۱۲

ف پارہ ۶ سورۂ مائدہ رکوع ۱

ترجمہ آج مین پورا کر چکا تمہارے لیے دین تمہارا ۱۲ صحیح القرآن

بامامت ائمۂ اثناعشریہ کافیست ؟ ایسا پوچ اور بیہودہ ہی کہ بعد اس تقریر کے جو مین نے کی ہی اگر آپ پر کوئی
اونھین کے اس مقولہ کو کہ تنازع عامہ با خاصہ بآن ماند کہ زن با مرد مخاصمہ نماید زیرا کہ معلوم ست کہ صد دشنام زن
بیک دشنام مرد مقاومت نمی تواند کرد ؟ اونھین پر اعادہ کرے اور یہ کہے - کہ تنازع خاصہ یعنی حضرات شیعہ با
عامہ یعنی سنیان بآن ماند کہ زن با مرد مخاصمہ نماید زیرا کہ معلوم ست کہ صد دشنام زن بیک دشنام مرد مقاومت
نمی تواند کرد - تو کیا ٹھیک اور درست ہی لیکن ہم اپنی زبان سے کچھ نہین کہتے اور گالی گلوج نہین لڑتے - ای حضرات
شیعہ اپنے غفران مآب کے تقدس اور تہذیب اور متانت کو دیکھو کہ حضرت قبلہ و کعبہ مثال بھی دیتے ہین تو
گالی گلوج ہی کی کاش بجای اسکے دوسری مثال دیتے اور اپنی تہذیب اور متانت کو کام فرماتے تو لوگون
کے سامنے شرمندگی نہ ہوتی -

دیکھو کہ ذوالفقار مین ورق کے ورق اس اصول کی تصدیق مین کہ علمای شیعہ کے نزدیک امامت کا منکر کافر
ہی سیاہ کیے ہین اور ناحق کتاب کا حجم بڑھایا ہی تاکہ لوگ سمجھین کہ بڑی موٹی کتاب لکھی ہی حالانکہ سب کا مطلب
یہی ہی کہ شیعون کے نزدیک امامت اصول دین سے ہی اور منکر اوسکا کافر لیکن اس سے کچھ جواب صاحب تحفہ
کے کلام کا نہین ہوتا اس لیے کہ وہ تمام سنیون کے ایمان ثابت کرنے پر بحث نہین کرتے کہ جسپر موافق
اصول شیعہ کے بسبب انکار امامت ائمۂ اثناعشر کے عدم ایمان یا کفر کا اطلاق ہو بلکہ وہ صرف صحابہ سے بحث
کرتے ہین اور اس امر کا دعوی کرتے ہین کہ صحابۂ رسول پر کفر کا اطلاق نہین ہوتا اور اوسکے ثبوت مین وہ آیتین
جو شان مین صحابہ کے نازل ہوئی ہین پیش کرتے ہین اور ملا نصیر الدین طوسی اور نور اللہ شوستری وغیرہ کے کلام
کو اوسکی تائید مین لاتے ہین اور مجتہد صاحب اس فرق بین کو تو ملاحظہ نہین کرتے اور صاحب تحفہ کی تحریر کا مطلب
تو نہین سمجھتے دونو امرون کو خلط ملط کر کے عامیون کی طرح جواب دیتے ہین کہ ہمارے اصول سے یہ ہی کہ منکر امامت
ائمۂ اثناعشر کافر ہے - آہ صاحب آپکے اصول دین مین منکر امامت ائمۂ اثناعشر کافر کیا اگر آپ کے اصول مین آپ
کے تقدس اور اجتہاد کا منکر بھی کافر ہو صاحب تحفہ اس سے بحث بھی نہین کرتے پس حقیقت مین جو کچھ
مجتہد صاحب نے لکھا اوس سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ منکر امامت کا فر ہی اور چونکہ انکار امامت صحابہ نے
نہین کیا مگر بعد وفات پیغمبر خدا کے اس لیے انکا اسی اصول سے کافر ہونا حالت حیات مین ثابت نہوا اور جب انکا کفر
ثابت نہوا تو جو آیتین مہاجرین و انصار کی شان مین نازل ہوئی ہین انمین بدرجہ اولی انکا داخل ہونا واضح ہوا اس لیے کہ
[illegible] جو جو باتین آیتون مین خدا نے بیان کی ہین ان سب
صفات کا مہاجرین و انصار [illegible] بدرجہ کامل ہونا ثابت ہی - پس کیا وجہ ہی کہ یہ لوگ ان سے
خارج ہون اور اگر یہی خارج ہونگے تو پھر سوای ایک حضرت علی اور دو تین اونکے خاص اصحاب کے [illegible]

رہیگا اور ساری آیتون کا اطلاق صرف حضرت علی ہی کی شان مین کہنا اور سب مہاجرین و انصار کو اوس سے خارج کرنا حقیقت مین صاف قرآن مجید کی تحریف کرنی ہی۔

مین اس موقع پر اوس قول کو بھی بغیر باطل کیے چھوڑنا مناسب نہین سمجھتا جو کہ مجتہد صاحب نے محقق طوسی کا اونکے رسالہ قواعد العقائد سے نقل کیا ہی جسکو اوپر ہم لکھ چکے ہین اور جس سے انھون نے اس امر کو ثابت کیا ہی کہ محقق موصوف امامت کو اصول دین سے سمجھتا ہی سو وہ کیونکر کفر کو مخصوص محاربین سے کریگا۔

جواب اسکا یہ ہی کہ اول تو محقق کا یہ قول جو اونھون نے رسالۂ قواعد العقائد مین لکھا ہی بہت سے علمای شیعہ کے مخالف ہی اس لیے کہ وہ لکھتے ہین کہ {اصول ایمان نزد شیعہ سہ چیز ست تصدیق بہ وحدانیت خدا و تصدیق بہ پیغمبری و تصدیق بامامت} اور اکثر علمانے لکھا ہی کہ اصول دین کے پانچ ہین چنانچہ خود قبلہ و کعبہ نے اپنی کتاب ذوالفقار مین فرمایا ہی کہ {از جملہ اصول مقررہ پیش شیعہ اثنا عشریہ اصول دین ست کہ عبارت از توحید و عدل و نبوت و امامت و معاد باشد} پس محقق صاحب نے دو اصول یعنی عدل اور معاد کو توڑا ہی دیا اور پانچ کو چھوڑ کر تین کو اختیار کیا تو جب انکو تین سے ایسی محبت تھی کہ اصول دین کے بھی تین ہی لکھے تو اگر تینون خلیفاؤن کو انھون نے مخالفوہ فسقۃ کہکر کفر سے خارج کر دیا تو کیا عجب ہی۔

علاوہ برین یہ قول محقق صاحب کا جو انھون نے رسالۂ قواعد العقائد مین لکھا ہی درحقیقت اونکے اوس مقولے کو جو تجرید مین لکھا ہی کچھ باطل نہین کرتا اس لیے کہ یہ قول کہ {اصول ایمان نزد شیعہ سہ چیز ست} یہ عام ہی اور وہ قول کہ {مخالفوہ فسقۃ و محاربوہ کفرہ} خاص ہی۔ امامن عام الا وقد خص۔ پس گویا وہ صحابہ جنھون نے مخالفت کی اس حکم سے مستثنی ہین اگر کوئی کہے کہ جب تم مجتہد صاحب کی توجیہ کو نہین مانتے جو انھون نے۔ مخالفوہ فسقۃ۔ کی نسبت کی ہی تو تم کیون ایسی توجیہ کرتے ہو اوسکا جواب یہ ہی کہ اس توجیہ کی ہم سند رکھتے ہین اور ایک دوسرے محقق شیعی کے قول سے اسکی تائید ہوتی ہی یعنی قاضی نور اللہ شوستری مقولۂ محقق طوسی کی تائید مین فرماتے ہین کہ {حضرت شیخین با امیر المومنین علیہ السلام حرب نمودہ اند بلکہ بر زحمت قتال و تکلف استعمال سیف القتال و کثرت خیل الرجال حق او را ابطال نمودند و غصب خلافت رسول متعال ازو نمودند} پس اگر اونکے نزدیک غصب کرنا خلافت کا موجب کفر خلفای ثلثہ ہوتا تو وہ کیونکر غصب خلافت کو بے جنگ و جدال کے ثبوت مین عدم کفر مخالفین جناب امیر کے بیان کرتے اور اگر مطلب قاضی نور اللہ کا اس عبارت سے اور کچھ ہو تو بیان فرمائیے۔ فعلیکم البیان و علینا دفعہ بالبرہان۔

اگر کوئی کہے کہ جس طرح پر تم اپنی توجیہ کے لیے دوسرے محقق کی سند لائے اوسی طرح پر جناب قبلہ و کعبہ بھی سند لائے ہین بلکہ تم تو دوسرے شخص کی سند لائے قبلہ و کعبہ تو محقق طوسی ہی کی دوسری کتاب سے سند لائے

ہین اوسکا جواب یہ ہی کہ بیشک ہم دونون اپنی اپنی توجیہ پر سند لائے ہین مگر دونون مین فرق
ہی ہماری توجیہ مطابق لفظ اور عبارت اور معنی ظاہری محقق کے ہی اور سند سے اوسکی تائید بصراحت
ہوتی ہی اور قبلہ وکعبہ کی توجیہ مخالف اوس عبارت اور ظاہری معنی محقق کے ہی اور سند سے بھی اوسکی تائید
بصراحت نہین ہوتی ہمنے جو معنی کیے وہ کھلے ہوے ہین اور صاف ظاہر ہین اور قبلہ وکعبہ نے جو معنی بنائے
ہین وہ ایسے پیچدار ہین کہ قواعد صرف و نحو سے اوسکی مطابقت نہین ہوتی اگر شک ہو تو کسی طالب علم
عربی خوان کے سامنے دونون کے معنی رکھدو اور طالب العلم بھی وہ ہو جو نہ سنی ہو نہ شیعہ اور اوس سے پوچھو
کہ کون سے معنی صحیح ہین تو ضرور وہ یہ کہیگا کہ یہی معنی صحیح ہین جو یہ سنی کہتا ہی اور جو مجتہد صاحب فرماتے ہین وہ
ان لفظون سے نہین نکلتے ایسے دقیق مضمون کو شاید امام سمجھین گے ایسے سرمین رلے جاکر امام صاحب سے
پوچھو بس جب تک امام صاحب ظاہر نہون اور مجتہد صاحب کی فہم فراست اور جودت طبع کی تعریف کرکے
اونکے بنائے ہوے معنی کی تصدیق نہ کرین تب تک کوئی بھی اونکے معنی کو تسلیم نہ کریگا۔

جو کہ اس بحث کو ہم لکھ چکے اس لیے اب اس قول سے بحث کرتے ہین کہ اطلاق اسلام کا صحابہ کبار اور خلفا
ابرار پر موافق اصول شیعہ کے ہوتا ہی یا نہین چنانچہ مجتہد صاحب اسکا اقرار کرتے ہین اور فرماتے کہ منکر امامت
کا فر نہین ہی یعنی احکام کفر کے دنیا مین اوسپر جاری نہین ہین چنانچہ اس قول کو اوپر ہم نقل کرچکے اور جواب
ایضاح لطافۃ المقال سے اوسکی تائید کرچکے اور اوس سے ثابت ہوتا ہی کہ علمای شیعہ کے نزدیک موافق
قول مجتہد صاحب کے تین درجے ہین ایک ایمان جو پانچون اصول توحید نبوت امامت عدل معاد کا قائل
ہو دوسرا کفر جو ان پانچون اصول کا یا سوای امامت کے ایک کا بھی منکر ہو کہ اوسپر ایمان کا اطلاق ہوگا نہ
اسلام کا۔ تیسرا اسلام جو فقط امامت کا منکر ہو کہ وہ قیامت مین تو مثل کافرون کے ہوگا مگر دنیا مین
احکام کفر کے اوسپر جاری نہین ہین۔

اور غرض ان تین درجون کے قائم کرنے سے یہ ہی کہ صحابہ کو کافر بھی کہنے کا موقع رہے اور مسلمان کہنے کا بھی
یعنی جب اونکو توحید اور نبوت کے اقرار مین سچا اور اعمال حسنہ مین کامل اور دین مین پکا دیکھتے ہین اور کسی
طرحکا نقص ظاہری اعمال مین اونکے نہین پاتے تو کہتے ہین کہ وہ مسلمان تھے اور جب اونکو آیات فضیلت
کے مصداق سے خارج کرتے ہین اور اونکو برا کہتے ہین تب فرماتے ہین کہ وہ مومن نہ تھے یعنی اصول
دین مین سے ایک اصول یعنی امامت کے منکر تھے اسیواسطے درمیان کفر اور ایمان کا ایک نہین ہی
تیسرا واسطہ قائم کیا اور اوسکا نام اسلام رکھا۔

اب آگے سنیے کہ جب یہ خیال کیا کہ جو شخص اس تفرقہ کو سنے گا وہ ہنسے گا اور ایسے

اصول قائم کرنیوالون کو احمق کہیگا اس لیے کہ دین کے پانچ اصول تو قائم کیے اور پانچون کو برابر درجہ دیا اور پھر چار اصول تو ایسے ہین کہ اگر اونمین سے چارونکا یا ایک کا بھی کوئی انکار کرے وہ اسلام سے خارج ہو جاوے اور کفر کا اوسپر اطلاق ہووے اور ایک اصول امامت ایسا ہو کہ جسکا منکر نہ کافر ہو نہ مومن بلکہ مسلم رہے اور وہ دائرہ اسلام سے خارج نہووے تو گویا تو یہ اصول امامت حقیقت مین اصول دین سے نہین ہی فروع سے ہی یا اگر اصول دین سے ہی تو اوسکا منکر بھی کافر ہی تو اس سفاہت کے جتانیکے لیے اوسکی وجہ اور علت تحریر کرنے پر بحث کی آور اوسکا سبب خاص بیان فرمایا جس سے سوا اسکے کہ سفاہت پر پردہ پڑے بیہودگی اوسکی اور دوبالا ہوگئی چنانچہ اب مین اوس وجہ کو بیان کرتا ہون اور اپنے قول کی تائید کرتا ہون کہ جناب قبلہ وکعبہ ذوالفقار مین فرماتے ہین کہ { بنابر ورود احادیث بسیار محققین امامیہ در کتب خود تصریح نمودہ اند کہ مخالفین در عقبی حکم کفار دارند وہرگز از جہنم بیرون نمی آیند و در دین ودنیا نیز در احکام کفار شریک اند اما چون علام الغیوب می دانست کہ دولت باطل بر دولت حق پیش از ظہور قائم آل محمد غالب خواہد گردید و شیعیان را معاشرت وموصلت ومعاملت با مخالفان ضرور خواہد شد درین دولتہای باطل احکام اسلام را بر ایشان جاری گردانید کہ جان ومال ایشان محفوظ بودہ باشد وحکم بہ طہارت ایشان بہ کنند و ذبیحہ ایشانرا حلال دانند ودختر از ایشان بخواہند ومیراث با ایشان بدہند واز ایشان بگیرند ودیگر احکام اسلام بر ایشان جاری کنند تا بر شیعیان کار تنگ نہ شود و در دولت ایشان وہرگاہ حضرت صاحب الامر ظاہر شود حکم بت پرستان را بر ایشان جاری کند و در ہمہ احکام مثل سایر کفار باشند واین تفضل خدمت نسبت بحال شیعیان زیرا کہ فرق کفار بسیار اند اگر بر سنیان نیز درین ایام احکام کفار جاری می گردید در امور مسطورہ عسرتے بر شیعیان می شد کہ مزیدی بران متصور نیست } اس سے ثابت ہوتا ہی کہ بحیثیت اسکے کہ خدا کو معلوم تھا کہ شیعی بیچارے ذلیل وخوار رہین گے اور عزت اور دولت سنیون کو ملیگی پس اگر سنیون پر حکم کفار کا جاری کیا جاوے تو بیچارے شیعی روٹی کہان سے پاوینگے اور اونکو کھانا کون دیگا اور چونکہ شیعون کو بدی سنیون کی خدمتگذاری کرنی پڑیگی اور وہ سنیون کے دست نگر رہین گے اگر سنیون پر کفر کے احکام جاری کردیے جاوین اور شیعی اونکو کافر کافر کہنے لگین تو سارے شیعیان یا بھوکون کے مارے مرجاوین گے آور سنی اونکا نان نفقہ بند کردین گے بلکہ غصے مین آکر کافر کہنے پر اونکو جان ہی سے مار ڈالین گے آور اگر ایسا ہوا تو دین جعفری جاتا رہیگا اور کوئی خدا ورسول کا نام لینے والا دنیا مین نہ رہیگا گویا خدا کی عبادت حضرات شیعہ کے فنا ہوتے ہی دنیا سے موقوف ہوجاویگی اور چونکہ بیچارے شیعون کی مظلومیت اور غربت پر خدا کو بڑا رحم ہی اور اونکے حال زار پر اوسکو بہت توجہ ہی اسلئے

ک عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ سنہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۱۰ سطر ۱۲ ۱۲ منہ

کے حضرات شیعہ کے طفیل مین خدا نے سنیونکو دنیا مین کفر سے بچایا اور اُنکو مسلمان رکھا مگر یہ کیفیت تک ہی
بنظرِ عنایت و مہربانی جبتک کہ امام صاحب الزمان پیدا ہون جبکہ امام شیعون کے غار سر من رای سے ظہور
فرماوینگے اور بعد چندین ہزار سال سنیون کے خوف سے نجات پاوینگے اسیوقت پر کیا ہی دار و مدار شیعون کا
ہر سلطنت اور حکومت اونکی ہی کسی کے ہاتھ مین حضرت عباس کا علم ہوگا کسی کے دوش پر امام کا شدا
رکھا ہوگا کوئی ذو الفقار چومنے کے لیے دوڑا جاتا ہوگا کوئی صوارم و صمصام اپنی کھولتا ہوگا کوئی زرارہ کی
غول مین بھاگتا ہوگا کوئی ہشام اور شیطان الطاق کو ڈھونڈتا ہوگا پس اوسوقت وہ دھوم دھام شیعون
کی ہوگی کہ لوگ محرم کی دسوین کو بھول جاوین گے اور یا امام یا امام کا غل آسمان پر پہونچا ینگے تو جب ایسے
زور شور کا امام شیعون کا ہوگا اور کچھ بھی غرض شیعون کی اونسے نرہیگی پس اوسوقت امام شیعون کے
پکار کر کہدین گے کہ آج اسلام کا حکم تو موقوف ہوا کفر کی علانیہ اطلاق کرنے کا زمانہ آگیا اب ہمارے شیعون
کو کچھ کام سنیون سے نہین رہا اس لیے کوئی آج سے کسی سنی کو مسلمان نہ کہے اور لفظ اسلام کا بھی زبان
پر نہ لائے آب اونکو کافر مطلق جانو اور نجس یہود و بت پرستون کے احکام اونپر جاری کرو نہ اونکے ہاتھ کا
ذبیحہ کھاؤ نہ اونکے ہاتھ کا پانی پیو بلکہ اپنی اپنی ذو الفقار اور حسام نکال کر خوب اونکو قتل کرو بہت دنون
تک اونھون نے ہماری شیعون کو دبایا اور صدہا برس تک اونسے تقیہ کرایا انھین کمبخت سنیون کے سبب سے
ہمارے شیعون کو جھوٹھ بولنا پڑا بلکہ شیعہ کیسے خود ہم اماموںکو سچ بولنا مشکل ہوگیا اور مجبوری ذو وجہین
بنا پڑا بہت کچھ تکلیف ان کمبختون نے ہمکو اور ہمارے شیعونکو دی ہی اب خوب بدلا لو اور مزے سے
چین کرو حکومت کا نقارہ بجاؤ ذوق شوق سے سلطنت کرو اور اپنے ہزار برس کے دلی غبار سنیونسے نکالو۔
پس ای سنیو خدا کے واسطے شیعون کا شکر ادا کرو کہ اونھین کی بدولت تم کفر سے بچے اور اُنھین پر رحم
کر کے خدا نے تمکو تا ظہور امام کافر نہ گروانا اور احکام اسلام کے تمپر جاری کیے اگر شیعہ نہوتے تو یہ لطف
تمھارے حق مین خدا ہرگز ہرگز نہ کرتا۔ یہ وجہ جو جناب قبلہ و کعبہ نے عدم اطلاق لفظ کفر کی نسبت
سنیون کے تا ظہور امام بیان فرمائی اس سے بیشک سارے اعتراض دفع ہوگئے سب شیخی سنیون کی
جاتی رہی بھلا کس سنی کی مجال ہی کہ اسپر کچھ اعتراض کرے اور اسی وجہ کو جو دلائل فلسفیہ سے
بڑھکر مدلل ہی رد کر سکے بیشک ہم ہارے اور مجتہد صاحب جیتے۔
اس تقریر کا جسکی متانت اور استحکام پر اوسکے الفاظ و معانی خود شاہد ہین ہمارے پاس کچھ جواب
نہین ہی ای حضرات اہل سنت تم غور سے سنو اور اس وجہ کو دل مین جگہ دو کہ بہت بڑی باریک بات قبلہ و کعبہ
نے فرمائی اور نہایت حکمت کی تقریر ہمکو سکھلائی ہی مجتہد ہون تو ایسے اور محقق ہون تو ایسے کہ جنکی تقریر

پر ہر شخص کی زبان سے آمنّا وصدّقنا کے سوا دوسرا کلمہ نہ نکلے اور جنکی بات کو سواے بجا اور درست کے کوئی رد نہ کر سکے ؎

فان القول ما قالت خدام	اذا قالت خدام تصدقوہا

جب مین نے صوارم مین مجتہد صاحب کی دیکھا تھا کہ اونھون نے ذوالفقار پر بڑا ناز کیا ہے اور اوسکی تقریر و تحریر کو لاجواب تصور فرمایا ہے اور اوسکی نسبت یہ بھی ارشاد کیا کہ ابتک کسینے جواب نہین لکھا تو مجھے ذوالفقار کے بالاستیعاب دیکھنے کا شوق ہوا تا کہ دریافت ہو کہ وہ حکیمانہ دلیلین اور فلسفی تقریرین کیا حضرت نے اوس کتاب مین بھردی ہین کہ کسی نے اوسکا جواب نہ لکھا جب اوسکو اول سے آخر تک دیکھا تو خدا آگاہ ہے کہ مین مبالغے سے نہین کہتا ہون کہ اوسکے برابر کیا باعتبار عبارت کے اور کیا بلحاظ مضمون کے اور کیا بخیال انتشار مطالب اور کیا بوجہ خلط مبحث اور تقریر لاطائل کے مین نے کسی عالم کی کتاب کو اوس سے زیادہ پوچ لچر نہین پایا اور نظر اوٹھا کر دیکھنے کے لائق بھی اوسے تصور نہ کیا اسیواسطے شاید اوسوقت تک کسی نے اوسکا جواب نہ لکھا ہوگا اگر کسیکو شک ہو تو جسقدر تقریرین اس کتاب کی مین نقل کر چکا ہون اونکو بخوبی دیکھے اور میرے کلام کی تصدیق کرے۔

اب مین خاص اس وجہ پر جو عدم اطلاق کفر کی نسبت سنیون کے مجتہد صاحب نے بیان کی ہے کچھ دو ایک لطیفے لکھتا ہون اور شیعون کو سناتا ہون جو شائق ہون وہ سنین کہ مین جو کہتا ہون وہ بڑے کام کی بات ہے اور بمقتضاے ۔ کما تدین تدان ۔ قابل سننے کے ہے بس ایہا المومنین غور سے سنو ؎

سخنِ ما شنیدنی دارد ۔۔۔ جلوہ مفت ست دیدنی دارد

اوّل یہ ۔ کہ خدا نے سنیون پر اطلاق اسلام کے لیے صرف یہی وجہ قرار دی ہے کہ [تا بر شیعیان کار تنگ نشود] تو اوس خدا نے اونکے حال پر ذرا زیادہ رحم کیون نہ کیا اور سارے بت پرستون اور کافرون کو اونکا بھائی کیون نہ بنا دیا اور اونکی خاطر سے جس طرح ایک اصول امامت کے انکار سے باوجودیکہ وہ صریح کفر ہے سنیون پر اطلاق اسلام کا کیا کس لیے اونکی خاطر سے پانچون اصول کے منکر پر لفظ اسلام کا اطلاق نفرمایا اس لیے کہ اب اسلام کے معنی وہ تو باقی ہی نہین رہے جو کہ قرآن اور حدیث مین مذکور ہین بلکہ یہ ایک اصطلاح جدید مقرر ہوئی ہے ۔ ولا مساحۃ فی الاصطلاح ۔ تو پھر جس طرح پر کہ باوجود کفر کے اور مخلد فی النار ہونے اونکے شیعون کے اوپر مہربانی کرکے اونکے اوپر اسلام کا لفظ اطلاق کیا اسی طرح پر اور کافرون پر بھی اس لفظ کے اطلاق کی اجازت دیتا تا شیعون کا دائرۂ کار اور بھی زیادہ وسیع ہو جاتا ۔

دوسرے ۔ شیعون کی خاطر سے تا ظہور امام محرمات کو حلال کیون نکر دیا [تا کار بر شیعیان تنگ نشود]

خدام اہلبیت کی عورت جب وہ کچھ بات کہی اوسکے عاشق سناکرتے اور کچھ زبان سے نہ کہتے ای عورت کے عاشقون کی شاعر سنیو خوب لکھا ہے کہ جب کسی کلام مین کوئی بات خدام کہے اوسکی تصدیق کرو اور کچھ بولو کیونکہ بات وہی ہے جو وہ کہتی ہے اوسکی بات کو کون رد کر سکتا ہے ۱۲

جب اونکی خاطر ہی پر کفر و اسلام کا اطلاق ٹھہرا اور خدا نے اپنے آپ کو اونھین کے اختیار مین دیدیا تو مناسب تھا کہ اونکے لیے سب حرام چیزون کو حلال کر دیتا کہ وہ خوشی سے شراب ارغوانی کے جام کے جام اوڑاتے اور زنان سرپارہ کے ساتھ ہمبستر ہو کر خوب ذوق شوق سے حرام کرتے سارے دنیا کے مال و متاع کو اونکے لیے حلال کر دیتا کہ جسکے گھر سے جو چاہتے لیجاتے اور خوب لوٹ مار کر کے اپنے معیشت کے دائرے کو وسیع کرتے سب جانور ون کو اگرچہ خوک ہی کیون نہو اونکے لیے حلال کر دیتا تاکہ وہ خوب مزے سے نوش فرماتے اور بیچارے کسی بات کی تکلیف نہ اُٹھاتے نماز کو اُنکے اوپر سے ساقط کر دیتا روزے کو اُنپر واجب نہ فرماتا تاکہ بیچارے کسی بات کی ذرا بھی تکلیف نہ پاتے اگرچہ مین نے اپنے نزدیک اسکو نہایت ہی عجیب اور غیر ممکن تصور کر کے لکھا ہی مگر حقیقت مین بہت سی باتون کو حضرات شیعہ نے اپنے لیے حلال کر رکھا ہی دیکھو پانچ نماز کے بدلے تین ہی وقت پڑھتے ہین دو وقت کی تکلیف سے محفوظ ہین نکاح کی قید سے آزاد ہی ہو گئے ہین متعہ کی بدولت خوب چین سے جسکو چاہتے ہین رات بھر کی اجرت دیکر اپنے صرف مین رکھتے ہین اور خدا کا شکر ادا کرتے ہین لیکن بہتر ہو کہ وہ تا ظہور امام کے سب قیدین شریعت کی جو تھوڑی بہت رہگئی ہین اُڑادین اور خاصے ملحد بنجاوین اور اگر کوئی اعتراض کرے تو اپنے قبلہ و کعبہ کا قول نقل کر دین { کہ این تفضل خدا ست نسبت بحال شیعیان }

تیسرے اگر حقیقت مین خدا نے صرف شیعون کے حال پر رحم کر کے سنیون کو ظاہری کفر سے بچایا تو قید زمانہ ظہور امام کی بیجا ہی بلکہ ظہور مجتہد کی قید کافی تھی اور خدا کو یہ کہدینا چاہیے تھا کہ جبتک کسی مجتہد کا ظہور نہووے تب تک یہ حکم ہی ورنہ جب کسی خطہ مین زمین کے اسقدر عزت شیعونکی ہو جائے کہ مجتہد صاحب مسند اجتہاد پر بیٹھ جاوین اور دو چار ہزار دنیا طلب اُنکے گرد حاضر ہووین اور وہ سنیون کے رد مین کتابین بھی لکھنا شروع کر دین تب یہ حکم موقوف کر دیا جائے اس لیے کہ اذا فات العلۃ فات المعلول - پس تعجب ہی کہ لکھنؤ اور ایران مین یہ حکم کیون اب تک جاری نہو اور ظہور امام کے لیے ہان کس کا انتظار رہا جبکہ مجتہد صاحب نے ذوالفقار کو دار السلطنت لکھنؤ مین لکھکر مشتہر کیا تھا اُسوقت تو اُنکو ایسی بات لکھنی زیبا نہ تھی اس لیے کہ جو زور شور تشیع کا اُنکے وقت مین وہان تھا اُس سے زیادہ ہونا تو کبھی ممکن ہی نہین ہی اس لیے اُنکو لکھنؤ مین یہ حکم جاری کر دینا تھا لیکن حقیقت مین اُنھون نے جاری کر دیا تھا گو کتاب مین صاف نہین لکھا مگر سنیون کے کفر اور نجاست کا فتوی دیدیا تھا یہ حال لکھنؤ مین ہو گیا تھا کہ اگر کوئی سنی کسی شیعۂ پاک کے فرش پر جاتا تو وہ

اُسی وقت اُسکو دریا پر دھونے کیلیے بھیجدیا اور اُنکے یہان کے کھانے پینے کو حرام اور ناپاک سمجھتا
پس حقیقت مین یہ فرمانا حضرت کا کہ { حکم طہارت ایشان بکنید و دیگر احکام اسلام برایشان جاری
کنید } فقط کتاب کی زینت دینے کیلیے ہی نہ عمل کرنیکے لیے حقیقت یہ ہی کہ شیعون کے مجتہد ٹھیک ٹھیک
عیسائیون کے پوپ اور پادریون کے موافق ہین جس طرح وہ اپنے آپ کو معصوم جانتے ہین اور
سارے احکام شریعت کے رد و بدل پر اختیار رکھتے ہین وہی حضرات مجتہدین کا حال ہی کہ احکام
نبوی کو اپنے اختیار مین سمجھتے ہین جو چاہا وہ حکم دیا جب چاہا کفر کا اطلاق کر دیا جب چاہا اسلام
کا حکم دیا چونکہ خدائی اُنکے اختیار مین ہی اسلیے جو چاہین سو کرین اور جو دل مین آوے وہ
فرماوین قیامت کو اس کا حال معلوم ہوگا ہم ہونگے اور گریبان مجتہد صاحب کا۔

چوتھے مجتہد صاحب نے اپنی تقریر مین میراث کے باب مین فرمایا کہ میراث بایشان بدہند و از ایشان
بگیرند اور نکاح کی نسبت کہا کہ دختر از ایشان بخواہند اور براہ دیانت دختر بایشان بدہند
کے کہنے سے شرم فرمائی گویا سنیون کو لڑکی دینا جائز نہین ہی کہ حال اسکی شناعت کا اُس شخص کو
ظاہر ہو سکتا ہی جو چند ورق ہماری کتاب کے لوٹ کر بحث نکاح حضرت ام کلثوم کو دیکھے۔

یہ بحث جو مین نے لکھی اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مجتہد صاحب ایمان کا اطلاق خلفاء ثلثہ پر نہین کرتے
بلکہ اُنپر اسلام کا اطلاق کرتے ہین اور اسی کے ثبوت مین بہت سی سندین لاتے ہین مگر حقیقت مین
یہ قول بھی اُنکا غلط ہی اور اُنھین کے محققین اور محدثین نے اسکو باطل اور غلط قرار دیا ہی پس تعجب ہی حضرت
مجتہد صاحب سے کہ نہ اُسکو دیکھا اور نہ اُسے نقل کیا اور خلاف اپنے پیشواؤن کے اسلام کا اطلاق کیا
افسوس ہی کہ اپنے تشیع مین بھی کامل نہین ہین اور اپنے اصول سے بھی اچھی طرح واقف نہین ہین اور
تالیف کرنے پر مستعد ہین اور ناحق اپنے اہل مذہب کو ایسی پوچ تقریرونسے رسوا و فضیحت کرتے ہین ولنعم ما قیل

در کفر ہم کامل نہ ئی زنار را رسوا مکن

اب اُس قول کو سنیے جو علماء اعلام شیعہ نے اس باب مین لکھا ہی اور نہ وہ علما مثل ملا عبداللہ کے
ہین جس سے حضرت مجتہد صاحب انکار کرین نہ وہ ایسے گمنام ہین کہ جنکے نام سے واقف نہ ہون
بلکہ اُس علامہ اور محقق کی سند پیش کرتا ہون جسکے علم و اجتہاد کا انکار گویا امامت کا انکار ہی اور اُس کے
تقدس کا اقرار گویا چھٹا اصول دین کا ہی وہ کون ہین جناب فضیلت مآب جامع معقول و منقول
حاوی فروع و اصول فاضل محقق خبیر مدقق جناب ملا باقر مجلسی علیہ الرحمۃ کہ وہ حدیث ارتداد صحابہ
کو کافی سے نقل کرکے فرماتے ہین کہ { بیان قوله علیه السلام من ان یرتدوا عن الاسلام ای عن ظاہرہ

والتکلم بالشہادتین الی قولہ ولیا فی ان الناس ارتدوا الا ثلثۃ لان المراد منہا ارتدوا وہم عن الدین اقعا
وہذا محمول علی بقائہم علی صورۃ الاسلام وظاہرہ وان کانوا فی اکثر الاحکام الواقعیۃ فی حکم الکفار وقص
ہذا من لم یسمع النص علی امیر المومنین علیہ السلام ولم یبغضہ ولم یعادہ فان من فعل شیئا من ذلک
فقد انکر قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکفر ظاہرا ایضا ولم یبق لہ شئ من احکام الاسلام ووجب قتلہ}
خلاصہ مطلب اسکا یہ ہی کہ جن اصحاب نے پیغمبر خدا سے نص خلافت علی مرتضی کو نہین سنا اور نہ انکے
ساتھ دشمنی رکھی اُنپر تو احکام اسلام کے جاری ہین گو بسبب بیعت خلفا کے اکثر حقیقی احکام
مین کفار کے حکم مین داخل ہین مگر جس نے نص نبوی کو سنا ہی اور یا حضرت علی سے دشمنی رکھی ہی وہ
ظاہر مین کافر ہوگیا اور کوئی حکم احکام اسلام سے اُسکے حق مین باقی نہ رہا اور اُسکا مسلمان کہنا
جائز نہین ہی اور اُسکا قتل کردینا واجب ہی۔

اگر کسی کو یہ شک ہو کہ ملا باقر مجلسی نے ایسا فرمایا ہوتا تو کیونکر مجتہد صاحب پھر خلاف اُسکے خلفا پر
اطلاق اسلام کا کرتے اسکا جواب یہ ہی کہ ہمارا کام اس روایت کی تصحیح کردینا ہی اور تمھارا کام ہی اُسکا تصفیہ کرنا
کہ مجتہد سچے ہین یا ملا باقر مجلسی حق پر ہین ہمنے جو کچھ لکھا ہی سو اُسکی تصدیق ہمسے سنو کہ اسی حدیث کو
استقصاء الافحام منتہی الکلام کے جواب مین نقل کرکے فرماتے ہین کہ {اگر غرض از نقل این عبارت
محض اثبات ایمعنی ست کہ صاحب بحار ثلثہ واتباع ایشان راکافر میداند پس البتہ ایمعنی لبسر وچشم
مقبول ست اصلا جای استنکاف وانکار نیست} اور بحار الانوار ترجمہ فارسی کی یہ عبارت ہی کہ {این حکم
یعنی بقای ظاہر اسلام مخصوص کسی ست کہ از رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نص بر خلافت امیر علیہ السلام
نہ شنیدہ وبغض وعداوت آن حضرت نداشتہ چہ مرتکب این امور منکر قول پیغمبر ست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وبحسب ظاہر ہم کافر ست وہیچیک از احکام اسلام برای او ثابت نیست وقتلش واجب ست
انتہی بلفظہ} غرضکہ اگر حضرات شیعہ انصاف کرین اور تعصب وعناد کو دخل ندین تو جناب قبلہ وکعبہ
کے تقدس ودیانت پر افسوس کرین کہ حضرت نے سارے اقوال جو مفید اُس مقام کے تھے نقل
کیے اور اُن سے یہ نتیجہ نکالا کہ {دردار دنیا احکام اسلام برایشان جاری می شود گو در دار آخرت مخلد بنار
خواہد بود} اور اپنے امام اور علامہ کے قول کو نقل نہ کیا جس سے اسلام ظاہری سے اطلاق کرنا
بھی خلفا پر نادرست ہی بلکہ کفر ہی عجب حال ہی حضرات شیعہ کا کہ کسی بات پر ثابت قدم نہین رہتے
اور ایک کلمے پر قائم نہین رہتے کبھی کہتے ہین کہ اصحاب و خلفا مسلمان تھے ظاہر مین اُنپر احکام اسلام
کے جاری تھے کبھی فرماتے ہین کہ وہ کافر مطلق تھے اور اُنکا قتل کرنا واجب تھا خدا اس قوم کو

اپنے عدل کا ذائقہ چکھاوے کہ اور جو کچھ خرابی دین محمدی کی انھون نے کر رکھی ہی اسکا بدلہ لے ایہا المؤمنین ذرا ذو الفقار کو اُٹھا کر دیکھو کہ اُسمین اجرای احکام ظاہری اسلام کا خلفای ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کی نسبت کس زور و شور سے دعوی کیا ہی اور پھر بحار الانوار و استقصا کو دیکھو کہ اُنھون نے اپنا کفر کس صفائی سے ظاہر کیا ہی اور اپنے اس اختلاف کی خود داد دو فاعتبروا یا اولی الابصار و انظروا الے ہؤلاء الکبار لانہم فی کل وادٍ یہیمون و فی کل تیہ یتیہون تلک آیات اللہ نتلوہا علیک بالحق فبای حدیث بعد اللہ و آیاتہ یؤمنون۔

جو کچھ ہمنے ابتک بیان کیا اس سے یہ ثابت ہوا کہ علمای شیعہ کفر و اسلام مین صحابہ کے مختلف ہین یعنی اُنپر اسلام کا اطلاق کرتے ہین اور اکثر ہین اور جو لوگ اسلام کا اطلاق کرتے ہین وہ بھی صرف بنظر رحم حال شیعیان علی کے اور بیان مین کفر و اسلام کو برابر سمجھتے ہین اسلیے اب ہم اس سے بحث کرتے ہین کہ اُنپر کفر کا اطلاق کس وجہ سے ہی آیا اس وجہ سے کہ وہ توحید کے منکر تھے خدا کو ایک نہ جانتے تھے لات و عزی کی عبادت کرتے تھے مثل ابولہب اور ابو جہل وغیرہ کے بت پرست تھے یا نبوت کے منکر تھے پیغمبر صاحب کو سچا نبی نجانتے تھے بلکہ اور کافرون کیطرح اُنکی تکذیب ایمان مین کرتے تھے یا صرف امامت کے منکر تھے اور توحید و نبوت مین کامل تھے پس ہم تینون صورتون سے علیحدہ علیحدہ بحث کرتے ہین۔

بعض علما شیعہ کے تینون امرون کا دعوی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حقیقت مین اول ہی سے خلفاء ثلثہ ایمان نہین لائے اور خدا کی توحید اور پیغمبر صاحب کی نبوت کے سچے دل سے معتقد نہین ہوے چنانچہ یہ امر شیعون کے نزدیک مسلمات سے ہی اور اسپر سند لانیکی کچھ حاجت نہین ہی اور خود مجتہد صاحب ذو الفقار مین جابجا لفظ از اول امر از ایمان بہرہ نداشت کا تحریر فرماتے ہین۔

اسکے جواب مین جو کچھ ہمکو لکھنا تھا وہ اوپر بحث ایمان شیخین رضی اللہ تعالی عنہما مین لکھ چکے اب اُنھین تقریرون کو اعادہ نہین کرتے لیکن علاوہ اُن دلیلون کے اُنکے ایمان کو اور دلائل سے ثابت کرتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ جو دعوے نفاق کا بہ نسبت صحابہ کے حضرات شیعہ نے کیا ہی وہ باطل ہی۔

اثبات نہ منافق ہونے صحابہ کے بدلائل

دلیل اول

یہ تو ظاہر ہی کہ خلفاء ثلثہ اور صحابۂ کبار ظاہر مین مسلمان تھے اور اقرار توحید و نبوت کا کرتے تھے پس ظاہری ایمان سے اُنکے تو انکار ہو ہی نہین سکتا باقی رہا یہ کہ دل مین منکر توحید اور نبوت کے تھے اور اسوجہ سے

یہ سب غور کرنیوالے ... جان لینا ... دیکھیو ... [illegible]

وہ منافق تھے تو اسکا ثبوت دینا چاہیے ورنہ ہر خارجی و ناصبی جناب امیر علیہ السلام کی نسبت وحاشا جنابہم من ذلک بھی کہہ سکتا ہی پس جس طرح پر تم اُن خارجیون کا جواب دوگے اور جس طرح سے ایمانکو جناب امیر کے ثابت کروگے وہی ہماری طرف سے حق مین صحابہ کے سمجھو۔

دلیل دوم

اگر صحابہ منافق ہوتے جیسا کہ جابجا مجتہد صاحب اور اُن کے بزرگون نے دعوی کیا ہی تو ضرور ہی کہ پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا اُنسے بیزاری کرتے اور اُنکو اپنے مشورے اور صلاح مین شریک نہ کرتے اور جہاد اور لڑائیون مین اُنکو اپنے ساتھ نہ لیتے اور ہجرت مین اپنا شریک نہ کرتے اور خدا بھی اُنسے بیزاری کا حکم دیتا اور پیغمبر صاحب کو اُنکی صحبت سے منع کر دیتا اور اُنکے اوپر جہاد کا امر کرتا اور اُنکو بدترین ذلت کی حالت پر پہونچاتا اس لیے کہ خدا نے منافقین کے حق مین ایسا ہی فرمایا ہی اور ایسا ہی کیا ہی اور افسوس ہی کہ جناب قبلہ وکعبہ نے ذوالفقار مین بعض اُن آیات کو خود ہی نقل کرکے ہماری طرف سے جواب دیا ہی چنانچہ جو آیتین شاہصاحب نے تحفہ مین فضائل صحابہ مین لکھی ہین اُنکے معارضے مین وہ آیتین جو کہ منافقین کی شان مین ہین جناب قبلہ وکعبہ نے پیش کین اور یہ نہ خیال کیا کہ انھین آیتون سے اُنکا دعوی غلط ہوتا ہی اور خدا اُنکو اپنے کلام سے جھوٹھا کرتا ہی چنانچہ من جملہ اُن آیتون کے ایک آیت یہ ہی کہ مِنْ اَہْلِ الْمَدِیْنَۃِ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُھُمْ نَحْنُ نَعْلَمُھُمْ سَنُعَذِّبُھُمْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰی عَذَابٍ عَظِیْمٍ کہ بعضے اہل مدینہ سے منافق ہین جنکو تو نہین جانتا مگر ہم جانتے ہین قریب ہی کہ ہم دو مرتبہ اُنکو عذاب دین اور پھر وہ بڑے عذاب کی طرف پھیرے جا دین۔

اب خدا کے لیے اس آیت مین لفظ من اہل المدینۃ کا خیال کرو اور سوچو کہ مضمون اس آیت کا خلفاء ثلثہ پر جو کہ مکے کے رہنے والے تھے کیونکر صادق ہوگا علاوہ برین خدا اس آیت مین خبر دیتا ہی کہ وہ دو مرتبہ عذاب دیے جاوینگے اور ظاہر ہی کہ اس سے مراد عذاب دنیاوی ہی تو سوائے منافقین کے جنکا حال کھلگیا اور جو مارے گئے اور ذلیل ہوے اس آیت کا مضمون صحابۂ کبار پر کیونکر صادق ہوگا ماورائے اسکے اس آیت مین خدا فرماتا ہی کہ لا تعلمہم نحن نعلمہم کہ تو اُنکو نہین جانتا بلکہ ہم جانتے ہین حالانکہ موافق اصول اور روایات شیعہ کے پیغمبر خدا کو خلفاء ثلثہ کے نفاق کا حال معلوم تھا جیسا کہ ہم اوپر حدیث سے بروایت زاد المعاد نقل کر آئے ہین اور جس سے ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر خدا نے اُنکے نفاق کا حال حذیفہ صحابی سے بھی کہدیا تھا۔

ایک دوسری آیت مجتہد صاحب معارضے مین فضائل صحابہ کے اپنی ذوالفقار مین لکھتے ہین کہ

لَوْلَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ لَمَسَّکُمْ فِیْ مَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اس آیت کی ہم اوپر تشریح کر چکے ہین مگر اب اور زیادہ تصریح کے ساتھ بیان کرتے ہین - یہ آیۃ درحقیقت فضیلت مین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی اسیلیے کہ جب بعد فتح ہونے بدر کی لڑائی کے بیشتر کافر قیدی ہوے تو پیغمبر خدا نے مشورہ کیا کہ ان قیدیون کی نسبت کیا کیا جاوے چنانچہ حضرت عمرؓ نے اور سعد بن معاذ انصاری نے فرمایا کہ قتل کیے جاوین اور حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ فدیہ لیا جاوے چنانچہ حضرت نے فدیہ لیا اُسپر یہ آیۃ نازل ہوئی کہ اسکی تصدیق خود مفسرین شیعہ کرتے ہین -

پہلا ثبوت - علامہ طوسی اپنی تفسیر مجمع البیان مین فرماتے ہین کہ { قال عمر بن الخطاب یا رسول اللہ کذبوک و اخرجوک فقدمہم و اضرب اعناقہم و مکن علیاً من عقیل فیضرب عنقہ و مکنی من فلان اضرب عنقہ فان ہؤلاء ائمۃ الکفر و قال ابوبکر اہلک و قومک خذ منہم فدیۃ یکون لنا قوۃ علی الکفار قال ابن زید فقال رسول اللہ لو نزل عذاب من السماء ما نجا منکم غیر عمر بن الخطاب و سعد بن معاذ } ترجمہ یعنی حضرت عمرؓ نے پیغمبر خدا سے کہا کہ یا رسول اللہ ان کافرون نے آپ کو جھٹلایا اور آپکو مکے سے نکالا ان کی گردنین مارنا چاہئین عقیل کو علی کے سپرد کر کہ وہ اُسے مارے اور فلان شخص کو مجھے سپرد کر کہ مین اُسے قتل کرون کیونکہ یہ سب کفر کے پیشوا ہین اور ابوبکر نے کہا کہ یہ سب تیری ہی قوم کے آدمی ہین انسے فدیہ لیکر انکو چھوڑ دینا چاہیے چنانچہ وہ چھوڑ دیے گئے ابن زید کہتا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر عذاب نازل ہوتا تو سوای عمر بن خطاب اور سعد بن معاذ کے کوئی نجات نہ پاتا -

دوسرا ثبوت - کاشانی تفسیر خلاصۃ المنہج مین لکھتا ہی کہ { روز بدر ہفتاد تن اسیر شدند حضرت درباب ایشان با اصحاب مشورہ کرد ابوبکر کہ از مہاجرین بود گفت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اکابر اصاغر این قوم اقارب و عشائر تو اند اگر ہر یک بقدر طاقت و استطاعت فدائی بدہد باشد کہ رونے بدولت اسلام بسد الخ } ای مومنین تمکو دل سے اپنے مجتہد صاحب کے تبحر اور فضیلت کی داد دینی چاہیے کہ معارضے مین فضائل صحابہ کی وہ آیت پیش کی جس سے اور بھی فضیلت خلیفۂ ثانی کی ثابت ہوگئی سچ ہی الحق یعلو و لا یعلی شعر

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد		خمیر مایۂ دوکان شیشہ گر سنگ ست	

اس آیت کے معارضہ مین پیش کرنے سے ہم بھی دل و جان سے شکر اُسکا ادا کرتے ہین اور اُنکے تقدس اور فضیلت کی داد دیتے ہین لیکن اگر کسی اُنکے مقلد کو صرف ایک تفسیر مجمع البیان کی روایت پر سیری نہ ہووے اور وہ اُسکی تائید مین دوسری روایت کا طالب ہو تو بسم اللہ ہم دوسری سند اسی قول کی تائید مین ایک بڑے عالم فاضل شیعی کی پیش کرتے ہین -

پارہ ۱۰ سورہ انفال رکوع ۹ ترجمہ - اگر نہوتی ایک بات کہ لکھ چکا اللہ آگے سے تو تم کو پہنچتا اس لینے مین بڑا عذاب ۱۲ موضح القرآن

تیسرا ثبوت - ابن جمہور صاحب غوالی اللآلی جو اکابر امامیہ مین بہ علم وفضل مشہور ہی روایت کرتا ہی کہ { ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ سبعین اسیراً یوم بدر وفیہم العباس وعقیل بن عمہ فاستشار ابابکر فیہم فقال وقومک واہلک استبقہم لعل اللہ یتوب علیہم وخذ الفدیۃ تقوی بہا اصحابک فقال عمر نبذوک واخرجوک فقدمہم واضرب اعناقہم فانہم ائمۃ الکفر ولا تاخذہم الفداء مکنی علیاً من عقیل وحمزۃ من العباس ومکنی من فلان وفلان فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ یلین قلوب رجال حتی تکون الین من اللبن ویقسی قلوب رجال حتی تکون اشد من الحجارۃ فمثلک یا ابابکر مثل ابراہیم اذ قال فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور الرحیم ؁ ومثلک یا عمر مثل نوح اذ قال رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ثم قال ان شئتم قتلتم وان شئتم فادیتم ویستشہد منکم بعدتہم فقالوا بل نا خذ الفداء ما استشہد بعدتہم فاخذ کما قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم } اس علامہ کی تحریر کا جو بلفظہ نقل کیگئی اصل مطلب تو وہی ہی جو اوپر مجمع البیان سے منقول ہوا مگر اس عالم نے اتنا اور زیادہ کردیا ہی کہ پیغمبر خدا نے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی باتون کو سنکر کہا کہ کیا خدا کی شان ہی کہ بعضون کے دلون کو تو مثل شیر کے نرم کردیتا ہی اور بعضون کے دلون کو مثل پتھر کے سخت کردیتا ہی اور یہ کہکر حضرت نے فرمایا کہ ای ابوبکر تیری مثال ابراہیم کی سی ہی کہ اُنھون نے خدا سے کہا کہ جو میری اطاعت کرتا ہی وہ مجھ سے ہی اور جو نافرمانی کرتا ہی سو تو بخشنے والا مہربان ہی اور اے عمر مثال تیری نوح کی سی ہی کہ اُنھون نے خدا سے کہا کہ ای پروردگار زمین مین کسی کافر کو نہ چھوڑ -

پس ای حضرات مومنین جنکو تمھارے مجتہدین منافق کہتے ہین وہ ایسے منافق تھے کہ اپنے باپ بھائیونکو خدا کے پیچھے قتل کرنے پر مستعد تھے اور قتل کرتے تھے اور پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا اُنکی تمثیل پیغمبرون سے دیتے تھے - شان ہی خدا کی کہ ایسے لوگون کو منافق کہتے ہین منافق کچھ بھی شرم وحیا کا خیال نکرین اور جنھون نے کفر ونفاق کی جڑ عرب سے کھودی انھین کو کافر اور منافق کہین - کَبُرَتۡ کَلِمَۃً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاہِہِمۡ اِنۡ یَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا کَذِبًا اگر اس روایت پر بھی سیری نہووے اور فارسی خوان شیعی کسی فارسی تفسیر سے اس روایت کی تصدیق چاہین تو بفضلہ تعالی وہ بھی حاضر ہی -

چوتھا ثبوت - کنز العرفان سے شیعون کے علامہ رازی اپنی تفسیر مین اس مضمون کو ان لفظون سے نقل کیا ہی کہ { روایت ست کہ در روز بدر ہفتاد تن اسیر گرفتہ بودند از انجملہ عباس وعقیل بودند حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در باب ایشان باصحاب مشورہ فرمود ابوبکر گفت کہ اکابر واصاغر این قوم اقارب وعشائر تو اند اگر ہر یک بقدر طاقت واستطاعت فدائی بدہند باشد کہ ... بعد از برسند وصالا ... مسلمانان زیادہ شود عمر گفت یا رسول اللہ ایشان تکذیب کردند ترا و بیرون کردند

تحقیق ... (حاشیہ: دستی تحریر)

ایہا الائمۂ کفر اند ہمہ را بفرمای تا گردن زنند و بگیر از ایشان فدیہ را عقیل را بہ علی سپار و عباس را بحمزہ و فلان را بمن تا گردن زنیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ حق سبحانہ تعالی دلہای مردم را آگاہ ست کہ نرم میسازد بمرتبہ کہ نرم تر از شیر ست و دیگر دلہا می باشد کہ سخت تر از سنگ ست مثل تو ای ابابکر ہمان مثل ابراہیم ست علیہ السلام کہ گفت فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ومثل تو ای عمر ہمچو مثل نوح ست وقتیکہ گفت رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا } غرضکہ ای حضرات امامیہ ذرا غفلت کی آنکھ کھولو اور اپنے قبلہ و کعبہ کے حال پر رحم کرو کہ جو کچھ اُنھون نے لکھا تھا اُس سے اُلٹی فضیلت صحابہ کی ثابت ہوئی اور ساری محنت اُنکی خاک مین مل گئی۔ اصل یہ ہی کہ ذو الفقار کی تالیف کی نسبت خود حضرت لکھ چکے ہین کہ دس بیس روز کے عرصے مین تالیف کی تھی اور عجلت بہت فرمائی تھی اسی سے یہ خرابی ہوئی اگر سوچ سمجھکر لکھتے اور غور و تامل کو دخل دیتے تو ایسی غلطی کبھی نفرماتے اور فضیلت کی آیت کو معارضے مین پیش نکرتے خیر اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا اب بجز اسکے کہ حضرات شیعہ افسوس کرین اور دل مین شرمائین کیا ہوتا ہی۔ آی حضرات اسی سے ہمنے اوپر کہا ہی اور پھر کہتے ہین کہ زرارہ اور ہشام کے اقوال ہی کی سند لایا کرو لِلّٰہ خدا کے واسطے قرآن مجید کیطرف توجہ نکرو اور اُسکی آیتون سے سند نلاؤ اس لیے کہ تمکو اُسکے مطلب سے واقفیت نہین ہی اور اُسکے شان نزول سے آگاہ نہین ہو اور اُسکو قرآن محرف اور بیاض عثمانی جانتے ہو اگر ہمیشہ دیکھا کرو اور اُسکے نظم پر غور کرتے رہو تو ایسا دھوکا نکھاؤ ورنہ ایسے ہی مغالطے ہونگے اور جس امر کے اثبات مین کوئی آیت لاؤگے اُسی سے تردید اُسکی ہوگی اس قرآن دانی پر شاہ صاحب مؤلف تحفہ کے جواب لکھنے کا قصد کیا بلکہ اُنکی طرف مقابل بننے پر اظہار عار و ننگ فرمایا اور اُستاد کا یہ شعر جسکو صوارم مین خود حضرت نے لکھا ہی بھول گئے کہ شعر

مشو ہم پنجہ با من گرچہ سحر سامری داری
زبانم در سخن گفتن ید بیضا ست میگویم

مین اس بحث کو ابھی ختم نہین کرتا اور ایک اور شبہے کو جو اکثر حضرات شیعہ کیا کرتے ہین بیان کرتا ہون کہ بعضے حضرات کہا کرتے ہین کہ پیغمبر خدا کی نسبت جو ناصبی یہ تہمت کرتے ہین کہ وہ شیخین یا اور صحابہ سے مشورہ لیا کرتے تھے وہ اُنکی تہمت ہی یہ امر کیونکر ممکن ہی کہ پیغمبر خدا صاحب الوحی والالہام کسی سے مشورہ کرین اور اس ابلہ فریبی کی تقریر کو سنکر جہلا گھبرا جاتے ہین اور کہنے لگتے ہین کہ سچ تو ہی کہ رسول مقبول جسپر ہر معاملہ کیلیے وحی خدا بھیجدے اور جس سے سب باتین جبرئیل کہہ جاوین اور جسکی شان وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ہو وہ ابوبکر یا عمر وغیرہ سے صلاح لین بیشک یہ

سله پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم ۱۴ رکوع ۶ ترجمہ سو جو کوئی میری راہ پر چلا سو وہ تو میرا ہی اور جس نے میرا کہنا نمانا سو تو بخشنے والا مہربان ہی ۱۲ موضح القرآن

سله پارہ ۲۹ سورہ نوح ۷۱ رکوع ۲ ترجمہ اے رب نچھوڑ زمین پر منکرون سی ایک گھر بسنے والا ۱۲ موضح القرآن

سله پارہ ۲۷ سورہ نجم ۵۳ رکوع ۱ ترجمہ اور نہین بولتا اپنی چاو سے یہ تو حکم ہی جو پہنچتا ہی اسکو ۱۲ موضح القرآن

بات عقل کے خلاف اور قیاس سے باہر ہی اور ایسی تقریرون سے قرطاس وغیرہ کے مطاعن کو خوب رونق دیتے ہین اس لیے مین اُن حضرات سے کہتا ہون کہ وہ اس آیت پر غور کرین جسکو مجتہد صاحب نے صحابہ کی برائی ظاہر کرنیکے لیے تحریر فرمایا ہی اور پھر اُنکی تفسیرون کو دیکھو اور پھر دیکھو کہ اُس سے مشورہ کرنا صحابہ سے ثابت ہوتا ہی یا نہین اور اُن مشورہ دینے والون مین سب سے اول ابوبکر صدیق کا اور عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کا نام ہی یا نہین دیکھو اور پھر دیکھو اور خوب غور سے دیکھو کہ مشورہ کرنا رسول کا اُنسے اور صلاح دینا اُنکا حضرت کو تمھارے مفسرین کے قول سے ثابت ہوتا ہی یا کچھ اسمین فرق ہی۔ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ شیعون کو ایسے لوگون کی نسبت منافق کا لفظ کہتے ہوے کچھ خدا کا خوف رسول کا لحاظ بھی ہوتا ہی یا نہین اور قیامت کے مواخذے سے بھی ڈرتے ہین یا نہین جناب مجتہد صاحب نے ایسے صحابۂ کبار کے منافق لکھنے مین یہ بھی خیال نہ کیا کہ آخر ایک روز انتقال کرنا ہی اور خدا کو جواب دینا ہی جو کچھ ہم کتاب مین لکھتے ہین اسکا خدا کو کیا جواب دینگے رسول کو کیا منہ دکھائینگے جو ہم اُن کے حوارین اور اصحاب کو جن سے وہ مشورہ لیتے تھے جنکو اپنا مصاحب بنائے ہوے تھے منافق کہتے ہین اگر یہ ڈر ہوتا اور اسپر یقین رکھتے ہوتے کہ قیامت کے دن جب ہاتھ مین نامۂ اعمال دیے جائینگے اور ذوالفقار کی کفریات پر ملائکہ عذاب اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا۔ خدا کی طرف سے کہین گے اُسوقت کیا حال ہوگا نہ اُنکے مقلدین بچا سکین گے نہ اُنکا اجتہاد کام آئیگا توبہ توبہ جان بوجھکر یہ لوگ کفریات بکتے ہین اور مراتب صحابہ پر یقین رکھ کر اسی سے انکار کرتے ہین اور اپنے آپ کو مسلمان کہکر وہ لغویات منہ سے نکالتے ہین کہ جنکو سنکر کفار بھی الامان الامان پکارتے ہین حقیقت مین نہ یہ مبالغہ ہی نہ تعصب ہی امر حق کا اظہار ہی کہ جس طرح پر دین محمدی کو اس فرقے نے اور خوارج نے خراب کیا ہی وہ کسی دوسرے نے نہین کیا وہ باتین دین مین داخل کی ہین کہ جنکو خدا کسی مسلمان کے کان تک نہ پہونچائے اُنکے کفریات اور ہزلیات اور لغویات پر شیطان بھی حیران ہوگا اور رو رہ بھی ع مسلمان نشنواد وکافر مبیناد۔ اُن کی شان مین کہتا ہوگا اگر کوئی حضرات شیعہ نہایت ہی غور کو دخل دین اور اس آیت کو قرآن مجید کی تکرار کر کے عینک لگا کر پڑھین اور دو چار مجتہد جی اُنکے مل کر یہ فرماوین کہ خاص آیت مین تو ذکر مشورہ کرنیکا نہین ہوا اسلیے ہم اُسے نہین مانتے اور جو تفسیرین تمنے بیان کین اُنکو بھی ہم قبول نہین کرتے اگر مشورہ لینے کا حکم خدا کا ہوتا تو اس آیت مین اُسکا ذکر ہوتا۔ جواب اس کا یہ ہی کہ قرآن کو ذرا اول سے آخر تک پڑھو اور

دیکھو کہ خدا نے مشورہ کرنیکا ارشاد کیا ہی یا نہین چنانچہ اب ہم اسی آیت کو بیان کرتے ہین ؛

دلیل سوم

اللہ جل شانہ فرماتا ہی فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ترجمہ کہ بہ نسبت رحمت خدا کے تو اُنپر نرم ہو گیا ہی اگر تو سخت ہوتا تو وہ تیرے پاس سے بھاگ جاتے پس عفو کر اُن سے اور استغفار کر اُنکے لیے اور مشورہ کر اُنسے اور جب کسی کام کرنے پر مستعد ہو جا تو خدا پر بھروسہ کر کہ خدا بھروسہ کرنیوالون کو دوست رکھتا ہی خیال کرنے کی بات ہی کہ جناب احدیت کسقدر عنایت سے پیغمبر خدا کو صحابہ پر رحم کرنے کا اور اُن کے زلات اور قصورات کو معاف کرنیکا اور اُنسے مشورہ لینے کا حکم کرتا ہی اور اس سے کیسی کچھ خدا کی مہربانی صحابہ کی نسبت ظاہر ہوتی ہی پس اس سے زیادہ اصحاب رسول کی فضیلت کیلیے کونسی دلیل و برہان چاہیے اور آیات خدا سے بڑھکر کسکی شہادت ہم پیش کرین اب ہم اس آیت کی تفسیر کو جو علماء شیعہ نے کی ہی بیان کرتے ہین۔ علامۂ طوسی مجمع البیان مین فرماتے ہین کہ { فاعف عنهم ما بينك وبينهم واستغفر لهم بيهم وبيني وقيل معناه فاعف عنهم فرارهم باحد واستغفر لهم من ذلك الذنب وشاورهم في الامر اى استخراج رائهم واعلم ما عندهم واختلفوا في فائدة مشاورته اياهم مع استغنائه بالوحي عن تعرف صواب الرای من العباد على اقوال احدها ان ذلك على وجه التطييب لنفوسهم والتالف لهم والرفع من اقدارهم لتبيين انهم ممن يوثق باقوالهم ويرجع الى آرائهم عن قتادة والربيع وابن اسحاق وثانيها ان ذلك ليقتدى به امته في المشاورة ولم يروها نقيصة كما مدحوا بان امرهم شورى بينهم عن سفيان بن عيينة وثالثها ان ذلك لامرين لاجلال الصحابة وليقتدى امته في ذلك عن الحسن والضحاك ورابعها ان ذلك ليمتحنهم بالمشاورة ليتميز الناصح من الناس وخامسها ان ذلك في امور الدنيا ومكائد الحرب لقاء العدو وفي مثل ذلك يجوز ان يستعين بآرائهم عن ابی علی الجبائی انتهى بلفظه -} یعنی خدا کے اس کہنے کا کہ معاف کر اُنسے یہ مطلب ہی کہ جو کچھ اور اُنکے بیچ مین ہی اور اگر اسمین وہ چوک جاوین یا کچھ تیرا قصور کرین تو تو معاف کر اور استغفار کر اُنکے لیے اسکا مطلب یہ ہی کہ جو معاملہ ہمارے اور اُنکے بیچمین ہی اور اُسمین وہ چُوک جائین یا گناہ کرین تو تو انکی معافی کیلیے ہمسے استغفار کر اور مشورہ کر اُنسے اسکا یہ مطلب ہی کہ اُنکی رای لے اور دیکھ کہ وہ کیا کہتے ہین۔ اور پھر یہ فقیر بیان کرتا ہی کہ مشورہ لینے کے فائدہ مین اختلاف ہی کہ باوجود شیعی ہونے پیغمبر خدا کے بوجہ وحی کے دریافت رائے صواب سے کسی بندے سے مشورہ لینے کا کیون حکم ہوا اور اسمین لوگون نے بہت سے قول کہے ہین۔

اول قول یہ کہ یہ حکم اس لیے ہی تاکہ اصحاب رسول کے دل خوش ہون اور اُنکو محبت اور الفت پیدا

ہووے اور اُنکا مرتبہ بلند ہو اور قدر اُنکی ہو کہ یہ بھی اُن لوگون مین سے ہین جنکے قول پر اعتماد
کیا جاتا ہی اور جن سے راے لی جاتی ہی یہ قول ہی قتادہ اور ربیع اور ابن اسحاق کا۔
دوسرا قول یہ ہی کہ تاکہ اُمت نبوی اسکی اقتدا کرین اور اُسکو عیب نہ سمجھین جیسا کہ صحابۂ رسول
کی تعریف مین کہا جاتا ہی کہ وہ جو کام کرتے تھے سو صلاح و مشورے سے کرتے تھے یہ قول
ہی سفیان بن عینیہ کا۔
تیسرا قول یہ ہی کہ اس سے دو فائدے منظور تھے ایک صحابہ کی عزت دوسرے امت کی
اقتدا اس باب مین یہ قول ہی حسن اور ضحاک کا۔
چوتھا قول یہ ہی کہ امتحان ہو جاوے کہ دوست کون ہی اور دشمن کون۔
پانچوان قول یہ ہی کہ یہ مشورہ لینے کا حکم امور دنیا مین اور لڑائی کی باتون مین ہی اور ایسی باتون مین
اُن سے صلاح لینا جائز ہی۔ یہ قول ہی ابی علی جبائی کا فقط اس تفسیر سے چند فائدے حاصل ہوے۔
اول یہ کہ خدا اپنے پیغمبر سے فرماتا ہی کہ اگر یہ لوگ بقتضاے بشریت تیرا قصور کرین تو تو خود اُسے
معاف کر دے اور اگر میرا گناہ اُنسے ہو جاوے تو اُنکے لیے مجھ سے استغفار کر سبحان اللہ کیا مہربانی
ہی خدا کی حال پر صحابہ کے کہ اُنکی خطاؤن کو عفو کیلیے اپنے پیغمبر سے اُنکی سفارش کرتا ہی اور اُنکے
گناہون کے خود معاف کرنیکے لیے اپنے پیغمبر کو اُنکے واسطے شفاعت کا حکم دیتا ہی افسوس ہی
شیعون کے حال پر کہ وہ ایسے ہی لوگون کو کافر اور منافق کہتے ہین۔
دوسرے یہ کہ جنگ اُحد کے فرار کا عفو اس سے ثابت ہوتا ہی جسپر بہت کچھ بانداز حضرات شیعہ کرتے ہین
تیسرے یہ ثابت ہوا کہ صرف اُنکے اظہار قدر و منزلت کیلیے خدا نے یہ حکم پیغمبر صاحب کو دیا کہ اُنسے مشورہ کیا کر۔
اس تفسیر کی نسبت اگر بعضے حضرات یہ فرمائین کہ قتادہ وغیرہ اہل سنت تھے جس سے صاحب
مجمع البیان نے ان اقوال کو نقل کیا ہی جواب اُسکے ہم کہینگے کہ جو کچھ اقوال مختلفہ کے نقل کرنے سے
پہلے مفسر موصوف نے کہا ہی وہ تو کسی سے نقل نہین کیا اور جن اقوال کو اُس نے نقل کیا ہی وہ فوائد
اور وجوہ مین مشورہ لینے کے ہین اگر تم کسی قول کو منجملہ اُن اقوال کے نہ مانو تو ذرا بیان فرماؤ کہ خود
صاحب مجمع البیان کا کیا قول ہی اور پھر شاورہم فی الامر کے کیا معنی ہین اور اس حکم دینے کے کیا فائدے ہین۔

دلیل چہارم

یہ سب مسلمان جانتے ہین کہ سب سے پہلے لڑائی بدر کی ہی اور جو لوگ اس مین پیغمبر خدا کے ساتھ
تھے اُنکا بڑا رتبہ ہی اس لیے کہ اللہ جل شانہ نے فرشتون کو مدد کیلیے بھیجا اور آیات قرآنی نازل کرکے

اپنے احسان کو ظاہر کیا اسیواسطے تمام اصحاب نبوی مین وہی لوگ بڑے رتبے کے شمار ہوتے تھے جو
کہ اس لڑائی مین شریک تھے اب ہمکو دیکھنا چاہیے کہ وہ اصحاب جنکو حضرات شیعہ کافر اور منافق
کہتے ہین وہ اس لڑائی مین کس طرف تھے پیغمبر صاحب کی طرف یا کفار کیطرف اگر کوئی شیعہ یہ ثابت کردے
کہ خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم اُسوقت پیغمبر صاحب کیطرف نہ تھے اور وہ اس لڑائی مین شریک
نہ تھے تو ہم اُنکے دعوے کو تسلیم کرتے ہین اور اگر ہم ثابت کردین کہ وہ عین معرکہ مین موجود تھے بلکہ
خاص پیغمبر صاحب کی خدمت مین حاضر تھے تو حضرات شیعہ کو چاہیے کہ وہ تشیع سے فارغخطی لکھدین
اسلیے مین لڑائی کے شروع ہونے اور عین لڑائی کے وقت کا حال حملۂ حیدری سے نقل کرتا ہون
کہ ایسا متعصب کیا لکھتا ہو لڑائی کے شروع ہونے سے پہلے کا حال مؤلف موصوف اسطرح لکھتا
ہو کہ جب پیغمبر خدا نے سنا کہ مشرکین قریش واسطے لڑائی کے آتے ہین تب اپنے اصحاب سے مشورہ کیا تو
اُسوقت سب سے اول حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر نے جواب دیا اور جہاد پر آمادہ ہونے پر
اپنی رغبت ظاہر کی چنانچہ اشعار اُنکے یہ ہین **اشعار**

پس ازاین خبر سید المرسلین
کہ ای حق پرستان پاکیزہ کیش
رسیدند نزدیک آمد خبر
کہ دشمن رسید از پی کارزار
بگفتند یا سید المرسلین
چہ سان در پیت جان فدا سکنیم
بود تا بتن جان و در کف توان
بفرمود در حق ایشان دعا
دگر بار فرمود کای دوستان
چنین گفت از روی صدق و نیاز
سر و مال و فرزند و خویش و تبار
بران صدق و ایمان انصار دین

یکی انجمن ساخت با اہل دین
بدانید کز کعبہ اہل جفا
بیایند خود ہم بروز دگر
بیا شیخ ابوبکر از جای خاست
قدم پیش بگذار و ما را بہ بین
وزان پس نہ جا خاست مقداد نیز
بیاریم شمشیر بر دشمنان
چنین خواست پس بہترین بشر
چہ گوئید اندر حق دشمنان
کہ با جان و دل با ہمین عہد دست
ہمان روز کردیم بر تو نثار

بفرمود انگہ باصحاب خویش
کمر بستہ بر کین دین خاص ما
شمارا کنون چیست تدبیر کار
وزان پس عمر نیز قد کرد راست
کہ با دشمن دین چہا میکنیم
بگفت ای حبیب خدای عزیز
ازان گشتہ خوش دل رسول خدا
کہ از راز انصار یابد خبر
ز جا خاست این بار سعد معاذ
بدست تو روزیکہ دادیم دست
پیمبر برایشان نمود آفرین

پس ای حضرات امامیہ ذرا ان محققین کے ایمان اور جان نثاری
کو خیال کرو اور اُنکے صدق اور اخلاص کو دیکھو سمجھو تو کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ایسے
منافق تھے کہ سب سے پہلے جان بازی پر مستعد ہوئے اور اول سب سے پیغمبر خدا سے انکے ساتھ ہوے اور اپنے

اخلاص کو اپنے اعمالون سے سب پر ظاہر کر دیا اور خطاب فضل المہاجرین کا خدا کے حضور سے پایا
ای حضرات پیغمبر خدا کو مدینے کے منافقین نے جو بعد شوکت اسلام کے ظاہر مین کلمہ گو ہو گئے تھے ایسے
ہی اخلاص کے جواب دیے ہین اور وقت پر اسی طرح کا ساتھ دیا ہی اور رسول مقبول نے اُن منافقون
کے حق مین اسی طرح دعا اور آفرین کی ہی -

مجتہد صاحب قبلہ اپنی ذوالفقار مین منجملہ اور آیات کے جو اثبات فضائل صحابہ کے معارضے مین
پیش کی ہین ایک یہ آیت لکھتے ہین [۱] اِذَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ط کہ جب کوئی سورت جہاد کی نازل ہوتی ہی تو جنکے
دل مین بیماری ہی وہ تجھے ای پیغمبر بری نگاہ سے دیکھتے ہین اور اس آیت کو گویا وہ حق مین خلفائے ثلثہ
رضی اللہ تعالی عنہم کے صادق سمجھتے ہین آیہ [۲] اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ کی نسبت فرماتے ہین کہ { پس شک نیست درین کہ از صحابہ کسانیکہ ایمان
داشتند و ہجرت و جہاد بہ نیت صحیح کردند دلالت بر فضیلت آنہا دارد ولیکن چون ایمان غاصبین حق خلافت
و ہجرت اینہا بہ نیت درست بہ ثبوت نہ رسیدہ استدلال بدین آیات بر فضیلت ایشان وجہی ندارد لاسیما
نظر بانکہ او سبحانہ تعالی مقارن این ہر دو صفت صفت جہاد را نیز مذکور نمودہ و کیفیت جہاد ایشان
در جنگ اُحد و خیبر و حنین وغیر ہا اظہر من الشمس ست پس ایشان را ازین آیہ بہرہ نخواہد بود بلکہ ایشان از
مصداق قول او سبحانہ تعالی ومن یولہم یومئذ دبرہ الخ حظ وافر دارند } پس کوئی شخص حملۂ حیدری کے
ان اشعار کو حضرت کی قبر پر پڑھدے کہ شاید اُن کی روح کو خبر ہو جاوے کہ اُنکی ساری تقریر و تحریر
اُنھین کے ایک شاعر کے قول سے رد و باطل ہو گئی بعد وفات بڑے قبلہ و کعبہ کے جب اُنکے ولیعہد اور
صاحبزادے یعنی دوسرے قبلہ و کعبہ مولوی سید محمد صاحب نے حملۂ حیدری کی اصلاح کی تھی اور
اُسکو تصحیح کر کے نظر ثانی فرمائی تھی تب امید تھی کہ شاید وہ ان اشعار کو دیکھکر متنبہ ہو نگے اور اپنے
والد ماجد کی تحریر پر خط نسخ کھینچدینگے مگر افسوس ہی کہ اُنھون نے بھی دیانت کی آنکھ بند کر لی اور
ذوالفقار کے اوپر ان اشعار کا حاشیہ نہ لکھدیا تاکہ لوگون کو معلوم ہو جاتا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالی
عنہم اُس جہاد مین جو کہ سب سے اول ہوا کس فریق مین تھے منافقین کے یا مخلصین کے اور انھون
نے رسول مقبول کی خدمت مین سب سے اول لڑائی پر آمادگی ظاہر کی تھی یا اور کسی نے - اور لڑائی
کے وقت پیغمبر صاحب کی خدمت مین حاضر تھے یا نہین -

باقی رہا حال لڑائی اُحد اور خیبر وغیرہ کا کہ بار بار مجتہد صاحب کے قلم سے احد اور فدک اور قرطاس

[۱] عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ ۱۲۸۴ھ صفحہ ۶۴ سطر ۱۳ - ۱۲ سنہ

[۲] پارہ ۲۶ - سورہ محمد رکوع ۳ - ترجمہ جب اتری ایک سورت جانچی ہوئی اور ذکر ہوا اسمین لڑائی کا تو تو دیکھے جنکے دل مین روگ ہے تکنے لگے ہین تیری طرف جیسے تکتا ہے کوئی بیہوشی پڑا مرنے کے وقت ۱۲ موضح

[۳] پارہ ۱۰ - سورہ توبہ رکوع ۳ ترجمہ [illegible]

ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ صفحہ ۶۳ سطر ۱۹ و ۲۰ فقط ۱۲ سنہ

کا لفظ نکلتا ہی اور ہر ورق اور ہر صفحہ مین موقع اور بموقع اسی کا نام آتا ہی سو حضرات امامیہ ذرا صبر کرین دوسرا حصہ مطاعن صحابہ کے جواب کا چھپنے دین تب اسکی بھی حقیقت کھل جائیگی اور جو کچھ حضرت نے لکھا ہی اسکا حال سبکو معلوم ہو جائیگا مگر بالفعل ایک آیت کو لکھکر اسکا جواب دیتا ہون کہ جنگ اُحد مین جو صحابہ سے لغزش ہوگئی اُسکو خدا قرآن مجید مین بیان فرماتا ہی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّھُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْھُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ہ پس اوسکو خدا نے خود صاف کر دیا بعد اُسکے عفو کے اُسکا ذکر کرنا گویا خدا کی تکذیب کرنا ہی کہ اسکو بھی مجتہد صاحب نے ظاہر کر دیا اور خدا کو جھٹلا دیا و نعوذ باللہ منہ چنانچہ اسے ذوالفقار مین فرماتے ہین کہ { فرار صحابہ در روز اُحد متیقن و عفو ایشان بحیثیتی کہ مطلق باو امی ایشان در جہنم نباشد مشکوک والیقین لایزول الا بیقین مثلہ } آب ذرا غور سے حضرت کے الفاظ کو جو ہمنے اوپر مختصراً نقل کیے دیکھنا چاہیے کہ خدا جل شانہٗ تو صاف فرماتا ہی کہ لقد عفا اللہ عنھم۔ کہ جو مین نے اُنکو معاف کر دیا اور حضرت فرماتے ہین کہ عفو یقینی نہین ہی۔ اب جو شخص خدا کے قول کو بھی جھٹلاوے اور اللہ جل شانہ کے کلام مین بھی شک کرے اور اُسکو یقینی نہ سمجھے کون ہی کہ پھر اُسکو باایمان کہیگا اور ایسے منکر آیات قرآنی کو کون ہی جو دشمن خدا و رسول نہ سمجھے گا عجب حال ہی ان حضرات کا کہ صرف اصحاب نبوی کی عداوت سے ایسے جاہل اور خدا ناشناس ہوگئے ہین کہ ایسی صریح اور صاف آیات الٰہی مین بھی شک کرتے ہین۔ خیر اسوقت تو اس بحث کا موقع نہین ہی مطاعن کے باب مین ہم اس اعتراض کو تفصیل کے ساتھ بیان کرکے حضرات شیعہ کی خدمت مین پیش کرینگے انشاء اللہ تعالی۔

اب مین پھر جنگ بدر کا حال لکھتا ہون غرضکہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے جو حال مہاجرین و انصار کا تھا وہ تو ظاہر ہو گیا اب مین عین لڑائی کیوقت کا حال اُسی کتاب سے نقل کرتا ہون ای مومنو مؤلف موصوف لکھتا ہی کہ جب لڑائی کی صفین آراستہ ہوگئین اور لڑائی قریب تھی کہ شروع ہوے تب پیغمبر خدا نے بحضور کبریا دعا کی اور جو کچھ حضرت نے دعا مین فرمایا اُسکا حال ان اشعار سے ظاہر ہوتا ہی

اشعار حملۂ حیدری کے حال مین جنگ بدر کے

پس آورد روسوی یزدان پاک	بنالید و مالید رو را بہ خاک	بگفت ای نمایندۂ عدل و داد
فرستندۂ انبیا بر عباد	تو دانی کہ من رہنماے قریش	بہ حکم تو بودم نہ برای خویش
کشیدم بر ایشان بحکم تو تیغ	مکن نصرت خویش از من دریغ	الٰہی گر این چند تن از عباد
کہ کردند حکم ترا انقیاد	بحکم تو بستند ہر کس میان	نہ دیدند بیش و کم دشمنان

ف پارہ ۴ سورہ آل عمران رکوع ۱۶ ترجمہ جو لوگ تم مین سے پھر گئے جس دن ملین دو فوجین سوا اسکے نہین کہ ڈگمگا دیا انکو شیطان نے بوجہ انکے بعض گناہون کی شامت سے اور بیشک بخش دیا انکو اللہ نے بیشک اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے ۱۲ منہ

بمانند از فتنہ کہ تا دست
نگردد پرستندہ ای دادگر
دران دم صف خشم نزدیک شد
بگفت ای بحق خلق را رہنمای

ابا چند از دوست دشمن شکست
باین زاری و عجز و بجنبید نبود
زلبس گرد خورشید تاریک شد
درآمد بہ تشنگی سپاہ ضلال

بروی زمین تا قیامت دگر
کہ خواہش بفرمان حق در بود
ابوبکر نزد نبی داشت جاے
چہ فرمائی اکنون برای قتال

کہان ہی انصاف کی آنکھ اور ایمان کے کان جو حضرات شیعہ اس مؤلف کے الفاظ کو دیکھین اور سنین
اور اُسکے مطالب کو سوچین کہ ساری نفاق کی باتین اور کفر کے کلمے خاک مین مل گئے اور ایمان بھی آور
اخلاص بھی آور ہجرت بھی اور نصرت و یاری بھی سب کا مہاجرین و انصار کی نسبت ثبوت ہوگیا اے
مسلمانون خدا کے لیے دیکھو کہ اب اس سے زیادہ اصحاب نبوی کی فضیلت کیا ہوگی کہ پیغمبر خدا اُنکے
حق مین خدا سے عرض کرتے ہین کہ خدایا ان چند آدمیون نے صرف تیرے حکم سے جہاد پر مستعدی
کی ہی اگر ان کو شکست ہوئی اور یہ مارے گئے تو پھر قیامت تک کوئی تیری عبادت نہ کریگا۔ پس اہل سنت
اور کیا کہتے ہین انھین باتون پر اصحاب نبوی سے محبت رکھتے ہین اور ایسی ہی فضیلتین اُنکی بیان
کرتے ہین جیسا پیغمبر خدا اُنکے حق مین یہ فرما دین کہ یہی لوگ تیری عبادت پھیلانے اور تیرے نام بلند
کرنیکے ذریعے ہونگے اگر یہ مارے گئے تو دین کا خاتمہ ہوجائیگا اور قیامت تک کوئی تیرا نام نہ لیگا توکیونکر
ہم اہل سنت اُنکو مومن اور مخلص سمجھا نہین اور کس طرح صرف ایک عبداللہ ابن سبا یہودی کے بہکانے
سے ایسے پاک لوگون کو منافق کہکر ایمان سے دست بردار ہون آور خدا کی قدرت کا تماشا کرنا چاہیے
کہ اس مقام پر بھی اس مولف کے قلم سے خدا نے نام ابوبکر صدیق کا لکھوا دیا اور وہ بھی ایسے موقع
پر کہ جس سے قربت نبوی ثابت ہوتی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق پیغمبر صاحب کے
برابر ہی کھڑے تھے جیسا کہ مؤلف موصوف فرماتا ہی کہ مصرع ابوبکر نزد نبی داشت جاے ؛
ای یارو کیا مؤلف حملۂ حیدری کا ناصبی اور سنی ہی جسنے اپنے مذہب کی خاطر سے ابوبکر صدیق کا نام
لکھدیا یا اُسکو ابوبکر صدیق سے محبت تھی جسکی وجہ سے اُسنے اُنکے حق مین یہ کچھ کہدیا آخر کیا سبب ہی
خدا کیلیے کچھ سبب تو اسکا بتلاؤ بجز اسکے بھائیو دوسرا کوئی سبب نہین ہی کہ قربت نبوی حضرت ابوبکر
صدیق کو ایسی حاصل تھی کہ اس سے انکار کرنا اور اُنکا نام نہ لکھنا درحقیقت آفتاب کو چھپانا تھا باذل
بے بدل کو مجتہد صاحب کی سی جرأت نہ ہوئی کہ وہ ایسی کھلی ہوئی بات کو چھپاتا آور یہ بات تمام مہاجرین
اور انصار مین مشہور تھی اور جسکا شہرہ اُسوقت سے اب تک ہی اُس سے انکار کرتا۔ ای مومنین ذرا
غور کرو کہ جو دعا پیغمبر خدا نے اصحاب کی نسبت کی ہی اور جو حال اُنکا خدا کے سامنے انھون نے

بیان کیا ہی اس سے بھی اُنکا نفاق ثابت ہوتا ہی کیا منافقون کے حق مین پیغمبر خدا نے ایسا ہی ارشاد کیا ہی کیا منافقون کے حق مین یہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہی کہ اگر فتح نہ ہوگی تو خدایا تیری عبادت قیامت تک پھر کوئی نکریگا کیا باوجود ایسی نص صریح ہونیکی جسکا ثبوت تمھارے ہی مذہب والون کے کلام سے ہوتا ہی تم اُنکو کافر اور منافق کہتے رہوگے اور کیا ایسی باتون کو سنکر بھی نفاق سے توبہ نکروگے اگر باوجود اسکے بھی تم اُنکی نسبت نفاق کا اطلاق کرو تو معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری اصطلاح مین اخلاص اور ایمان اور قربت نبوی کے معنی نفاق کے ہین پس لا مشاحۃ فی الاصطلاح مجتہد صاحب بار بار اپنی کتاب ذوالفقار وغیرہ مین یہی فرماتے ہین کہ شیخین رضی اللہ تعالی عنہما اور اُنکے متابعین کی نیت بخیر نہ تھی اور جبتک نیت بخیر ہونیکا حال نہ معلوم ہو اثبات فضیلت کی مصداق سے اُنکو کچھ حصہ نہین ہی اسلیے مین نہایت ادب سے عرض کرتا ہون کہ اگر خوارج لعنہم اللہ یہی سوال بہ نسبت جناب امیر علیہ السلام کے کرین تو ای حضرات شیعہ تم کیا جواب دوگے اگر قرآن مجید سے اُنکا نام نکال دو اور پھر ہم ابوبکر صدیق کا نام نہ نکال دین تو بیشک تم سچے ہم جھوٹے جب قرآن مجید مین تو کسی کا نام ہی نہین ہی تو جس طرح تم ابوبکر صدیق کی فضیلت سے باوجود اُنکے ان فضائل اور درجات کے انکار کرتے ہو اُسی طرح پر وہ جناب امیر کے فضائل سے باوجود اُنکے عالی مراتب کے انکار کرتے ہین اب ذرا غور کرو کہ جب تم جناب امیر کے فضائل کو اُنکے اعمال اور حالات سے ثابت کروگے اور اُنکی صدق نیت کو جو کہ امر باطن ہے اُنکے اعمال حسنہ ظاہری سے ظاہر کروگے وہی ہم ابوبکر صدیق کی نسبت ثابت کرتے ہین پس ذرا غور سے دیکھو کہ جس طرح پر تم آیۂ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ٥ سے امامت حضرت علی کی ثابت کرتے ہو کیا اُسکے برابر یہی ہمارا ثبوت صدق نیت کا ہجرت مین نسبت ابوبکر صدیق کے نہین ہی آیۂ انما ولیکم اللہ مین تو کوئی ایسی تمیز خاص کے باب مین نہین ہی جیسے کہ آیۂ غار مین ہی کہ وہان اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ کا صاف لفظ ہی جو دلالت کرتا ہی کہ مراد اس سے وہی یار ہی جو غار مین تھا اور غار مین ہونا سوای ابوبکر صدیق کے دوسرے کا کسی کے قول سے بھی ثابت نہین ہوتا۔ پس غور کرو کہ قرآن مجید سے تمھارا دعوی ثابت ہوتا ہی یا ہمارا ذرا دونون کو ملا کر دیکھو اور انصاف کرو کہ کون اپنے دعوے مین غالب ہی اور کون ضعیف **شعر**

قد مین ہین کچھ بلند ہونگے	آشانے سے شانے کو ملا دیکھ

قرآن کو جانے دو اُسکو بیاض عثمانی سمجھکر اُسکی سند نہ لو تو اپنے اور اپنے بھائیون خوارج کی کتابون پر نظر کرو دیکھین تم خوارج مخذولون کی کتاب سے جناب امیر کے کسقدر فضائل ثابت کرتے ہو اور پھر

سلہ پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۸ ترجمہ تمھارا رفیق وہی اللہ ہی اور اسکا رسول اور جو ایمان والے ہین جو قائم ہین نماز پر اور دیتے ہین زکوۃ اور وہ نوے ہین ۱۲ موضح القرآن

سلہ پارہ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۶ ترجمہ جب کہنے لگا اپنے رفیق کو ۱۲ موضح

اُنکو گن کر علیحدہ کرو اور پھر ہمسے شمار کرکے اُس سے تین حصے زیادہ صحابہ کے فضائل ہین اپنی کتابون کی سند لو آخر جب ایک فرقہ خوارج کا دشمن اہل بیت ہوگیا اُس نے کیا کیا نہین کیا ہی جو کہ تم صحابہ کی نسبت کرتے ہو وہ بھی جناب امیر کو ساری فضیلتون کی آیتون سے ویسا ہی خارج سمجھتے ہین - و نعوذ باللہ من ہفواتہم جیسا کہ تم خلفای راشدین کو وہ بھی ساری مطاعن کی آیتون کو ذات پاک سید الاولیا کی نسبت صادق سمجھتے ہین جیسا کہ تم صحابۂ کبار کی نسبت وہ بھی ساری خوبیون سے جناب امیر علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالی وجہہ کی اُسی طرح انکار کرتے ہین جس طرح کہ تم اصحاب نبوی کی خوبیون سے وہ بھی ہزارون اعتراض اور مطاعن جناب امیر کی شان مین قائم کرتے ہین جیسا کہ تم پیغمبر صاحب کے یارون کی شان مین وہ بھی اُسی برائی سے اُنکے پاک نام کو لیتے ہین جیسا کہ تم صحابہ کے نامون کو غرضکہ ایک ترازو مین تم اپنے آپ کو اور خوارج کو تول لو دونون کا پلہ برابر ہی نہ تم کم ہو نہ وہ زیادہ نہ تم زیادہ ہو نہ وہ کم ہین -

پس ذرا انصاف کرو کہ جب تمنے دشمنی صحابہ کو اپنے معتقدات اور اصول دین مین قائم کرلیا تو تم اُنکی فضیلت کا کیونکر اقرار کروگے لیکن خدا کی شان ہی کہ اپنے رسول کے یارون کی فضیلت ظاہر کرنیکے لیے تمھارے ہی مذہب کے عالمون اور محدثون کی زبان سے بعض کلمے فضیلت کے ظاہر کردیے اور کیسی باتین اُنکی قدر و منزلت کی تمھارے مورخین کے قلم سے نکال دین کہ اگر وہ سب جمع کیجاوین تو تمام بنام خلفاء راشدین کی شان مین ہزار حدیث و اقوال سے متجاوز ہونگے اور جس سے اُن کے ایمان اور اخلاص اور جہاد اور امامت اور خلافت سب کا ثبوت اچھی طرح پر ہوگا چنانچہ بطور نمونے کے میری اس چھوٹی سی کتاب مین سو حدیث و اقوال و اخبار سے زیادہ ہونگے اور جسمین باقرار تمھارے محدثین کے ائمہ علیہم السلام کی زبان سے اُنکی صدیقیت اور امامت اور فضیلت کا ثبوت ہوتا ہی پس ان سبکو جب تم سنتے ہو تو کیا یہ خیال نہین ہوتا کہ باوجود اس بغض و عناد کے جب ہمارے محدثین و علما کے اقوال سے اُنکے فضائل ثابت ہوتے ہین تو حقیقت مین وہ کیسے افضل ہونگے اگر حقیقت مین تم سوچکر اور سمجھکر رہ جاتے ہو اور بمقتضای احزب النار علی النار کے ترک مذہب کو گوارا نہین کرتے تو خیر مجبوری ہی اور اگر نہین سمجھتے ہو تو پھر ایسی سمجھ کا کیا علاج خدا کی کتاب سے سمجھایا مہاجرین و انصار کی شان مین آیات بینات کو کھول کر دکھایا احادیث نبوی کو جو تمھارے ہی کتابون مین ہین نقل کرکے اُنکی فضیلت کو ثابت کیا اقوال ائمہ کرام سے تمھارے ہی مذہب کے موافق اُنکے ایمان اور مراتب کو ظاہر کیا اُنکے اعمال حسنہ کو بھی تمھارے مورخین و علما کی شہادت سے ثابت کردیا اور پھر جب تم

کہو تو یہی کہو کہ نیت اصحاب کی بخیر نہ تھی اور وہ منافق تھے تو سوای خدا کے جسکی شان ہے کہ یہدی من یشاء و یضل من یشاء ہم تمکو ہدایت نہین کر سکتے اور ہم کسی نسخہ سے تمھاری بیماری کی دوا نہین دیسکتے لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ

شعر

ہمارا کام کہ دینا تھا یارو	اب آگے چاہے تم مانو نہ مانو

غرضکہ جو آیۂ لولا کتاب من اللہ کو مجتہد صاحب نے معارضے مین پیش کیا تھا اُس نے کس خوبی سے صحابہ کے فضائل کو ثابت کیا خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی شان مین باقرار علماء شیعہ پیغمبر خدا نے کیا کچھ فرمایا سبحان اللہ صحابہ کے نقص و عیب ثابت کرنیکے لیے جو سارے قرآن کو ڈھونڈھکر حضرت نے آیتین نکالین اُنسے بھی اُن کی فضیلتین ثابت ہوئین پس جو آیتین خاص اُنکی فضیلت مین ہین اُنکا حال اسی پر قیاس کرنا چاہیے کہ اُن سے کیا کچھ فضیلت اُن کی ثابت ہوئی ہوگی جو کہ تین آیتون سے جنکا ذکر مجتہد صاحب نے کیا تھا الحمد للہ فراغت ہو گئی اب مین ایک اور چوتھی آیت کو نقل کرتا ہون جسکو مجتہد صاحب نے اظہار معائب صحابہ کے لیے ذو الفقار مین نقل کیا ہی

قولہ تعالی مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا وَاللّٰهُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ اس آیت کے لکھنے سے غرض حضرت کی یہ ہی کہ بعض لوگ پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کی نسبت کچھ اور خیال کرتے تھے اور حضرت کی تقسیم کو پسند نہ کرتے تھے پس اس سے یہ مطلب حضرت کا ثابت نہین ہوتا کہ وہ کہنے والے جنکے حق مین یہ سورت نازل ہوئی ہی وہ خلفاء راشدین یا صحابۂ کبار تھے بلکہ خود مفسرین شیعہ کے اقرار سے اسی آیت سے اہل بدر کی جنکا حال ابھی ہم لکھ رہے ہین فضیلت ثابت ہوتی ہی چنانچہ کاشانی خلاصۃ المنہج مین اسی آیت کی تفسیر مین لکھتا ہی کہ اگر نہ حکمی فرمانی می بود از خدای تعالی کہ پیشی گرفتہ شدہ اثبات آن در لوح محفوظ کہ بے نہی صریح عقوبت نفرماید یا اصحاب بدر را عذاب کند پس اس آیت سے بھی صاف فضیلت اہل بدر کی ثابت ہوئی کہ خدا اُنکے حق مین وعدہ کر چکا ہی کہ اُنپر عذاب نہ کریگا تو ایسی آیت کو معرض مناظرہ مین اُسوقت مجتہد صاحب کو پیش کرنا چاہیے تھا جبکہ پہلے اُسکی تفسیر کو ملاحظہ کر لیا ہوتا آخر اُسکی تفسیر سے بھی فضیلت اہل بدر کی ثابت ہوئی اصحاب بدر کی فضیلت اور اُنکی مغفرت کا وعدہ خدای پاک کی طرف سے باقرار مفسرین شیعہ کے ایسا ثابت ہی کہ اُنکو اس سے انکار کرنیکا کوئی موقع نہین ہی چنانچہ ہم اسکو تفاسیر شیعہ سے بخوبی علاوہ اس روایت کے ثابت کرتے ہین۔

واضح ہو کہ آیۂ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ کی شان نزول مین مفسرین امامیہ کے

ف ترجمہ ہدایت کی وہی اللہ جسے چاہے اور گمراہ کرے وہی اللہ جسے چاہے مولوی عبد العزیز ۱۲

ف پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ رکوع ۲ ترجمہ ہم کو ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام ۱۲ موضح القرآن

ف لولا کتاب کا ترجمہ صفحہ ۳۰ میں لکھ چکے ہیں ۱۲

ف پارہ ۱۰ سورہ انفال رکوع ۹ ترجمہ نہیں چاہیے نبی کو کہ اپنے ہان قیدی آویں جب تک نہ خون کرے ملک میں تم چاہتے ہو جنس دنیا کی اور اللہ چاہتا ہے آخرت اور اللہ زور آور ہے حکمت والا ۱۲ موضح القرآن

ف پارہ ۲۸ سورہ ممتحنہ رکوع ۱ ترجمہ اے ایمان والو نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنون کو دوست ۱۲ موضح

لکھتے ہین کہ ایک شخص تھا حاطب بن ابی بلتعہ صحابی اُس نے کفار مکہ کو بنظر حفاظت اپنے خویش و اقارب
کے یہ لکھ بھیجا کہ پیغمبر خدا تمھارے اوپر حملہ کرنیکا قصد رکھتے ہین سو تم بھی مستعد رہنا چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کو وحی سے اس کا حال معلوم ہوا تب پیغمبر خدا نے پوچھا اُسنے جواب دیا کہ مین نے بوجہ ارتداد کے یہ
نہین کیا بلکہ اپنے اہل و عیال کی اعانت کی نظر سے پیغمبر خدا نے اُسکا عذر قبول کیا حضرت عمر نے کہا
کہ یا رسول اللہ اجازت ہو تو مین اسکو قتل کرون کہ یہ منافق ہی رسول مقبول نے فرمایا کہ نہین یہ اہل
بدر سے ہی اور خدای تعالی نے اُن لوگون کے لیے جو جنگ بدر مین شریک تھے وعدہ مغفرت کا کیا ہے
اور اُنکے حق مین فرمایا ہی کہ (اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم) کہ جو چاہو کرو مین نے تمکو بخشدیا پس اُمید ہی کہ خدا
اُسکے نامۂ سیاہ کو مغفرت کے پانی سے دھودے یہ خلاصہ ہی اُس تقریر کا جو مفسرین امامیہ نے کی
ہی چنانچہ مین بلفظہ خلاصۃ المنہج سے جو کہ معتبر تفاسیر شیعہ سے ہی اُسکو نقل کرتا ہون تا کہ کسی شیعہ کو
یہ کہنے کی جرأت نہ ہووے کہ شاید کچھ تحریف کردی ہوگی وہو ہذہ {حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بطریق خفا عزمیت مکہ داشت سارہ کنیز ابی عمرو الخ}

اور مطابق اسی روایت کے مضمون مغفرت اہل بدر کا ہی تفسیر مجمع البیان مین کہ مفسر موصوف لکھتا ہی کہ
{وما یدریک یا عمر لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فغفر لہم فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم} اس روایت سی جو جواب
علماء شیعہ دیتے ہین اُسکا حال سوال و جواب سے جو باہم منشی سبحان علیخان صاحب اور مولوی نور الدین کے ہوے ہین
ظاہر ہوتا ہی۔ منشی سبحان علیخان صاحب سوال کرتے ہین کہ {[1] در تفسیر مذکور از ابتداء سورہ ممتحنہ در مطاوی بیان
حال حاطب بن ابی بلتعہ مسطور ست کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحق او فرمودند کہ او را بحالش بگذارند و
از اہل بدر ست و بدریان را حق تعالی وعدۂ مغفرت فرمودہ امید ہست کہ نامۂ عصیان او را بآب مغفرت بشوید انتہی
خلاصہ حال اعرض منست کہ اصحاب ثلثہ ہم از بدریان ہستند میباید کہ ایشان را ہم بحال ایشان گذاشتہ شود و لعن و طعن
بحق ایشان کردہ نشود} اسکے جواب مین مولوی صاحب نہایت دردینی سے لکھتے ہین کہ {[2] قصۂ حاطب برای خلفاء
ثلثہ بر اصول امامیہ قیاس مع الفارق ست زیرا کہ روایات جامعین اصول دلالت بران دارد کہ اینہا ہرگز باعتقاد
قلب بسوی جناب ختمی مآب مائل نبودند تمامی امور ایشان از صلاح و تقوی ہم در حیات شریف ہم بعد وفات
مبنی بر سمعہ و ریا و اینہا کلہم معتقد کاہنین و منجمین بودند بدلالت احادیث بخلاف حاطب کہ مثل اینہا نبود و الی قولہ پس
عفو از حاطب مستلزم عفو از مشائخ سنیان نیست علاوہ گناہ حاطب را ملاحظہ فرمایند کہ فقط افشای امر بسیت
بی آنکہ فرمودہ باشند کہ این امر را ہرگز فاش نباید کرد و ہرگاہ دختران اول و ثانی بعد منع سر حضرت را فاش کردند
و توبہ ایشان مقبول افتاد چنانچہ از مجمع وغیرہ ظاہر ست پس عفو حاطب بطریق اولی و آن ہم برای آنکہ کفار قریش

[1] رسالہ تنبیہ سبحان علیخان کے صفحہ ۱۰۰ سطر ۲ مین دیکھو ۱۲ منہ

[2] رسالہ تنبیہ سبحان علیخان کے صفحہ ۱۰۳ سطر ۹ مین دیکھو ۱۲ منہ

سرپرستی اہل و عیالش نمایند بخلاف حال کسانیکہ جناب ختمی مآب را زہر ہر کشتند و چند معصوم را شہید کردند و
ہزاران نسخ قرآن مجید را بآتش نہادند و انچہ باقی گذاشتند در انہم داد تحریف دادند؛ خلاصہ اسکا یہ ہی کہ چونکہ
خلفاء ثلثہ کا کوئی کام مکر و فریب اور نفاق سے خالی نہ تھا اسلیے بسبب عدم ایمان اُنکے وہ اُس فضیلت سے
محروم ہین جو کہ اہل بدر کو ہی اور یہ کہنا حقیقت مین مثل اس کہنے کے ہی کہ حضرات شیخین بدر مین شریک ہی نتھے
یا بدر کی لڑائی فی نفسہ ہوئی نہ تھی یا شیخین دنیا مین پیدا ہی نہین ہوے یا پیغمبر صاحب نے دعوی پیغمبری ہی کا نہین
کیا کہ ایسے منکرین کا کسیکے پاس سوای خدا کے کچھ جواب نہین ہی - اس عبارت اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کی نسبت
بعض بعض حضرات شیعہ یہ بھی اعتراض کرتے ہین کہ یہ امر بعید از قیاس ہی کہ خدا کسی سے وعدہ کرے کہ جو چاہو کرو
ہمنے تمکو بخشدیا ہی اور اُنکے واسطے محرمات کو حلال کرے اسکا جواب تحقیقی یہ ہی کہ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ
کہ خدا کو خوب خبر ہر شخص کی ہی وہ موافق اپنے علم اور تقدیر کے ہر کام کرتا ہی جب اُسکو اہل بدر پر اطمینان تھا تب
اُسنے یہ ارشاد فرمایا اور جواب الزامی یہ ہی کہ ذرا اپنے یہاں کی اُن روایتون کو دیکھین جو مغفرت مین شیعونکی ہین
کہ جن مین صاف لکھا ہی کہ بس دوستی علی کی کافی ہی کسی گناہ کی بمقابلہ اُسکے پرسش نہین ہی کہ اسکو ہم اسکے
مقام پر صدہا اقوال سے ثابت کرینگے پس اسی طرح یہ ذرا اصحاب بدر کے حال پر رحم کرو کہ اگر خدا نے یا یخیال
کہ اُنھون نے اپنے گھرونکو چھوڑا اپنے وطن سے ہجرت کی اپنے عزیز قریبون سے علاقہ قطع کیا اپنے
مال و دولت کو لٹایا اپنی جان اور مال کو خدا کی راہ مین نثار کیا اور پھر اپنے بھائی بندون کے قتل پر مستعد
ہوے اور اُنکے مارنے مین بمقابلۂ محبت خدا کے کچھ بھی خوف نکیا اور جنکے مرتبہ بڑھانے کو خدا نے ملائکہ
کو اُنکی مدد کیواسطے بھیجا اور سب سے پہلے لڑائی اسلام کی اُنکے ہاتھون سے فتح ہوئی اور اول معرکہ مین
اُنکی ثابت قدمی اور جان نثاری خدا نے سب پر ظاہر کردی اور غلبہ اسلام کا اُنکے ہاتھ پر کیا اور آیندہ کو
دروازہ فتوحات اور اجراء اسلام کا اُنکی تلوارون سے کھولدیا اور یہ سب کچھ اُن خدا کے عاشقون رسول
کے یارون نے اُس پاک ذات کی حضوری مین کیا جو خدا کا محبوب تھا اور جو سارے پیغمبرون کا سردار تھا جسکی
شفاعت سے بڑے بڑے کبیرہ گناہونکو خدا بخشدیگا اور جسکی سفارش سے اُنلوگون کو جنھون نے سوای اقرار
توحید و نبوت کے کوئی بھی نیک کام نکیا ہوگا اور جسکی ساری عمر محرمات کے ارتکاب مین گذر گئی ہوگی بخشدیگا
پس جب ایسے سردار اور دین و دنیا کے بادشاہ کے ساتھ ہوکر جو سپاہی اول لڑائی مین لڑے ہون اور ایسے
خدا کے محبوب اور ممتاز کے قدمون پر اپنی جانون کے نثار کرنے پر سب سے اول آمادہ ہوے ہون اور نہ صرف
منافقانہ مستعدی اور ظاہری آمادگی دکھلائی ہو بلکہ جو کہا ہو وہ کر دکھلایا ہو اور جنکے لڑنے پر پیغمبر خدا نہایت
عجز و منت سے خدا سے دعا کرتے ہون کہ ابھی ان بیچارے چند غریبون محتاجون نے صرف تیری ہی رضا

حاصل کرنیکے لیے اپنی جانون کو قربان کرنیکا ارادہ کیا ہی انکو فتح دینا یہی لوگ تیرا نام بلند کرنیکے ذریعے
اور تیرا دین پھیلانیکے وسیلے ہین اگر انکو فتح نہ ہوئی تو پھر قیامت تک تیری عبادت کوئی نہ کریگا اور پھر
خدا نے اُنکے ہاتھ پر فتح بھیدی اور اُنھون نے باوجود بہت قلیل ہونیکے ایک فوج کی فوجکو کفار کی مٹا دیا
اور بڑے بڑے نامی قریشی کافر نحوشل ابوجہل وغیرہ کے تہ تیغ کیا اور اُن دشمنون کو جنھون نے نہایت
ایذا اور مصیبت سے پیغمبر خدا کو مکے سے نکالا اور جن مردودون نے کمال دُکھ اور تکلیف سے خدا کے
حبیب سے اُسکا گھر چھڑایا خاک مذلت پر لٹایا اور اُنکے گوشت پوست کو طعمہ زاغ و زغن کا کر دیا اور جنکا
اس غلبے سے کافرون کے کلیجے دہل گئے اور کفار قریش کے بدن کانپنے لگے اور بڑے بڑے سلاطین مین
اُنکے ایمان اور شوکت کا شہرہ ہوگیا تو پھر اگر ایسی محنتون اور کوششون اور ایمان اور اخلاص کے صلے
مین خدا نے جو نکتہ نواز ہی اور جو اپنے رحم و کرم سے ایک عمل کے بدلے مین ستر اور سات سو حصے زیادہ ثواب
دیتا ہی اور جو صرف اپنے فضل سے براہ بندہ نوازی صرف زبان و دل سے بغیر کسی عمل کرنیکے توبہ قبول کر
لیتا ہی اور بموجب آیۂ کریمہ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ کے گناہون کو نیکیون سے بدل دیتا ہی اُن پاک
لوگون سے وعدہ مغفرت کا کرلیا اور اُنکی شان مین اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم فرما دیا تو کیا مقام تعجب اور
حیرت کا ہی کیا ای حضرات امامیہ تم خدا کو رحیم نہین جانتے کیا تم اللہ جل شانہ کو نکتہ نواز نہین سمجھتے کیا وہ
اپنے بندون پر فضل نہین کرتا کیا وہ اُنکے اعمال سے ہزار حصہ زیادہ ثواب نہین دیتا تو جب تمام آدمیون
کے ساتھ بلکہ گنہگارون کے ساتھ بلکہ کافرونکے ساتھ اُسکے رحم و کرم کا یہ حال ہو کہ اگر گبر صد سالہ و مشرک
ہفتاد سالہ جسنے اپنی ساری زندگی بت پرستی اور کفر مین ضائع کردی ہو ایکدفعہ صدق دل سے کلمۂ شہادت
پڑھ لے اور توحید و نبوت کا مقر ہو جاوے تو خدا اُسکے ایک لمحہ کے ایمان پر اُسکے سو برس کے کفر اور شرک
کو بخشدیتا ہی تو پیغمبر خدا کے یارون اور رسول مقبول کے اوپر جان نثارون کے حق مین بغیر دیکھے اُنکے
ایمان اور اخلاص اور ہجرت اور جہاد اور نصرت کے وعدہ مغفرت کا کیا تو تم کیا بعید از قیاس سمجھتے ہو
کیا تم نہین جانتے کہ اکثر اعمال بوجوہ خاص زیادہ عزت اور عمدہ صلہ کے مستحق ہو جاتے ہین مثلاً دنیا کے
حال پر خیال کرو کہ اگر کوئی سپاہی کسی جمعدار کے ساتھ کسی چھوٹی لڑائی پر جاوے اور فتح کرلے تو اُسکی کیا
عزت ہوگی اور وہی سپاہی خاص بادشاہ کے ساتھ کسی بھاری لڑائی مین جاوے اور فتح ہووے تو اُسکی کیا
عزت ہوگی اور اُسکو جمعدار کے ساتھ لڑنے مین کیا انعام ملیگا اور بادشاہ کے ساتھ ہو کر لڑنے اور فتح ہونے
پر کیا تمغہ ملیگا اگر تم دونون مین کچھ فرق نہین کرتے اور دونون حالتون کو برابر سمجھتے ہو تو حقیقت مین
تم لائق خطاب نہین ہو اور اگر دونون کے رتبون مین تمیز کرتے ہو تو پھر اس وعدے کو خدائی تمغہ جو صلے مین

پارہ ۱۹ سورہ فرقان رکوع ۶
جلالین
فتح القرآن

سرپرستی اہل وعیالش نمایند بخلاف حال کسانیکہ جناب ختمی مآب را نہ ہرگشتند وچند معصوم راشہید کردند و ہزاران نسخ قرآن مجید را بآتش نہادند وانچہ باقی گذاشتند درانہم دادتحریف دادند؀ خلاصہ اسکا یہ ہی کہ چونکہ خلفاء ثلثہ کا کوئی کام مکروفریب اورنفاق سے خالی نہ تھا اسلیے بسبب عدم ایمان اُنکے وہ اُس فضیلت سے محروم ہین جو کہ اہل بدرکو ہی اور یہ کہنا حقیقت مین مثل اس کہنے کے ہی کہ حضرات شیخین بدرمین شریک ہی نتھے یا بدرکی لڑائی فی نفسہ ہوئی نہ تھی یا شیخین دنیا مین پیدا ہی نہین ہوے یا پیغمبر صاحب نے دعوی پیغمبری ہی کا نہین کیا کہ ایسے منکرین کا کسیکے پاس سوای خدا کے کچھ جواب نہین ہی۔ اس عبارت اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کی نسبت بعض بعض حضرات شیعہ یہ بھی اعتراض کرتے ہین کہ یہ امر بعید از قیاس ہی کہ خدا کسی سے وعدہ کرے کہ جو چاہو کرو ہمنے تمکو بخشدیا ہی اور اُنکے واسطے محرمات کو حلال کردے اسکا جواب تحقیقی یہ ہی کہ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ کہ خدا کو خوب خبر ہر شخص کی ہی وہ موافق اپنے علم اور تقدیر کے ہر کام کرتا ہی جب اُسکو اہل بدر پر اطمینان تھا تب اُسنے یہ ارشاد فرمایا اور جواب الزامی یہ ہی کہ ذرا اپنے یہانکی اُن روایتون کو دیکھین جو مغفرت مین شیعونکی ہین کہ جن مین صاف لکھا ہی کہ بس دوستی علی کی کافی ہی کسی گناہ کی بمقابلہ اُسکے پرسش نہین ہی کہ اسکو ہم اسکے مقام پر صدہا اقوال سے ثابت کرینگے پس اسی طرح پر ذرا اصحاب بدر کے حال پر رحم کرو کہ اگر خدا نے یا خیال کہ اُنھون نے اپنے گھرونکو چھوڑا اپنے وطن سے ہجرت کی اپنے عزیز قریبون سے علاقہ قطع کیا اپنے مال دولت کو لٹا یا اپنی جان اور مال کو خدا کی راہ مین نثار کیا اور پھر اپنے بھائی بندون کے قتل پر مستعد ہوے اور اُنکے مارنے مین بمقابلۂ محبت خدا کے کچھ بھی خوف نکیا اور جنکے مرتبہ بڑھانے کو خدا نے ملائکہ کو اُنکی مدد کیواسطے بھیجا اور سبسے پہلے لڑائی اسلام کی اُنکے ہاتھون سے فتح ہوئی اور اول معرکہ مین اُنکی ثابت قدمی اور جان نثاری خدا نے سب پر ظاہر کردی اور غلبہ اسلام کا اُنکے ہاتھ پر کیا اور آیندہ کو دروازہ فتوحات اور اجراء اسلام کا اُنکی تلوارون سے کھولدیا اور یہ سب کچھ اُن خدا کے عاشقون رسول کے یارون نے اُس پاک ذات کی حضوری مین کیا جو خدا کا محبوب تھا اور جو سارے پیغمبرون کا سردار تھا جسکی شفاعت سے بڑے بڑے کبیرہ گناہونکو خدا بخشدیگا اور جسکی سفارش سے اُنلوگون کو جنھون نے سوای اقرار توحید ونبوت کے کوئی بھی نیک کام نکیا ہوگا اور جسکی ساری عمر محرمات کے ارتکاب مین گذر گئی ہوگی بخشدیگا پس جب ایسے سردار اور دین ودنیا کے بادشاہ کے ساتھ ہوکر جو سپاہی اول لڑائی مین لڑے ہون اور ایسے خدا کے محبوب اور ممتاز کے قدمون پر اپنی جانون کے نثار کرنے پر سبسے اول آمادہ ہوے ہون اور نہ صرف منافقانہ مستعدی اور ظاہری آمادگی دکھلائی ہو بلکہ جو کہا ہو وہ کر دکھلایا ہو اور جنکے لڑنے پر پیغمبر خدا نہایت عجز ومنت سے خدا سے دعا کرتے ہون کہ ابھی اِن بیچارے چند غریبون محتاجون نے صرف تیری ہی رضا

پارہ ۸ سورہ انعام رکوع ۱۵ ترجمہ اللہ بہتر جانتا ہی جہان بھیجے اپنے پیغام ۱۲ منہ

حاصل کرنیکے لیے اپنی جانون کو قربان کرنیکا ارادہ کیا ہی انکو فتح دینا یہی لوگ تیرا نام بلند کرنیکے ذریعے
اور تیرا دین پھیلانیکے وسیلے ہین اگر انکو فتح نہ ہوئی تو پھر قیامت تک تیری عبادت کوئی نہ کریگا اور پھر
خدا نے اُنکے ہاتھ پر فتح بھی دی اور اُنھون نے باوجود بہت قلیل ہونیکے ایک فوجکی فوجکو کفار کی مٹا دیا
اور بڑے بڑے نامی قریشی کافرونکو مثل ابوجہل وغیرہ کے تہ تیغ کیا اور اُن دشمنون کو جنھون نے نہایت
ایذا اور مصیبت سے پیغمبر خدا کو مکے سے نکالا اور جن مردودون نے کمال دُکھ اور تکلیف سے خدا کے
حبیب سے اُسکا گھر چھڑایا خاک مذلت پر لٹایا اور اُنکے گوشت پوست کو طعمۂ زاغ و زغن کا کردیا اور جنکے
اس غلبے سے کافرون کے کلیجے دہل گئے اور کفار قریش کے بدن کانپنے لگے اور بڑے بڑے سلاطین مین
اُنکے ایمان اور شوکت کا شہرہ ہوگیا تو پھر اگر ایسی محنتون اور کوششون اور ایمان اور اخلاص کے صلے
مین خدا نے جو نکتہ نواز ہی اور جو اپنے رحم و کرم سے ایک عمل کے بدلے مین ستر اور سات سو حصہ زیادہ ثواب
دیتا ہی اور جو صرف اپنے فضل سے براہ بندہ نوازی صرف زبانی دل سے بغیر کسی عمل کرنیکے توبہ قبول کر
لیتا ہی اور بموجب آیۂ کریمہ یبدل اللہ سیاتہم حسنٰت کے گناہون کو نیکیون سے بدل دیتا ہی اُن پاک
لوگون سے وعدہ مغفرت کا کرلیا اور اُنکی شان مین اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم فرمادیا تو کیا مقام تعجب اور
حیرت کا ہی کیا اے حضرات امامیہ تم خدا کو رحیم نہین جانتے کیا تم اللہ جل شانہ کو نکتہ نواز نہین سمجھتے کیا وہ
اپنے بندون پر فضل نہین کرتا کیا وہ اُنکے اعمال سے ہزار حصہ زیادہ ثواب نہین دیتا تو جب تمام آدمیون
کے ساتھ بلکہ گنہگارون کے ساتھ بلکہ کافرونکے ساتھ اُسکے رحم و کرم کا یہ حال ہو کہ اگر گبر صد سالہ اور مشرک
ہفتاد سالہ جسنے اپنی ساری زندگی بت پرستی اور کفر مین ضائع کردی ہو ایکدفعہ صدق دل سے کلمۂ شہادت
پڑھ لے اور توحید و نبوت کا مقر ہوجائے تو خدا اُسکے ایک لمحہ کے ایمان پر اُسکے سو برس کے کفر اور شرک
کو بخشدیتا ہی تو پیغمبر خدا کے یارون اور رسول مقبول کے اوپر جان نثارون کے حق مین بغیر دیکھے اُنکے
ایمان اور اخلاص اور ہجرت اور جہاد اور نصرت کے وعدہ مغفرت کا کیا تو تم کیا بعید از قیاس سمجھتے ہو
کیا تم نہین جانتے کہ اکثر اعمال بوجوہ خاص زیادہ عزت اور عمدہ صلہ کے مستحق ہوجاتے ہین مثلاً دنیا کے
حال پر خیال کرو کہ اگر کوئی سپاہی کسی جمعدار کے ساتھ کسی چھوٹی لڑائی پر جاوے اور فتح کرلے تو اُسکی کیا
عزت ہوگی اور وہی سپاہی خاص بادشاہ کے ساتھ کسی بھاری لڑائی مین جاوے اور فتح ہو تو اُسکی کیا
عزت ہوگی اور اُسکو جمعدار کے ساتھ لڑنے مین کیا انعام ملیگا اور بادشاہ کے ساتھ ہوکر لڑنے اور فتح ہونے
پر کیا تمغہ ملیگا اگر تم دونون مین کچھ فرق نہین کرتے اور دونون حالتون کو برابر سمجھتے ہو تو حقیقت مین
تم لائق خطاب نہین ہو اور اگر دونون کے رتبون مین تمیز کرتے ہو تو پھر اس وعدے کو خدائی تمغہ جو صلے مین

ایسی بڑی بھاری لڑائی کے جو سید الانبیا سند الاصفیا محبوب کبریا شاہ ہر دو سرا کی معیت مین ہو کیون نہین سمجھتے دیکھو حدیث شریف مین آیا ہی کہ قیامت کے دن اگر گنہگار ایسے دوزخ مین پڑے رہجاوینگے جنکے گناہونکی کثرت اور شدت سے انبیا بھی بلکہ سید الانبیا بھی شفاعت نکرینگے تو خدا اُنکے حال پر خود رحم کریگا اور اُنکو دوزخ سے نکالکر جنت مین بھیجدیگا اور اُنکی نور کی گردنوںمین نور کی تختی پر نور سے لکھدیگا کہ ہذا عتقاء الرحمن من النیران کہ یہ آزاد کیے ہوے ہین خدا کے دوزخ سے جنکا نہ کوئی شفیع تھا اور نہ جنکا کوئی سفارشی پس اگر خدا نے اُن لوگون کو جو کہ خاص اُسکے بندے تھے اور جنھون نے اپنے قصور کو ظاہر بھی کردیا اور اُنکے نیک کامون کا نتیجہ بھی ظاہر ہوگیا اپنے فضل سے دنیا مین نور کا تمغا کہ اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم دیدیا تو سوای کفار اور فاسقین کے کون اسپر تعجب کرسکتا ہی اور کسکو خدا کی ذات سے اس بخشش پر تعجب ہوسکتا ہی ذرا اُن روایتون کو چند صفحے لوٹ کر دیکھو کہ پیغمبر خدا نے جب آمادگی جہاد پر ظاہر کی اور مہاجرین و انصار سے پوچھا تو انھون نے کیا جواب دیا اور پھر اُنمین بھی سب سے اول کون بولا سوای ابوبکر صدیق رض کے اور کون پہلے اُٹھا اور کس نے پیغمبر خدا کے قدم چوم کر یہ کہا کہ یا حضرت ہم تو اول ہی جان و مال اپنا آپ پر قربان کرچکے اور اپنے گھر بار کو آپ پر لٹا چکے بھائی بندونکو چھوڑا یار دوستونکو چھوڑا اب ایک جان باقی ہی وہ بھی آپ پر نثار ہی اور ایک جان کیا ہزار جانین ایسی آپ پر قربان ہین یا رسول اللہ

قطعہ

میخواہم از خدا بدعا صد ہزار جان
تا صد ہزار بار بمیرم براے تو
ای صد ہزار جان مقدس فداے تو
من کیستم کہ بہر تو جان را فدا کنم

حضرت ابوبکر صدیق کہنے نہ پائے تھے کہ حضرت عمر اور سعد ابن معاذ اُٹھے اور انھون نے بھی اپنی جان نثاری کا شوق ایسا ہی بیان کیا دیکھو تمھارے ہی مذہب کا مورخ اُن اصحاب کبار کے ولولے اور شوق اور عشق اور آمادگی کو کن لفظون سے لکھتا ہی۔ وہ کہتا ہی کہ جب پیغمبر خدا نے سول کیا تب اشعار

بپاسخ ابوبکر از جای خاست
قدم پیش بگذارد و مارا بہ بین
بود تا بہ تن جان و در کف توان
چنین گفت از روی صدق دنیان

وزان پس عمر نیز بیکر و راست
کہ با دشمن دین چہا مے کنیم
بیاریم شمشیر بر دشمنان
کہ با جان و دل با ہمین عہد بست

بگفتند یا سید المرسلین
چہ سان در رہت جان فدا میکنیم
ز جا خاست این بار سعد معاذ
بدست تو روزیکہ دادیم دست

سر و مال و فرزند و خویش و تبار
ہمان روز کردیم بر تو نثار

پس جب اُن اہل بدر کے شوق اور محبت اور ایمان اور اخلاص کا یہ حال ہو تو تم صرف ایک اعملوا ماشئتم پر

تعجب کرتے ہو اور اُن وعدون کو جو خدا نے اُنکے واسطے جابجا قرآن مجید مین کیے ہین کچھ خیال نہین
کرتے اُس سے تو صرف مغفرت ثابت ہوتی ہی ذرا قرآن مجید کھول کر دیکھو کہ مہاجرین و انصار کی شان مین خدا
نے کیا کیا فرمایا ہی دیکھو (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ) اُنکی شان مین فرمایا ہی یا نہین اعد لہم جنت تجری
تحتہا الانہار اُنکے حق مین کہا ہی یا نہین ذلک الفوز العظیم ہ اُنکی نسبت قرآن مین آیا ہی یا نہین
پس جو جو وعدے خدا نے اُنسے کیے ہین اُس سے تو سارا قرآن بھرا ہوا ہی تم ایک ہی وعدے پر تعجب
کرتے ہو اور اُنکی ساری خوبیون سے چشم پوشی کرکے اُنکے معائب تلاش کرتے ہو لے یارو ذرا انصاف کرو اور
اور خدا کیلیے اپنے یہان کی حدیث اور سیر کی کتابون کو دیکھو کہ شیعیان کوفی نے حضرت علی کے ساتھ کیا کیا
اور اُنکی کیسی قدر کی اور کوفہ کے فضائل مین تمھارے یہان کے محدثین کیا لکھتے ہین وہی شیعیان کوفی تھے
جنھون نے حضرت علی کا ساتھ چھوڑا اور جنھون نے ہمیشہ جناب امیر کو رنجیدہ رکھا وہی کوفی تھے جنھون نے
امام حسنؑ کا ساتھ نہ دیا جنھون نے اُنکے قدمون سے مصلے تک نکال لیا وہی کوفی تھے جنھون نے اول
حضرت مسلم کیساتھ بیعت کی اور پھر وقت پر سب کے سب چنپت ہو گئے اور آخر بیچارے مسلم تنہا مع دو معصوم بچون
کے شہید ہو گئے وہی کوفی تھے جنھون نے امام حسینؑ کو بلایا اور بڑے شوق و ذوق کے خط لکھے چنانچہ
بارہ ہزار خط شیعون نے امام کو بھیجے اور جنکے سرنامہ پر یہی تھا کہ یہ خط علی اور تمھارے شیعون کیطرف سے ہی
اور پھر اُن خطون مین کیسا اپنا شوق بیان کیا کہ کچھ بیان نہین ہوتا پس جب اس تمنا سے بلاوین اور نہایت ہی
اپنی آرزو ظاہر کرین کہ یا ابن رسول اللہ آپ جلد تشریف لائیے اور اس خطہ کو رونق دیجیے زمین کوفہ کی ہمہ تن
چشم انتظار ہو رہی ہی در و دیوار سے آواز خیر مقدم کی آ رہی ہی ہر شخص کی زبان پر لبیک لبیک کی صدا ہی ہر آدمی
جمال باکمال کے انتظار مین محو ہو رہا ہی ذرا جلد تشریف لائیے ہم سب جان نثاری کو حاضر ہین پھر دیکھیے ہم کیا کرتے ہین اشعار

سپاہی چو آشفتہ سیلاب ست چو با تیغ آہنگ دشمن آورند	ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بدست ز سنگ آب و آتش برون آورند	ز تو رایت فتح افراختن چو تیر از کمان در کمین آورند	ز ما لشکر بیکران ساختن سر آسمان بر زمین آورند

اور جب حضرت امام جاوین تو ایک بھی ساتھ نہ دے اور عذر و فریب کرکے یکہ و تنہا امام کو شہید کرین اور تین
دن کا بھوکا پیاسا قتل کرین جسکے حال پر آسمان و زمین کو قیامت تک رقت ہی اور باوجود اسکے کوفہ کی وہ
عزت بیان کی جائے کہ مکے و مدینے کو بھی وہ عزت نہین ہی چنانچہ ملا باقر مجلسی تحفۃ الزائر مین لکھتے ہین کہ
{در حدیث معتبر دیگر از حضرت امام جعفر صادق منقول ست کہ حق تعالی عرض کرد ولایت ما را بر اہل ہر شہر پس قبول
نہ کردند مگر اہل کوفہ انتہی بلفظہ} کہ امام جعفر صادق فرماتے ہین کہ خدا نے ہماری دوستی کو سارے شہرون پر عرض کیا
مگر کسی شہر کے رہنے والون نے ہماری محبت کو قبول نکیا سوا کوفہ کے رہنے والون کے اس سے صاف ثابت ہوا ہی کہ جو

لہ پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۳ ترجمہ راضی ہوا اللہ ان سے اور راضی ہوئے وہ اس سے ۱۲ موضح القرآن
لہ پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۳ ترجمہ اور رکھے ہین واسطے انکے باغ بہتے ہین نیچے انکے نہرین ۱۲ موضح القرآن
سہ پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۳ ترجمہ یہی ہی بڑی مراد ملنی ۱۲ موضح القرآن

جو رتبہ خدا نے کوفہ کو دیا ہی اور اُسکے رہنے والون کو وہ نہ مکے کو ہی نہ مدینے کو بلکہ ایک حدیث مین امام زین العابدین کی طرف سے ملا باقر مجلسی نے صاف لکھدیا ہی کہ امام زین العابدین فرماتے ہین کہ { بقدر جای پادر کوفہ نزد من بہتر ست از خانہ کہ در مدینہ داشتہ باشم } کہ ایک قدم رکھنے کی جگہ کوفے کی میرے نزدیک اُس گھر سے بہتر ہی جو مدینے مین ہو اور یہ کوئی شبہہ نکرے کہ کوفے کے رہنے والے شیعہ نہ تھے اسلیے کہ بمقتضای الحدیث یفسر بعضا بعضا خود ملا باقر مجلسی مجالس المومنین مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہین ذرا اُسکو سنیے عبد اللہ بن ولید سے روایت ہی کہ { گفت در زمان بنی مروان بخدمت امام جعفر صادق علیہ السلام رفتم آنحضرت از من و رفیقان من پرسیدند کہ شما چہ کسانید گفتم از اہل کوفہ ایم آنحضرت فرمودند در ہیچ یک از بلاد اینقدر دوست نداریم کہ در کوفہ بعد ازان فرمودند کہ ایتہا العصابہ ان اللہ ہداکم لامر جہلہ الناس و حببتمونا و ابغضنا الناس و بایعتمونا و خالفنا الناس و اتبعتمونا و کذبنا الناس و صدقتمونا فاحیاکم اللہ محیانا و اماتکم مماتنا } اور اس حدیث کو کہین کہین ملا باقر مجلسی لکھتے ہین کہ بالجملہ تشیع اہل کوفہ حاجت بہ اقامت دلیل ندارد اس حدیث کا مطلب یہ ہی کہ عبد اللہ ابن ولید روایت کرتا ہی کہ مین ایک روز مروانیونکی سلطنت کے زمانہ مین امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا امام نے پوچھا کہ تم کہان رہتے ہو مین نے جواب دیا کہ کوفہ مین حضرت نے فرمایا کہ کسی شہر مین ہمارے اتنے دوست نہین ہین جتنے کہ کوفہ مین اور پھر فرمایا کہ خدا نے تم کوفیون کو اُس بات کی ہدایت کی ہی جس سے اور سارے لوگ جاہل رہے تم کوفیون نے ہم سے محبت کی اور سب نے ہمارے ساتھ دشمنی رکھی تم کوفیون نے ہماری بیعت کی اور سب نے مخالفت تم کوفیون نے ہمارا ساتھ دیا اور سب نے ہمکو جھٹلایا تم کوفیون نے ہماری تصدیق کی ہی خدا تمکو ہماری زندگی پر جیتا رکھے اور ہماری سی موت پر تمھاری بھی موت ہو۔ پس اے مومنین اب دبیر اور انیس کے مرثیے جلاؤ اور کتاب خوانی موقوف کرو اسلیے کہ جن کوفیون کی تم شکایت کرتے ہو اور جنھون نے امام حسین عم کو شہید کیا وہ خاص اُس کوفہ کے تھے جہانکے رہنے والے امام کی جان و جگر تھے اور جسکا رتبہ مکے مدینے سے بھی زیادہ امام کے نزدیک تھا اور جسکے رہنے والونکی موت اور زندگی امام کی سی تھی پس وہ کوفہ جسکو ایسی عزت ہو اور وہ کوفی جنکی یہ قدر و منزلت ہو مذمت کے لائق نہین ہین اُنکی شان مین قصیدے مدح کے کہو اور اُنپر رحمت بھیجو اسلیے کہ کوفہ معیار تشیع ہی کوفی ہونا دلیل شیعہ ہونیکی ہی چنانچہ ملا باقر مجلسی تمھارے مجالس المومنین مین فرماتے ہین کہ { کوفی بودن شخصی دلیل تشیع است اگرچہ ابو حنیفہ کوفی باشد } پس اے حضرات شیعہ جن کوفیون کے حالات آجکل تمھارے چھوٹے چھوٹے بچے بھی جانتے ہین اور جاہل لڑکے بھی اُنکے حق مین الکوفی لا یوفی پڑھتے ہین اور جنکے حالات مکر و غدر اور بیوفائی کے محرم مین علی رؤس المنابر تمھارے چھوٹے بڑے سب بیان کرتے ہین اور جنکا امام کو تشنہ کام شہید کرنا ہر آدمی پر ظاہر ہی اور مضمون اس شعر کا کہ شعر

از آب ہم مضائقہ کردند کوفیان ‏ ‏ ‏ خوش داشتند حرمت مہمان کربلا

سب پر روشن ہی انکی شان مین ائمہ کرام کی ایسی ایسی تعریفین تمھارے محدثین نقل کرین اور اسکو امام کی طرف
نسبت دین اور امام کی زبان سے انکے حق مین یکلمہ کہ تمکو خدا ہماری ہی زندگی اور ہماری ہی موت دے نقل کرین
اور کوفہ کی ایک مشت خاک کو مدینہ منورہ کی زمین سے بھی زیادہ امام کے نزدیک محبوب ہونا بیان کرین اور
اور کوفیونکو محبوب اور دوست ائمہ کا کہین اور محبیہ دوستی ائمہ کے انکو جنتی اور بہشتی جانین اور ایسی لغویات
اور ہذیانات کو سنکر تمھارے ایمان کی رگ کو ذرا بھی جنبش نہو اور تمھارے پاک دلونکو کچھ بھی وسوسہ پیدا نہو بلکہ ان کوفیون
کی حرکتون کی ہر سال خود نقلین کرکے ماہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون کا مضمون ادا کرو اور ان قصص و
حکایات اباطیل کو بیان کرکے کبھی تشیع سے نفرت نکرو اور اپنے مجتہدین اور محدثین کی نسبت ان روایا کا ذبہ
اور اقوال مہملہ کے نقل کرنے پر کچھ غیرت ایمانی کا جوش نہ دکھلاؤ بلکہ سبکو غلط ہو یا صحیح جسطرح ہو یا پچ آمنا و صدقنا
کہکر تصدیق کرو اور جب رسول کے یارون اور پیغمبر کے حواریون کا نام آئے اور بدریون کی نسبت دو ایک کلمہ منقبت
کا کسی بیچارے سنی کی زبان سے سنو تو بس سنتے ہی سارے بدن کا خون جوش کرنیلگے اور تمام جسم تعصب کی آگ سے
پھکنے لگے تشیع کا وہ جوش ہو کہ رگ رگ مارے غصے کے پھول جائے عداوت کا وہ غلیان ہو کہ سودا صفرا سب
ایک ہو جائے پر اسوقت سارے وسوسے شیطانی دل مین پیدا ہو جاوین لفظ لفظ پہ گرفت بات بات پر شبہہ
کرنے لگو سبحان اللہ اپنے کوفیون کے برابر بھی بدریون کا رتبہ نہین سمجھتے اور انکے حق مین جن باتون اور جن کلون
کو صادق سمجھتے تھے انکو پیغمبر کے یارون کے حق مین غیر صادق کہتے ہو یہ کون ایمان ہی کہ نام تو لو رسول کا اور
کلمہ پڑھو عبداللہ بن سبا کا ایمان تو تمکو نصیب ہو بطفیل خلفا کے جہاد کے اور تبرا آکرو اُس یہودی ملعون کا
اور پھر پاک صاف بنکر سنیون کے سامنے ہو کر مباحثہ کا قصد کرو اور خدا کی آیتون اور رسول کی حدیثون اور
ائمہ کے قولون کو چند مفتری مکارون کے مقابلے مین جھٹلاؤ کہو یہ کیسا دین اور ایمان ہی یا تو مسلمانی کو
چھوڑو پاک صاف یہودی بنجاؤ یا اگر مسلمان ہو تو مسلمانون کے سے عقیدے رکھو بس خرافات واہیات مذہب
پر جسکی بنا سراسر جھوٹھ اور فریب پر ہی تبرا بھیجو اسکے بانیون پر لعنت کرو ورنہ ایسے دو لفظ ہین جھوٹا جھوٹا
کاذب چھوٹے چھوٹے منہ سے ایسا بڑا دعوی ایمان کا اچھا نہین معلوم ہوتا مسلمان ہونا اور پھر رسول خدا کے یارون کو
برا سمجھنا عجب ایمان ہی کہ جو لفظ ہی لفظ ہی جسکے کچھ معنی نہین اور پوست ہی پوست ہی جسمین کچھ مغز نہین سچ کہا ہی جسنے کہا ہی

شعر وجد و منع بادہ ای زاہد چہ کافر نعمتی ست ‏ ‏ ‏ دشمن می بودن و ہمرنگ مستان زیستن

غرضکہ جو فضیلت خدا نے اہل بدر کو دی اور جسکا ثبوت قرآن مجید سے ہوتا ہی اور جسکا اقرار مفسرین شیعہ بھی کر
ہین اور جنکے اعمال بھی اُسپر دلالت کرتے ہین وہ کسی قدر ہم لکھ چکے اب بمقابل اُسکے ایک قول مجتہد صاحب

ثانی کا جو مقالہ ثالثہ مین اپنی کتاب کے لکھا ہے اور جسکا جواب ازالۃ الغین ہے نقل کرتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ حضرات شیعہ کے نزدیک انکا درجہ کیسا ہے مجتہد صاحب فرماتے ہین کہ { دعوی نفاق ایشان و غدر اہل بدر رضوان علی مدعای ہاست لہم یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ج وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۵ } سبحان اللہ کیا دین ایمان ہے کہ کوئی تو اہل وفا ہون اور اصحاب بدر اہل غدر ہون خدا اس قوم سے سمجھے اور انکے کفریات کا بدلہ دے نعوذ باللہ من ہفواتہم۔ مجتہد صاحب قبلہ ذوالفقار مین آیات فضیلت صحابہ کے معارضے مین ایک اور آیت لکھتے ہین یعنی وَاِذَا رَاَیْتَھُمْ تُعْجِبُکَ اَجْسَامُھُمْ وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِھِمْ کَاَنَّھُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَۃٌ یَحْسَبُوْنَ کُلَّ صَیْحَۃٍ عَلَیْھِمْ ھُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْھُمْ قٰتَلَھُمُ اللّٰہُ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ۵ مگر اسمین بھی مجتہد صاحب نے مغالطہ دیا اور تحریف کو کام فرمایا اور اخیر کی آیتون کو چھوڑ کر بیچ مین سے ایک دو آیتین لکھدین اب مین انکو لکھکر اسکی تفسیر بیان کرتا ہون۔ واضح ہو کہ یہ آیت جو مجتہد صاحب نے معارضہ مین فضیلت کے پیش کی ہے یہ سورۃ منافقون کی ہے جو کہ منافقین کی شان مین خدا نے نازل کی ہے اور شروع اسکا یہ ہے اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْھَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ م وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ۵ اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَھُمْ جُنَّۃً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط اِنَّھُمْ سَآءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۵ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَفْقَھُوْنَ ۵ وَاِذَا رَاَیْتَھُمْ تُعْجِبُکَ اَجْسَامُھُمْ وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِھِمْ کَاَنَّھُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَۃٌ یَحْسَبُوْنَ کُلَّ صَیْحَۃٍ عَلَیْھِمْ ھُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْھُمْ قٰتَلَھُمُ اللّٰہُ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ۵ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَوَّوْا رُءُوْسَھُمْ وَرَاَیْتَھُمْ یَصُدُّوْنَ وَھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ ۵ سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَھُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۵ ھُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا وَلِلّٰہِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَفْقَھُوْنَ ۵ یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۵ ع ساری ان آیتونکی نقل ہی کر دینے پر جواب مجتہد صاحب کا ہو گیا اور جو مغالطہ اور دھوکا حضرت نے دیا تھا وہ کھل گیا اور معلوم ہوا کہ یہ آیتین منافقونکی نسبت ہین مگر حضرات شیعہ سے کب امید ہے کہ وہ صرف الفاظ قرآن مجید اور اسکے معنی پر قناعت کرین ضرور ہے کہ وہ اسپر بھی ساکت نہون گے اسلیے ہم انہین کی تفسیر سے شان نزول اسکے بیان کرتے ہین۔

واضح ہو کہ تفسیر علی بن ابراہیم قمی مین جو کہ استاد ابو جعفر کلینی کے تھے سورۂ منافقون کے نزول کا سبب اس طور پر لکھا ہے کہ سنہ ہجری مین جبکہ غزوۂ بنی المصطلق پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیگئے جب وہان سے لوٹے تو راہ مین ایک کنوین پر حضرت عمر بن خطاب کے اجورہ دار نے جسکا نام جہجاہ تھا انس بن سیار کو جو کہ انصار کا منہ بولا بھائی تھا مارا عبد اللہ بن ابی کو جو کہ مدینہ کا رہنے والا تھا یہ خبر ہوئی اسکو ناگوار ہوا اور اپنے لوگون یعنی مدینہ والون سے کہا کہ اسی لیے مین قریشیون کا آنا نہین چاہتا تھا یہ سب تمہارے کام ہین کہ تم نے ان

ینہ کے رہنے والونکو اپنے گھرون مین اُتارا اور اپنے مالون کو اُنپر خرچ کیا اور اپنی جانونکو اُنکے پیچھے تلف کیا اور اپنی جوروون کو بیوہ اپنے بچون کو یتیم اُنکی خاطر سے کیا تب یہ ذلت ہوئی اگر تم اُنکو نکالدیتے تو وہ دوسرون کے اوپر جا پڑتے اور یہ کہکر یہ کہا کہ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ اُس قوم مین ایک لڑکا موجود تھا جسکا نام تھا زید بن ارقم اُسنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ خبر کہدی حضرت کو اس بات کے سننے سے بڑا رنج ہوا اور اُنھون نے کوچ کی طیاری کی کہ سعد بن عبادہ دوڑے آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ یہ تو وقت آپ کے کوچ کرنیکا نہین ہی آنحضرت نے فرمایا کہ تم نے اپنے صاحب کی باتین سنین اُنھون نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ہمارا صاحب تو سوای آپ کے دوسرا کوئی نہین ہی تب حضرت نے فرمایا کہ عبد اللہ بن ابی گمان کرتا ہی کہ اگر مدینہ کو لوٹے تو عزت والے ذلیلونکو نکال دینگے تب سعد بن عبادہ نے جواب دیا کہ یا حضرت آپ اور آپ کے اصحاب عزت والے ہین اور عبد اللہ بن ابی اور اسکے اصحاب اہل ذلت ہین غرضکہ یہ سنکر خزرج جو ایک قبیلہ مدینہ والون کا ہی عبد اللہ بن ابی پر لعنت ملامت کرنے لگے اُسنے حلف کیا کہ مین نے تو کچھ نہین کہا تو لوگون نے کہا کہ اچھا چلکر پیغمبر صاحب کے سامنے عذر کر اُس نے اپنی گردن جھکائی تب دوسرے دن صبحکو وہ پیغمبر صاحب کے سامنے آیا اور حلف کیا کہ مین نے کچھ نہین کہا اور کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ اور عذر کیا کہ زید نے میرے اوپر جھوٹی تہمت کی تھی پھر لوگ زید پر ملامت کرنیلگے آخر خدا نے یہ سورۃ منافقون نازل کی اور پیغمبر خدا نے وہ سورۃ اصحاب کو جمع کرکے سنائی فقط

غرضکہ یہ قول ایک بڑے مفسر سے ثابت ہوا کہ یہ سورۃ شان مین عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق کے نازل ہوئی اور جناب قبلہ وکعبہ نے نہ معنی سمجھے نہ شان نزول پر خیال فرمایا نہ اپنی تفسیرونکو دیکھا نادیدہ و دانستہ کچھ آیتین اوپر کی اُڑادین اور کچھ نیچے کی بیچمین کی دو آیتین لکھکر اصحاب کی فضیلت کے معارضے مین پیش کین اگر ایسا ہی معارضہ کرنا تھا تو جو آیتین قرآن مجید مین بنی اسرائیل اور فرعون اور نمرود و شداد کی شان مین ہین اُن سبکو آیات فضیلت صحابہ کے معارضہ مین لکھدیتے تاکہ کتاب کا حجم بھی بڑھجاتا اور حضرت کی قرآن دانی کا بھی لوگ اقرار کرنے لگتے غرضکہ جناب قبلہ وکعبہ ان آیات کو لکھکر فرماتے ہین کہ {و امثال این دیگر آیات ست پس لابدست کہ در جمع بین الآیات گفتہ شود کہ مورد آیات مناقب غیر مورد آیات ذم ست پس بعضی صحابۂ آنحضرت عموماً ممدوح باشند و بعضی مذموم و این عین مطلوب شیعیان است} پس یہ وہم جناب قبلہ وکعبہ کو قرآن مجید کی آیات کے معنی نہ سمجھنے سے پیدا ہوا ہی اس وہم کا علاج تفسیر اور شان نزول کا مطالعہ تھا اگر حضرت شان نزول دیکھتے اور اپنی ہی تفسیرونکو ملاحظہ فرماتے اور

اگلی پچھلی آیتونکو ملا کر غور کرتے تو حضرت یہ ضابطہ اور کلیہ جمع بین الآیات کا ارشاد نہ فرماتے اسلیے کہ جو آیتین کافرون اور منافقون کی شان مین نازل ہین اُنسے مہاجرین و انصار و اصحاب نبوی کو کچھ تعلق ہی نہین ہی۔ اور یہ آیتین جنمین کفر و نفاق اور دین مین سستی وغیرہ کا ذکر ہی وہ شان مین منافقونکی ہین جو اصحاب نبوی مین داخل نہین ہین اصحاب نبوی اور منافقونمین نسبت تناقض کی ہی نہ توافق کی اس لیے اُن آیتون کا جو کہ اصحاب کی فضیلت مین ہین اُن آیتون سے ملانا جو کہ منافقین کی مذمت مین ہین درحقیقت جمع بین الآیات نہین ہی بلکہ حضور جمع بین النقیضین ہی جو کہ ہمارے نزدیک ممتنع اور آپکے نزدیک ممکن ہی پس اپنے لیے آپ گھر بیٹھے ایسی آیتونکو جمع کیا کیجیے اور اپنے دل مین قاعدے بنایا کیجیے اور اُنھین موضوع اور غلط اصول پر کسی کو خارج کسی کو داخل کیجیے یہان تو خدا کی ہدایت و ضلالت نے ہمکو اس جمع سے فارغ کر دیا جنکو چاہا مہاجرین و انصار مین داخل کیا جنکو چاہا منافقین مین شامل کیا۔

پانچوین دلیل صحابہ کے منافق نہ ہونیکی

جو شخص قرآن مجید پر ایمان رکھتا ہوگا وہ مہاجرین و انصار کی نسبت منافق کی لفظ کو ہرگز اطلاق نکرے گا اس لیے کہ قرآن مجید مین بہت سی آیتین ہین جنمین صاف یہ حکم ہی کہ منافقون سے نہ ملو اُنسے راضی نہ رہو اور اُنکو اپنے ساتھ جہاد مین نہ رکھو اُنکا کچھ عذر نہ سنو پس اگر مہاجرین و انصار خصوصاً خلفای ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم منافق ہوتے تو کیون پیغمبر صاحب اُنکو ذلیل نکرتے اور کیون اُنکو اپنی صحبت مین رکھتے اور کیون اُنسے صلاح و مشورہ لیتے اور کیون اُنکو اپنے ساتھ جہاد مین رکھتے چنانچہ جو دعوی مین نے کیا ہی اُسکے ثبوت مین دو تین آیتون کو لکھتا ہون۔

پہلی آیت۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہی يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ ۚ قُل لَّا تَعْتَذِرُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ ۚ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ رِجْسٌ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۖ فَإِن تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ ان آیتون سے چند باتین ثابت ہوئین اوّل عذر کرنا منافقونکا اور اُسپر یقین نکرنا پیغمبر صاحب کا۔ دوسری آگاہ ہونا پیغمبر خدا کا اُنکے حال سے۔ تیسری جلد سزا پانا اُنکا اپنے اعمال کے بدلے مین۔ چوتھی پیغمبر صاحب کو اُن سے روگردانی کرنیکا حکم ہونا اور اُنسے ملنے کی ممانعت۔ پانچوین کتنا ہی وہ حلف دین کہ راضی ہو اُنسے راضی ہونیکی امتناع۔ چھٹی اُنکا ذلت چاہنا مسلمانون کا اور ہمیشہ اسی فکر مین رہنا اور پھر خود ہی اُنکا ذلیل ہونا۔ آب ان باتون مین سے صرف ایک ہی بات کو مہاجرین و انصار خصوصاً

خلفاي ثلثہ سے مطابق کر دیجیے یا پیغمبر صاحب کو باوجود ایسے احکام الٰہی کے اور نفاق خلفاء ثلثہ کے اُنسے روگردانی نہ کرنے پر پیغمبر صاحب کی شان مین جو چاہیے سو کہیے ہماری زبان سے تو کچھ بے ادبی کا کلمہ نہین نکلتا ار عدول حکمی یا تقیہ کا ایسے پاک صاف کی نسبت اطلاق نہین ہو سکتا۔

دوسری آیت یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ کہ اے پیغمبر جہاد کر کافرون اور منافقون پر تو اگر مہاجرین و انصار منافق تھے تو اتنا ارشاد کر دیجیے کہ کب اور کس کے ساتھ پیغمبر خدا نے اُنپر جہاد کیا یا باوجود منافق ہونے اُنکے کے پیغمبر صاحب نے خدا کے حکم کی تعمیل نہ کی۔

تیسری آیت فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآىٕفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّ لَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا اس آیت کے مطلعے بعد یہ فرما دیجیے کہ پیغمبر صاحب اپنے ساتھ جہاد پر اُن لوگون کو جنھین تم منافق کہتے ہو لیگئے یا نہین اگر تمھین معلوم نہ ہو تو چند ورق الٹکر حملہ حیدری کے اشعار جنگ بدر کے دیکھلو۔

چوتھی آیت۔ یَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَیْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ٥ اس آیت کو پڑھکر ذرا یہ فرما دیجیے کہ پیغمبر خدا نے اُن لوگون کے نفاق کو جنھین تم منافق کہتے ہو کبھی ظاہر کیا اور لوگون پر اُنکا نفاق کھول دیا یا نہین اور سواے حذیفہ کے جس سے دروازہ بند کرکے نہایت آہستہ زبان دبا کر نفاق ظاہر کرنیکا حال آپ لوگ بیان کرتے ہین کسی مجمع مین بھی اُنکے نفاق کا حال حضرت نے ظاہر کیا۔

غرضکہ مثل اسکے اور بہت سی آیتین ہین منافقونکے حال مین جنکا لکھنا ضرور نہین ہے پس مسلمان کو اتنا سوچ لینا چاہیے کہ اگر مہاجرین و انصار منافق ہوتے تو پیغمبر صاحب اُنکے نفاق کو کیون ظاہر نہ کرتے اور کیون وہ ذلیل نہ ہوتے اور اُنکے مارے جانے اور قتل ہونے اور ذلیل و رسوا ہونیکا جو وعدہ خدا نے کیا تھا وہ کیون پورا نہ ہوتا بلکہ برخلاف اسکے اور عزت اُنکو ہوتی اور روم و شام اور ایران و مصر پر اُنکو غلبہ ہوتا استغفر اللہ عجب عقیدہ ہے شیعونکا کہ نہ آیت سے مطابق نہ حدیث سے۔

اب باقی رہے چند اعتراض جو خلفاء ثلثہ اور مہاجرین اور انصار کی نسبت حضرات شیعہ کرتے ہین اور اُس سے اُنکے نفاق پر دلیل لاتے ہین۔ معاملہ احد اور حنین کی لڑائی کا۔ پوچھنا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا اپنے نفاق کا حال حذیفہ سے شک کرنا حضرت عمر کا صلح حدیبیہ مین ارادہ کرنا قتل پیغمبر خدا کا لیلۃ العقبہ کو غصب کرنا فدک کا نہ دینا قرطاس کا پیغمبر صاحب کو غصب کرنا خلافت کا علی مرتضیٰ سے عداوت رکھنا آل رسول سے اور مثل اُسکے اور اعتراضات

جن کے نام ہر ورق اور ہر صفحہ مین مجتہد صاحب کے قلم سے ذوالفقار وغیرہ مین نکلے ہین اور جنکا جواب شافی دینا ہمکو منظور ہے نہ مثل مجتہد صاحب کے غلط بحث کرنا اور گول گول بات کہہ کر آگے بڑھ جانا اس لیے انشاء اللہ تعالیٰ بحث مطاعن صحابہ اور خلافت مین اس تفصیل کے ساتھ یہ سب بیان کیے جاوینگے کہ جسکو دیکھکر حضرات شیعہ بے اختیار کہنے لگین قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

غرضکہ اس مقام پر مین نے آیات فضیلت صحابہ کو بیان کرکے عام سب شیعون کی طرف سے یہ بیان کیا تھا کہ وہ کہتے ہین کہ جو آیتین فضیلت مین مہاجرین وانصار کے ہین یہ اُن لوگون سے متعلق ہین جو کہ ایمان دار تھے اور اکثر اصحاب خصوصاً خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایمان نرکھتے تھے چنانچہ اس سے مین نے یہ بحث کی کہ ایمان نہ رکھنے کے دو معنی ہین ایک یہ کہ منکر خدا ورسول کے تھے کہ ایسے شخص کو منافق کہتے ہین چنانچہ جو آیتین اُسکے معارضہ مین مجتہد صاحب نے لکھی ہین اُسکا جواب ہوگیا اور بخوبی ثابت ہوگیا کہ وہ منافق نہ تھے۔ دوسرے یہ کہ وہ اصول موضوعۂ شیعہ مین سے ایک اصول امامت کے منکر تھے کہ اس وجہ سے وہ کافر تھے اسکا بھی جواب اجمالی دے چکا کہ جب آیتین نازل ہوئین اور جسوقت خدا جل شانہ نے اُنکی تعریف کی اُسوقت امامت اصول دین سے نہ تھی اگر اُسوقت امامت کا اصول دین سے ہونا ثابت کرسکو تو کرو فعلیکم البیان وعلینا وفقہ بالبرہان۔

پس باقی رہگئین دو باتین اول یہ کہ بعد وفات پیغمبر خدا کے وہ منکر امامت ہوگئے اور حق علی مرتضیٰ کا چھین لیا دوسرے اہلبیت سے عداوت رکھی اور اُنکے حقوق غصب کیے کہ یہ امور بھی کفر ہین۔ چنانچہ اسکا مین بحث امامت اور مطاعن مین جواب دونگا اور ہر بات کو اس تفصیل سے لکھونگا کہ نہ کسی شیعہ کی کوئی دلیل رہ جاوے نہ کسی سنی عالم کا جواب باقی رہے یعنی وہ سوال وجواب جن کے سننے کے بغیر حالت منتظرہ باقی رہے نہ یہ کہ جتنے دنیا مین شیعہ سنی ہوے ہین اُن سب کی باتین کہ یہ محال اور نیز فضول ہین مگر انشاء اللہ تعالیٰ اس صراحت سے لکھونگا کہ صرف دیکھنے والے کو انصاف اور فیصلہ کرنا رہ جاوے اور اکثر روایات کے دیکھنے کی ضرورت نہ رہے لیکن اس مقام پر وہ جوابات جو عام آیات فضیلت صحابہ سے شیعہ دیتے ہین اور جس مین سے کچھ اوپر مذکور ہوے اور کچھ رہ گئے ہین اُن باقی ماندہ جوابون کو بیان کرکے قرآن وحدیث ہی سے اُسکا جواب دینا شروع کرتا ہون۔ فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون

سلہ اس کا ترجمہ ازالۃ ... صفحہ ... مین دیکھو ۱۲ منہ

سلہ پارہ ۹۔ سورۂ اعراف رکوع ... ترجمہ ... دیکھو ... ۱۲ منہ

جواب دوسرا شیعون کا آیات فضیلت صحابہ سے

جو کچھ اوپر ہمنے بیان کیا اُسمین صرف یہی جواب شیعون کا ہمنے لکھا ہی کہ مہاجرین مین سے ابو بکر صدیق رضی کی نیت بخیر نہ تھی اب سنیے کہ علاوہ اُسکے اور کیا جواب دیتے ہین شاہ صاحب قدس سرہ تحفہ مین ملا عبد اللہ کی تقریر کو نقل کرتے ہین کہ ملا عبد اللہ نے یہ جواب دیا ہی کہ اللہ جل شانہ نے جو رضامندی اپنی آیۂ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ - مین مہاجرین و انصار کی نسبت بیان کی ہی یہ صرف سبقت ہجرت و نصرت کی نسبت ہی اور خاص اس فعل سے وہ راضی ہوا مگر اس سے جنتی ہونا اُنکا لازم نہین ہوتا اس لیے کہ اُسکے واسطے اُس رضا کا آخر تک باقی رہنا ضرور ہی اور آخر تک رضا باقی رہنے کا حال خاتمے پر ہی اور اس تقریر کو لکھکر شاہ صاحب فرماتے ہین کہ یہ تقریر قواعد اصول کی رو سے درست نہین ہی اس لیے خدائے جل شانہ نے مہاجرین و انصار کی ذات کی تعریف کی ہی اور چونکہ وصف عنوانی مین سبقت ہجرت و نصرت کا ذکر کیا اس لیے یہ صفت غایۂ تعلق رضا کی ہوگی نہ کہ یہی وصف تعلق رضا کے اسکے جواب مین جناب مجتہد صاحب ذو الفقار مین فرماتے ہین کہ [ہنوز باثبات نرسیدہ کہ مراد از سبقت درینجا سبقت فی الہجرۃ ست بس غایت ما فی الباب علت رضا سبقت الی الاسلام یا سبقت الی الموت یا سبقت الی الہجرۃ لا علی الیقین الخ اہ بود و این علت مبہم برآ توہیچ وجہ مفید نمی تواند شد] یعنی یہ سب تقریرین تو اُسوقت کیجاوین جب یہ بات ثابت ہوجاوے کہ مراد و السابقون الاولون من المہاجرین والانصار ہجرت مین سابق ہونا ہی حالانکہ یہی بات ہمارے نزدیک ابھی صاف نہین ہی کہ سابقون سے کیا مراد ہی آیا ہجرت کی سبقت یا اسلام کی سبقت یا موت کی سبقت پس جبکہ علت مبہم ہی تو وہ کچھ مفید مطلب نہین - غرضکہ حضرت نے سارا قصہ ہی طے کر دیا کوئی جھگڑے کی بات ہی نہ رکھی یعنی یہ سب فضیلتین تو جب ثابت ہون کہ و السابقون کے معنی کیا ہین آیا ہجرت مین سبقت کرنیوالے مراد ہین یا کہ اسلام مین سبقت کرنیوالے مقصود ہین یا کہ موت پر سبقت کرنیوالے یعنی مردے مراد ہین پس جب اسی مین شبہہ ہی تو ایسی مبہم بات کی سند کچھ مفید نہین غرضکہ بسبب مبہم ہونے علت رضا کے اس آیت سے کچھ کسی کی فضیلت ہی ثابت نہین ہوتی اور یہ یعنی جو حضرت نے فرمائے ہین یہ بڑے غور و تامل کے بعد فرمائے ہین چنانچہ خود اس سے بیشتر فرما چکے ہین کہ [ایضاً آنچہ بعد تامل و نظر دقیق ظاہر می کردد صفحہ ۵۷ ذو الفقار تا قولہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال -]

اب قبلہ و کعبہ اس تقریر کو اپنی مدلل کرتے ہین او منطقی دلائل سے اس امر کو ثابت فرماتے ہین کہ مراد و السابقون سے موت کی طرف سبقت کرنیوالے ہین یعنی مردے جو مر چکے مراد ہین کما یقول بی و ثانیا اینکہ علت رضای مہاجرین و انصار از حق تعالی مجرد ہجرت و نصرت نمی تواند شد بلکہ نظر دقیق حکم می کنند

کہ رضای آنہا از حق تعالی تسلیم اوامر نواہی او علت ہجرت و نصرت شدہ واین قرینۂ دیگر ست برانیکہ مراد از سابقین سابقین الی الموت اند} یعنی خدا کی رضامندی کا مہاجرین انصار سے سبب یہ تو ہو ہی نہین سکتا کہ فقط ہجرت کرنے سے ساتھ پیغمبر خدا کے یا مدد دینے سے رسول مقبول کو وہ راضی ہو جاوے بلکہ نظر دقیق حکم کرتی ہی کہ انکا خدا سے راضی ہونا اور اُسکے احکام و نواہی کا بجالانا اُنکی ہجرت و نصرت کی علت ہی پس یہ دوسرا قرینہ ہی کہ مراد والسابقون سے سابقین الی الموت ہین یعنی جو کہ مرنے مین سبقت اور پیش قدمی کر گئے اور پہلے سب سے مر گئے فقط سبحان اللہ کیا نظر دقیق ہی جناب قبلہ و کعبہ کی کہ کیا خوب معنی نکالے ہین حقیقت مین بیچارے شاہ صاحب ایسی دقیق نظر کہان سے لاتے جوان باریک نکتونکو سمجھتے کہ مراد والسابقون سے مردے ہین خیر ہم نہایت شکر ادا کرتے ہین مجتہد صاحب کا کہ مردے مہاجرین و انصار تو انہین داخل رکھے اگر وہ والسابقون کے معنی یہی کہتے کہ حضرت آدم مراد ہین کہ انھون نے سب سے پہلے جنت سے ہجرت کی تھی یا حضرت ادریس مراد ہین جنھون نے مدین کو ہجرت کی تھی تو ہم کیا کرتے یا فرمادیتے کہ مراد والسابقون سے جبرئیل و میکائیل ہین جو سب سے پہلے پیدا ہوئے ہین تو ہمارا کیا بس چلتا بہر حال جب معنی ہی بنانا پڑے اور نظم قرآنی کا کچھ لحاظ نہ رہا تو پھر بیسرو پا بات کہدینے والے سے کیا زور چل سکتا ہی جو کچھ وہ رعایت کرے وہی احسان ہی۔

کوئی یہ خیال نکرے کہ قبلہ و کعبہ نے بیدلیل یہ دعوی کیا ہی اس لیے کہ بیدلیل بات کہنا جاہلونکا کام ہی اور یہ حصہ شاہ صاحب کا ہی حضرت کوئی بات بیدلیل و برہان کی زبان پر نہین لاتے چنانچہ اس دعوے کی دلیل مین فرماتے ہین {واین قرینۂ دیگر ست برانیکہ مراد از سابقین سابقین الی الموت اند چہ موت اہل جنت و مشاہدہ درجات را دخلیۂ تام در رضای آنہا از حق تعالی است} کہ والسابقون کی لفظ سے وہ لوگ جو موت کی طرف سبقت کر گئے مراد لینے کا یہ دوسرا قرینہ ہی اس لیے کہ جنت مین پہونچ جانا اور اپنے مراتب اور درجات کا دیکھنا اور آرام سے بہشت مین چین کرنا ان سب باتون کو بڑا دخل ہی کہ وہ لوگ خدا سے راضی ہوے فقط بیشک درست ہی جو لوگ زندہ ہین وہ بسبب اسکے کہ نہ معلوم خدا جنت دیگا یا نہین اور اگر دینے کا یقین بھی ہو تو بہ سبب دنیاوی تکالیف کے وہ خدا سے پورے پورے راضی نہین ہو سکتے جب مر گئے اور خدا نے اُنکو بہشت نصیب کر دی اور آزادی سے جنتون کے لطف اُٹھانے لگے تو وہ بخوبی خدا سے راضی ہو جاوین گے اور نصرت اور ہجرت کا سبب اوپر آپ لکھ ہی چکے ہین کہ یہ کہ وہ خدا سے راضی تھے تو اب کیا شک رہا کہ مراد والسابقون سے وہی لوگ ہین جو اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے مر چکے تھے بے شک جیسا دعوے تھا اُس سے بہت بڑھکر دلیل ہی شیعون اور مقدس لوگونکے ایسے ہی دعوے اور ایسی ہی دلیلین ہوتی ہین نہ ہی نصیب اُس

له عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ سنہ ۱۲۸۴ھ صفحہ ۵۹ سطر ۱۲ سنہ

فرستے کے جسکے ایسے عاقل اور ذکی اور ذہین مجتہد ہون - جو کہ جناب قبلہ و کعبہ نے اپنی کتاب کو نہایت
ہی مدلل اور مبرہن لکھا ہی اس لیے صرف ایک دو دلیل ہی اپنے دعوے پر نہین بیان فرمائین بلکہ
ہر ایک دعوے کو اپنے دلیلون سے ثابت کیا ہی کہ کسی سنی کو جرأت اُسکے رد کرنیکی نہین ہی چنانچہ
اسی آیت کی نسبت جو تمیسرا جواب پایا ہی اُسے بھی مین لکھتا ہون حضرت فرماتے ہین کہ (ثالثاً اینکہ عبارت
مانی الباب آنکہ از آیہ علت بودن ہجرت و نصرت در باب رضای حق تعالی از آنہا و رضای آنہا از و تعالی ثابت
می تواند شد و علۃ اعم ست از ینکہ تامہ باشد یا ناقصہ و استعمال علت ناقصہ در کلام حق تعالی و احادیث
نبوی شیاع تمام دارد و اگر بسبب غباوت ذہن کہ داری درینباب تامل داشتہ باشی پس قرآن مجید را از
اوّل جزء بنظر بصیرت تلاوہ کن و در آیات وعدہ و وعید تامل نما تا صدق این مقال واضح گردد) اس سے
پایا گیا کہ گویا اللہ جل شانہ اُنکی ہجرت و نصرت سے تو راضی ہوا مگر یہ علت ناقص ہی اسلیے انکے سب
کامون سے راضی ہونا ثابت نہ ہوا افسوس ہی کہ مجتہد صاحب ذرا نظم قرآنی کو ملاحظہ نہین فرماتے اور
ترجمۂ لفظی کو بھی نہین دیکھتے اور تحریف معنوی خدا کے کلام مین کرتے ہین بار خدایا تیرا کلام چیستان ہی یا
یہ آیت پہیلی ہی یا کوئی معما ہی جس کے لیے ایسے باریک باریک خیالات کو حضرت قبلہ و کعبہ کام فرماتے ہین چار
لفظ اس آیت کی ہین ذرا اُسکا ترجمہ کرین اور سمجھ لین اے مومنین ذرا سنو کہ اس آیت کا ترجمہ لفظی بھی
ہی جو مین بیان کرتا ہون یا اور کچھ اول الفاظ آیت کے سنو کہ یہ ہین - وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ
الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اور اب ترجمہ اسکا سنو کہ یہ ہی ترجمہ - اور آگے بڑھجانے
والے پہلے ہجرت کرنیوالون سے اور مدد دینے والون سے اور وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہین اُنکی
ساتھ نیکی کے راضی ہوا اللہ اُن سے اور راضی ہوے وہ اُس سے اور تیار کین واسطے اُنکے
بہشتین چلتی ہین نیچے اُنکے نہرین رہنے والے بیچ اُسکے ہمیشہ یہ ہی مراد پانا بڑا -
اب خیال کرو کہ جو علتین تامہ اور ناقصہ مجتہد صاحب ان صاف لفظون مین پیدا کرتے ہین یہ
تحریف ہی یا نہین اور اگر ایسی ہی علتون کو خدا کے کلام مین دخل دیا جاوے تو سارا قرآن
بازیچۂ طفلان ہو جاوے اور کسی آیت اور کسی حکم پر عمل کرنا جائز اور تصدیق کرنا ممکن نہ ہو -
اللہ جلشانہ تو صاف صاف فرماتا ہی رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کہ مین اُن سے اور وہ مجھ سے راضی حضرت
فرماتے ہین کہ یہی علت رضا مندی کی ناقص ہی وہ سب باتون سے راضی نہین ہی بلکہ صرف
ہجرت اور نصرت کے سبب سے راضی ہی اور گو حضرت نے صاف نہین فرمایا مگر مطلب یہی ہی

کہ غصب خلافت اور عداوت اہل بیتؑ کے سبب سے ناراض ہے۔ اس لیے اے میرے بندو
اس رضامندی کو تام یعنی پوری نہ سمجھنا اور اس سے مہاجرین و انصار کو اچھا نہ جاننا افسوس ہی
کہ قبلہ و کعبہ نے یہ نفرمادیا کہ قرآن میں یہ بھی تھا کہ اگر کسی کو شک ہو اور میری آیتوں سے یہ مطلب
کوئی نہ سمجھے تو مجتہد سے پوچھ لینا کہ وہ علت تامہ و ناقصہ کا بیان کرکے اچھی طرح سمجھا دینگے
اور یہ جو مجتہد صاحب نے فرمایا کہ والسابقون سے مراد ضرور مُرے ہین اس لیے کہ خدا اُنکے
حال سے خبر دیتا ہی کہ وہ خدا سے راضی ہوئے اور یہ امر معلوم ہی کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو یہ مناسب تھا
کہ خدا فرماتا یرضون یعنی بصیغہ مضارع کے کہ وہ راضی ہون گے خدا سے چنانچہ الفاظ حضرت کے یہ
ہین کہ ؎ زیرا کہ جناب حق سبحانہ و تعالی از حال ایشان خبر میدہد کہ ایشان از خدای خود راضی شدند
و معلوم ست کہ اگر انہا زندہ می بودند مناسب این بود کہ حق تعالی بصیغہ مضارع کہ یرضون باشد این مطلب
را ادا نماید نہ بصیغہ ماضی۔

پس اوّل تو یہ فرمانا حضرت کا کہ معلوم ست کہ اگر انہا زندہ می بودند۔ ہمکو معلوم نہین یہ جناب ہی کو
معلوم ہوگا اور دنیا مین بندون کا خدا سے راضی ہونا آپ ہی کے نزدیک بعید از قیاس ہوگا ورنہ ہمکو
یہ معلوم کیا بلکہ یقین ہی کہ جتنے خاص بندے اللہ جل شانہ کے ہین وہ اُس سے دنیا مین بھی راضی ہین
اور کیسے ہی کچھ درد اور دُکھ پاوین وہ راضی رہتے ہین تو زندون کی نسبت رضوا عنہ کا مضمون آپ کو
باعث تعجب ہوگا کیونکہ آپ حالت زندگی مین خدا سے راضی نہین رہے ورنہ ہمتو اسے یقینی جانتے ہین۔
دوسرے یہ سب علتین تامہ اور ناقصہ اور صیغہ ماضی مضارع کے احتمالات اور استدلال صرف
بیچارے مہاجرین اور انصار ہی کی نسبت ہین یا کہ اہل بیت علیہم السلام کی نسبت بھی پس جو تقریرین آپ
صحابہ کی نسبت کرتے ہین اور جس طرح آیات فرقانی مین آپ مہاجرین و انصار کی فضیلت باطل کرنیکے لیے
تحریفات اور احتمالات کرتے ہین اگر خوارج و نواصب اہل بیت علیہم السّلام کی نسبت کرین تو آپ کیا جواب
دینگے جو آپ اُنکو جواب دین وہی ہماری طرف سے تصور فرماوین۔

تیسرے مجتہد صاحب نے احتمالات کرکے ان آیتون کے معنی بدلنے مین ایک بڑی خطا کی اور
بوجہ اسکے کہ اس کتاب کے لکھنے مین بہت عجلت کی تھی ایک بہت بڑی بات بھول گئے کہ والسابقون
الاولون مین جناب امیر علیہ السلام بھی داخل ہین اور اُنکی فضیلت پر بھی یہی آیتین سند لائی جاتی
ہین اور کہا جاتا ہی کہ وہ سب سے اول اور سابق ہین اسلام مین اور ہجرت مین پس جب والسابقون
سے مراد مرے لیے گئے اور کوئی زندہ اُس مین داخل نہ رہا تو پھر جناب امیر بھی اُس سے خارج ہوگئے

عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ ۱۲۸۱ صفحہ ۸۱ سطر ۱۷ ۱۲ منہ

بار خدایا تب شاید یہ کہین کہ زندون مین صرف وہی اس آیت کے مصداق ہین اور باقی سب مرے مراد ہین اور اگر کوئی اس تخصیص کی وجہ پوچھے تو پھر وہی شیوہ اپنا اختیار کرین اور اپنی تشنیع پر آجاوین یعنی گالیان دینا شروع کرین اور غبی اور کودن اور احمق فرما کر اُسکی بات نہ سنین جیسا کہ اسی مقام پر علت تامہ و ناقصہ کے نہ سمجھنے پر شاہ صاحب کی نسبت فرماتے ہین کہ { اگر بسبب غباوت ذہن کہ داری در نیافتہ تامل داشتہ باشی پس قرآن مجید را از اول جز بنظر بصیرت تلاوت کن و در آیات وعدہ وعید تامل نما تا صدق این مقال واضح گردد }

چوتھے جناب قبلہ وکعبہ کا ماضی مضارع کے صیغون سے بحث کرنا درحقیقت دائرہ تشنیع کو تنگ کرنا ہے اس لیے کہ پھر بہت سی آیتین فضیلت اہل بیت کی انھین صیغونکی بحث سے نکل جاوین گی اور ایسے اعتراض کرنیوالون کا جواب دینا مشکل ہوگا اس سے قواعد نحو وصرف کا نام ہی زبان پر نہ لائیے ورنہ اگر کوئی پوچھ بیٹھے کہ يُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا صیغے مضارع کے ہین اور معنی ماضی کے لیے جاتے ہین اس لیے کہ بعد وفا کرنے نذر کے اور بعد کھلا دینے کھانے کے مسکینون اور یتیمون اور اسیرون کو یہ آیات شان مین جناب فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کے نازل ہوئین تو کیا آپ جواب دینگے اور اگر کوئی کہے کہ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا سب صیغے ماضی کے ہین اور معنی مضارع کے مراد لیے جاتے ہین تو آپ کیا فرمائین گے۔ پس اگر فرض بھی کیا جاوے اور آپکا قول تسلیم بھی کیا جاوے کہ { مناسب این بود کہ حق تعالی بصیغہ مضارع کہ یرضون باشد این مطلب را ادا نماید نہ بصیغہ ماضی } تو اُسکا جواب یہ ہے (کہ حق تعالی امرے را کہ یقینی وقطعی ست بصیغہ ماضی ادا نماید چنانکہ در فضائل اہل بیت امری را کہ بعد از قیام قیامت ظہور خواہد یافت بصیغہ ماضی ادا کردہ حیث قال تبارک تعالی فوقہم اللہ شر ذلک الیوم ولقہم نضرۃ وسرورا الخ ہمچنین رضای سابقین اولین از مہاجرین وانصار زیرا کہ در آخرت علو مرتبہ خود را دیدہ راضی خواہند شد بصیغہ ماضی ادا کردہ وبرای این حکم فرمودہ کہ رَضُوا عَنْهُ۔) اور اگر آپ کو ماضی مضارع کے صیغون مین شک ہو اور ایک سے دوسرے معنی مراد لینا آپ کے نزدیک خلاف فصاحت وبلاغت ہو تو ذرا میزان الصرف اُٹھا کر دیکھیے اور بدان اسعدک اللہ تعالی کے معنی سوچیے کہ معنی اسکے نیکبخت کند ہین یا نیکبخت کردہ ہین اور پھر غور کیجیے کہ صیغہ تو ماضی کا ہے اور معنی حال کے لیے جاتے ہین تو اس شک کے دور کرنیکے لیے اُسکا حاشیہ دیکھ لیجیے تا کہ آپ کو معلوم ہو کہ کیون ماضی کے صیغے سے

حال کے معنی لیے جاتے ہین اور بعد اُسکے اگر انصاف ہی تو قصور کا اقرار کیجیے ورنہ ایک روز تو
اقرار کرنا ہی پڑیگا جبکا ذکر خدا نے بصیغۂ ماضی کے کیا ہی حالانکہ ہنوز وہ روز نہین آیا کما قال
سبحانہ تعالیٰ وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحٰب السعیرہ فاعترفوا بذنبہم فسحقا لاصحٰب السعیر
پس حضرات شیعہ کے تعصب و عناد بلکہ جہالت و نادانی کو دیکھنا چاہیے کہ صرف اصحاب نبوی کی
عداوت سے آیات قرآن مجید کے ایسے معنی بناتے ہین کہ حضرت علی بھی اُس سے خارج ہوے جاتے
ہین اور اُنپر بھی اطلاق اس فضیلت کا نہین ہوسکتا پس جبکہ شیعون نے اپنے ہی پہلے امام کو اس
آیت کے مصداق سے خارج کر دیا تو اگر ہمارے تین خلیفون کو بھی نکال دیا تو جای شکایت نہین ہی
اِس مقام پر یہ امر بھی لکھنا خالی فائدہ سے نہین ہی کہ جناب شاہصاحب نے تحفۂ اثنا عشریہ مین فرمایا ہی
کہ اگر مہاجرین و انصار کی نسبت ان آیتون کے یہ معنی مراد لیے جاوین کہ رضامندی خدا کی اُن کی
ذات سے متعلق نہین ہی بلکہ اُنکی صفت ہجرت و نصرت سے اور کامل رضامندی موقوف ہی حسن خاتمہ
پر تو آیۂ موالات جس سے ثبوت خلافت حضرت علی کا کیا جاتا ہی اُن مین بھی تو یہی جرح ہوسکتی ہی کہ کہا
جاوے کہ (ولایت شما باین وصف متعلق ست یعنی اقامت صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ در حالت رکوع و بقاء
این وصف مشروط ست بحسن خاتمہ وکذا وکذا) بجواب اسکے مجتہد صاحب فرماتے ہین کہ {اما آنچہ درین
مقام درباب آیۂ ولایت بہ ترانۂ بیہودہ مترنم گردیدہ پس از قبیل قیاسی ست مع الفارق چہ احتمال چنین
تقییدات دور از کار در آیۂ ولایت خلاف اجماع اہل اسلام ست پس از معرض اعتبار ساقط باشد}
سوای ان لفظون کے حضرت نے اور کچھ نہین لکھا اور گالی دیکر سکوت اختیار کیا اور یہ فرمانا کہ آیۂ موالات
مین ایسے احتمالات بعیدہ کرنا خلاف اجماع اہل اسلام ہی باعث صد ہزار حیرت ہی اس لیے کہ اگر
اہل اسلام سے مراد صرف حضرات شیعہ ہین تو یہ فرمانا مسلم لیکن اگر اور سب فرقے اسلام کے مراد
ہین تو اُنکے اجماع کا دعوی محض غلط ہی ھاتوا برہانکم ان کنتم صادقین ۔

ای حضرات امامیہ ذرا اپنے مجتہدین کی توجیہات اور احتمالات پر خیال کرو کہ وہی احتمال مہاجرین و
انصار کے حق مین تو جائز بلکہ واجب سمجھا جاوے اور وہی احتمال جناب امیر کے حق مین ممتنع اور محال ہو
اگر کہا جاوے کہ یہ بمقتضای محبت عداوت ہی تو ہم قبول کرینگے لیکن یہ بھی اُسکے ساتھ عرض کرینگے
کہ یہ مقتضای ایمان اور انصاف نہین ہی - اس جواب پر مجھے ایک شکایت بہرام گور کی یاد آئی حکایت
کہ اُس نے ایک مرتبہ گورکا شکار تیر سے کیا اتفاق سے تیر اُسکے مُنہ پر ایسا لگا کہ منہ سی گیا ایک لونڈی سے
بہرام گور نے اپنی تعریف کی اُسکی زبان سے نکل گیا کہ مشق اور تعلیم کے متعلق ہی بہرام گور نے خفا

ہوکر نکال دیا اُس نے یہ مشق شروع کی کہ گاے کے بچے کو گود مین لیکر ہر روز دو وقت بالاخانہ پر چڑھا و
یہان تک کہ جب وہ بچہ بڑا ہوا تب بھی بسبب مشق کے فوراً بالاخانے لیجا سکتی یہ خبر بادشاہ نے سنی
وہ بھی گیا دیکھ کر کیا کہتا ہی کہ مشق و تعلیم سے متعلق ہی تب لونڈی نے دست بستہ ہوکر عرض کی کہ
جہان پناہ آپ جب گورکو تیر سے شکار کرین تو وہ مشق سے متعلق نہو اور جب مین اُس سے بہت
زیادہ حیرت انگیز کام کرون وہ مشق کے متعلق سمجھا جاوے یہ کون انصاف ہی کما قال قائل شعر

گفت شہ را ندامتی ست عظیم — گاو تعلیم گور بے تعلیم

وہی حال ہی بعینہ مجتہد صاحب کا کہ ایسی صریح اور صاف آیت مین جیسی کہ وَالسَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ مِنَ
الْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنْصَارِ ہی احتمالات علت تامہ اور ناقصہ کے کرین اور اونکے علما علت رضای آلہی کو جس
فعل خاص کا کہین اور جب کوئی آیہ موالات سے معارضہ کرے جس مین صرف یہ ہی کہ يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ
رَاكِعُونَ کہ دیتے ہین زکوۃ کو درانحالیکہ وہ رکوع مین ہوتے ہین اور اسکی لفظون سے کچھ بھی معلوم نہین ہوتا
کہ وہ لوگ کون ہین صیغہ جمع کا ہی اور معنی واحد کے لیے جاتے ہین اور زکوۃ کے معنی خیرات کے کیے جاتے
ہین اس لیے کہ یہ ظاہر ہی کہ حضرت علی اتنا مال نہ رکھتے تھے کہ زکوۃ اُنپر واجب ہوا اور پھر رکوع و سجود
مین کسی دوسرے کی بات سننا گو وہ سائل اور محتاج ہی ہو خلاف خلوص نماز کے بھی ہی پس باوجود ان
سب باتون کے جب کوئی کہے کہ وہ احتمالات جو مہاجرین و انصار کی فضیلت کے آیات مین آپ کرتے
ہین وہ اس آیت مین ہو سکتے ہین بلکہ اُس سے بھی بہت کچھ زیادہ تب فرما دین کہ یہ بیہودہ ترانہ ہی اور خلاف
اجماع ہی حقیقت یہ ہی کہ جب انسان انصاف و ایمان اور حیا کا پابند نہ رہے تب مختار ہی جو چاہے
سو کہے و لنعم ما قیل اذا القیت جلباب الحیاء فقل ما شئت فان من لا حیاء لہ لا ایمان لہ۔

اَب جو تھے معنی وَالسَّابِقُونَ کے سنیے جو مجتہد صاحب بیان فرماتے ہین حضرت ذوالفقار مین لکھتے
ہین کہ {اقوال بعضی از علما دلالت می کند کہ مراد از سبقت فی الہجرۃ مہاجرت بنی ہاشم ست از مکہ} یعنی
بعضی علما کا قول ہی کہ مراد سبقت ہجرت سے بنی ہاشم کی ہجرت ہی جو انھون نے مکے مین کی تھی لوگ
حیران ہونگے کہ مکے سے مکے مین کون سی ہجرت ہی اس لیے مین اُسکی تصریح کرتا ہون کہ جب کفار
نے حضرت کو بہت ستایا تب شعب ابوطالب مین حضرت نے قیام فرمایا اور کئی برس تک وہان رہے
پس اسکا نام حضرت نے ہجرت رکھا ہی یعنی ایک گھر سے دوسرے گھر مین جانا شاید یہ معنی اس لیے ایجاد کیے
ہوے ہون تاکہ اپنے اور اپنے (یعنی مجتہد صاحب کے) شیعون کی نسبت بھی ہجرت کا اطلاق کر سکین اسلیے کہ حضرت یقیناً
ایک دن مین سو جگہ بدلتے ہون گے اور جبکہ جگہ بدلنے ہی کے معنی ہجرت کے ہوے تو پس حضرت اور

حضرت کے شیعہ دن بھر مین سو سو دفعہ ہجرت کے ثواب کے مستحق ہون گے اور بعض علما سے جنکا قول حضرت نے بیان کیا ایک جناب قاضی نور اللہ شوستری شہید ثالث ہین کہ وہ مصائب النواصب مین بجواب نواقض الروافض کے لکھتے ہین کہ { فاطمہ صاحب النواقض تبعاً للجمہور ان ابابکر و عمر کانا من المہاجرین السابقین الاولین انما ہو تحریص و زور بل السابقون الاولون ہم الذین ہاجروا ہجرۃ الاولی وہی ہجرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی حصارہ بمکۃ حین ہاجرت قریش بنی ہاشم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی شعب عبد المطلب اربع سنین والامۃ مجمعۃ علی ان ابابکر و عمر لم یکونا معہم فی ذلک الموطن } یعنی ہجرت کے کہ مکے سے مکے ہی مین ہجرت کرنا ایسی ہمعنی اور نئی اصطلاح ہی کہ ہنسنے کے لیے اس سے زیادہ کوئی لطیفہ نہ ملیگا میرے نزدیک مجتہد صاحب نے غلطی کی کہ مہاجرین و انصار سے آدمی مراد لیے اور ناحق معنی بنانے کی تکلیف اُٹھائی مناسب تھا کہ سابقین مہاجرین سے مراد حضرت جبرئیل کو لیتے کہ وہ سب سے اول سدرۃ المنتہی سے ہجرت کرکے مکے مین آئے اور انصار سابقین سے مراد حضرت عزرائیل لیتے جنھون نے بڑے بڑے دشمنون کو پیغمبر صاحب کی مدد کرکے ہلاک کیا اور اُنکی روحین قبض کین پس حقیقت مین کامل اور صحیح ہجرت حضرت جبرئیل کی اور پکی اور پوری نصرت حضرت عزرائیل کی ہی اور خدای جل شانہ کے کلام سے تصدیق بھی اس مضمون کی بخوبی ہوتی خصوصاً رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا مضمون تو انپر ایسا ٹھیک صادق آتا کہ کسی سنی جاہل کو کچھ جای اعتراض نہ رہتی اس لیے کہ سچی رضامندی خدا کی فرشتون سے ہی اور فرشتون کی خدا سے جنکی شان ہی کہ ذرہ برابر خلاف مرضی خدای جل شانہ کے کچھ نہین کرتے اور فرشتون مین سب سے سابق اور اول حضرت جبرئیل اور میکائیل ہین تو کیا باعتبار لفظون کے اور کیا بلحاظ معنی کے یہ مضمون ایسا چسپان ہوتا کہ فرشتے بھی داد دیتے۔

پانچوین معنی والسابقون کے { یا ہجرت بطرف حبشہ کہ بمراتب پیشتر از ہجرت مدینہ بودہ پس درین صورت ابی بکر را شرف سبقت ہجرت صوری ہم نخواہد بود } مجتہد صاحب نے تو فقط اس دعوے ہی پر قناعت فرمائی اور اتنا کہ کر سکوت کیا لیکن صاحب تقلیب المکائد نے بجواب کید نود و یکم کے اس دعوے کو اپنے نزدیک مدلل بھی کیا ہی وہ کہتے ہین کہ { اصحاب ثلثہ از مہاجرین اولین نبودند چنانچہ در صحیح بخاری مذکور ست عن ابی موسی قال بلغنا مخرج النبی ونحن بالیمن فخرجنا مہاجرین الیہ الخ } مؤلف موصوف نے ایک بہت بڑی حدیث نقل کرنے سے یہ فائدہ تصور کیا ہوگا تاکہ لوگون کو معلوم ہو کہ خود اہل سنت کی صحیح بخاری سے ثابت ہوتا ہی کہ خلفاء ثلثہ مہاجرین اولین سے نہ تھے لیکن یہ محض غلطی حضرت کی ہی اس لیے کہ اُس حدیث سے جس قدر ثابت ہو سکتا ہی وہ یہی

ثابت ہوتا ہو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اصحاب سفینہ تمھارے لیے دو ہجرتین ہین
اور یہ حضرت نے نہین فرمایا کہ تمھین والسابقون الاولون مین ہو اور اس سے کوئی سنی انکار نہین کرتا
کہ جن لوگون نے حبشہ کو ہجرت کی وہ مہاجر نہین اور اُنکے درجات او مراتب مین کچھ جای سخن ہو بلکہ وہ
زمانہ تو پیغمبر صاحب کا تھا اُسوقت کافرون کے خوف سے کسی ملک کو چلا جانا کیونکر ہجرت مین داخل ہوگا جبکہ
قیامت تک ہجرت کا حکم اور ثواب باقی ہی اگر کلام ہی تو اسمین ہی کہ آیت جسکا ذکر ہی یعنی والسابقون الاولون
مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنصَارِ اُس سے کون ہجرت کرنیوالے مراد ہین آیا وہ جو کہ حبشہ کو ہجرت کرکے گئے یا وہ جو کہ کے
سے مدینے کو آئے پس اس بڑی لمبی چوڑی حدیث مین اگر ایک لفظ بھی ایسا ہو کہ مراد السابقون
الاولون سے مہاجرین حبشہ ہین تو بیشک ہم تسلیم کرین علاوہ برین ہم حضرات شیعہ سے کہتے ہین کہ جس
طرح پر حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم حبشہ کو ہجرت کرکے نہین گئے اسی طرح جناب امیر بھی حبشہ
کو نہین گئے پس جس دلیل سے اور جس وجہ سے خلفاء ثلثہ مہاجرین اولین سے خارج کیے جاتے ہین
وہی وجہ حضرت امیر کی نسبت بھی ہو سکیگی وہ بھی خارج کردیے جاوینگے اور اُنکی نسبت بھی مہاجرین
اولین کی فضیلت کا اطلاق نکروگے نعوذ باللہ منہا پس جس طرح پر حضرت مجتہد صاحب نے فرمایا کہ مراد
از ہجرت بطرف حبشہ کہ مراتب پیشتر از ہجرت مدینہ بود پس درینصورت ابی بکر را شرف سبقت ہجرت
صوری ہم نخواہد بود کوئی خارجی ایسی تقریر کو جناب امیر علیہ السلام کی نسبت معارضے مین پیش کرے تو معلوم
نہین کہ اُسوقت کسکے لیے کیا جواب مجتہد صاحب نے سوچا ہی۔ جو کہ ہم سامنے تار و پود کو مجتہد صاحب
کے درہم برہم کر چکے اس لیے اب اس آیت کے اصلی معنی لکھتے ہین جو کہ مفسرین شیعہ نے اپنی تفسیر مین
بیان کیے ہین تاکہ اس سے معلوم ہو جاے کہ یہ تقریرین جو مجتہدان شیعہ نے کی ہین لغو و پوچ ہین یا کچھ اصلیت رکھتی
ہین علامہ طوسی مجمع البیان مین لکھتے ہین کہ لما تقدم ذکر المنافقین والکفار عقبہ سبحانہ بذکر السابقین
الی الایمان فقال والسابقون الاولون ای السابقون الی الایمان والی الطاعات وانما مدحہم بالسبق
لان السابق الی الشئ یتبعہ غیرہ فیکون متبوعا وغیرہ تابع لہ فہو امام فیہ وداع لہ الی الخیر سبقہ الیہ کذلک من
سبق الی الشر یکون اسوء حالا بہذہ العلة من المہاجرین الذین ہاجروا من مکة الی المدینة والی الحبشة
والانصار ای ومن الانصار الذین سبقوا نظرائہم من اہل المدینة الی الاسلام ومن قرأ والانصار
بالرفع لم یجعلہم من السابقین وجعل السبق للمہاجرین خاصة والذین اتبعوہم باحسان ای افعال الخیر
والدخول فی الاسلام بعدہم وسلوک مناہجہم ویدخل فی ذلک من یجی بعدہم الی یوم القیمة رضی اللہ عنہم ورضوا
عنہ خبر سبحانہ انہ رضی عنہم ورضوا عن اللہ لما اجزل لہم من الثواب علی طاعاتہم وایمانہم بہ

ویلقنیهم واعدلهم جنات تجری تحتها الانهار خالدین فیها ابدا یبقون ببقاء اللہ فقال ذالک الفوز العظیم ای الفلاح العظیم الذی یصغر من جنسہ کل نعیم وفی هذه الآیة دلالة علی فضل السابقین ومزیتهم علے غیرهم لما لحقهم من انواع المشقة فی نصرة الدین فمنها مفارقة العشائر والاقربین ومنها مباینة المالوف من الدین ومنها نصرة الاسلام وقلة العدد وکثرة العدد ومنها السبق الی الایمان والدعاء الیہ} علاوہ اسکے دوسری تفسیر سنیے کہ صاحب خلاصة المنہج لکھتا ہے {السابقون الاولون یعنی پیشی گزیدگان پیشینیان ای آنہا کہ سبقت گرفتند بر عامہ مومنان در ایمان من المهاجرین از مہاجرین اے آنانکہ از مکہ ہجرت کردند و بمدینہ آمدند} ان تفسیرون سے جو معنی مہاجرین کے معلوم ہوے اور جو فضائل اُنکے ثابت ہوے اُسکے لیے اُسکا ترجمہ ہی کافی ہے زیادہ لکھنا کچھ ضرور نہین اگر اسپر بھی سیری نہ ہووے تو مین دوسری آیت کی تفسیر سناتا ہون جسمین ہجرت کا ذکر ہے یعنی اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ هاجروا کے اخیر مین مفسر طوسی مجمع البیان مین لکھتے ہین کہ {هاجروا من دیارهم واوطانهم یعنی من مکة الی المدینة} پس ان سب تفسیرون کو طاق نسیان پر رکھدینا اور ان ساری فضیلتون کو جسے خود علماء امامیہ نے ان آیتون کی تفسیر مین بیان کیا ہے نہ دیکھنا اور سابقون کی لفظ سے سبقت الی الموت مراد لینا اور ہجرت کے معنی شعب ابو طالب مین نقل مکان کرنا کتنا نتیجۂ تقدس اور ثمرۂ اجتہاد ہے دگر ہیچ

تیسرا جواب شیعون کا آیات فضیلت صحابہ سے

بعض دانشمندون نے یہ جواب دیا ہے کہ جو ذکر رضامندی کا اللہ جل شانہ نے مہاجرین و انصار کی نسبت قرآن مجید مین کیا ہے اُس سے سب مہاجرین و انصار مراد نہین ہین بلکہ خاص خاص کو ظاہر مین کچھ تخصص نہین کی چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری اپنی مصائب مین فرماتے ہین کہ {بل هم یقولون ان شهادته تعالی لهم بالرضاء ومن اتبعهم باحسان یمکن ان یکون خصوصا من قول اللہ تعالی وان کان یخرج الکلام للعموم وهذا فی کتاب اللہ موجود من خطاب الخصوص هو عموم ومن خطاب العموم وهو خصوص لمن استقام منهم دون من لم یستقم والنظر یدلنا علی ان اللہ عز وجل انما رضی عمن استقام فی طاعته وان الجنة وعدها لمن سارع الی مرضیاته وتجنب عن معاصیه ومن خرج عن هذه الحال کان محالا ان یستحق الرضاء من اللہ تعالی فما لهم ایضا فی هذا الحال تجنبہ} قاضی صاحب مؤلف نواقض الروافض سے مخاطب ہو کر فرماتے ہین

کہ جو تمنے کہا کہ شیعون کا قول ہی کہ یہ بشارتین صحابہ کے لیے مثل غصب ہونے خلافت کے ہین سو
یہ تمہارا افترا ہی شیعون کا یہ قول نہین ہی بلکہ صحابہ کی فضیلت کی آیتون سے شیعی یہ جواب دیتے ہین
کہ خدا کا اپنی رضا بہ نسبت اُنکے شہادت دینا گو بظاہر کلام آلہی مین عام واقع ہوا ہی مگر مراد
اُس سے خاص خاص لوگ ہین اور قرآن مجید مین ایسا بہت جگہ واقع ہی کہ کلام عام ہی اور مراد
اُس سے خاص ہین یا کلام خاص ہی اور مراد اُس سے عام ہین اور غور کرنے سے یہ بات صحیح معلوم
ہوتی ہی اس لیے کہ خدا انہین راضی ہوا مگر اُس سے جو کہ اُسکی طاعت مین ثابت قدم ہوا اور جنت
نہین طاری کی گئی مگر اُسکے لیے جو کہ اُسکی مرضی پر چلا اور اُسکے گناہون سے بچا اور جو اس حال پر ثابت
قدم نہین رہا اور اس سے نکل گیا محال ہی کہ وہ خدا کی رضا کا مستحق ہو پس سنیون کے پاس کیا حجت ہی
فقط اس تقریر کے اخیر پر قاضی صاحب فرماتے ہین کہ الحمد للہ یعنی ہمنے خوب مدلل تقریر کی اور
سنیون کے قول کو خوب رد کیا مگر حقیقت مین یہ قول بھی کَسَرَابٍ بِقِیْعَۃٍ یَّحْسَبُہُ الظَّمْاٰنُ مَآءً محض دھوکہ
ہی - چنانچہ اُسکی غلطی ہین چند وجوہ سے ثابت کرتا ہون - اوّل قاضی صاحب نے اس
امر سے انکار کیا کہ شیعون کا یہ قول نہین ہی کہ بعد غصب خلافت کے مہاجرین و انصار اس فضیلت
سے مستثنی ہو گئے لیکن بعد اُسکے وہ تقریر کی جس سے ثابت ہوا کہ حضرت بھی یہی کہتے ہین اسلیے
کہ خدای جل شانہ تو رضامندی اپنی بیان کرتا ہی ہجرت اور نصرت اور بیعت رضوان سے اور یہ سب امور
واقع ہو چکے تھے اور بعد وقوع اُنکے یہ آیتین اُنھین افعال کی مقبولیت مین نازل ہوئین تو اب دو
باتین ثابت کرنی چاہیین یا یہ کہ خلفای ثلثہ اور دیگر مہاجرین و انصار نے یہ کام نہین کیے نہ اُنھون نے
ہجرت کی نہ اُنھون نے نصرت اور بیعت کی تا کہ وہ لوگ اس رضا سے مستثنی ہو جاوین یا یہ ثابت کیجیے
کہ بعد اس فعل کے اُنسے ایسے افعال ہوے جنکے سبب سے وہ مستحق اس رضامندی کے نہ رہے اور وہ فعل
سوا ے غصب خلافت اور عداوت اہل بیت کے دوسرا کوئی نہین ہی تو اس سے وہی بات ثابت
ہوئی جسکا انکار کیا تھا لیکن بغیر ان دو امرون سے کسی ایک امر کے اقرار کرنیکے یہ بات کہ مہاجرین کی
ہجرت کو بھی قبول کرنا انصار کی نصرت کا بھی اقرار کرنا اور بیعت الرضوان کی شرکت کو صحیح جاننا اور ان آیتونکو
انھین کامون کے صلہ مین نازل سمجھنا اور پھر مہاجرین و انصار کو اُس عموم سے خارج کرنا نہ عقلاً
درست ہی نہ نقلاً - عقلاً اس لیے کہ جب خدای جل شانہ فرماتا ہی کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کہ مین مہاجرین
و انصار سے راضی ہوا اور وہ مجھ سے راضی ہوے اور اگر کوئی شک کرے کہ ہجرت و نصرت کے لیے ایمان
شرط ہی اور مہاجرین و انصار ایمان نہ رکھتے تھے اُنکے گمان و وہم کے باطل ہونے پر خدا دوسری

پارہ ۲۶ سورۂ
نور رکوع ۵ -
ترجمہ جیسے ریت
جنگل مین پیاسا
اوسکو پانی
سمجھے ۱۲
موضح القرآن

آیت مین فرماتا ہی کہ وَالَّذِینَ آمَنُوا وَہَاجَرُوا وَجَاہَدُوا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ وَالَّذِینَ آوَوا وَنَصَرُوا أُولٰئِکَ
ہُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ط کہ جن لوگون نے خدا اور رسول کی تصدیق کی اور جو اپنے گھر مکہ چھوڑکر مدینہ مین
ہجرت کر آئے اور جنھون نے اعلاء دین خدا کے لیے جہاد کیا اور جنھون نے اُن لوگون کو
اپنے یہان پناہ دی اور پیغمبر خدا کی مدد کی وہی لوگ سچے ایمان والے ہین پس ایسی صریح آیتون
سے مہاجرین و انصار کو خارج کرنا نصوص قطعیہ سے انکار کرنا ہی اس لیے کہ اس آیت مین
خدائے تبارک و تعالی یہ نہین بیان کرتا ہی کہ جو لوگ ایمان لاوین گے اور نیک کام کرین گے
اُنکو مین جنت دونگا کہ یہان بقای حکم اور خصوص و عموم سے بحث کیجاوے بلکہ یہان تو ایک امر
گذشتہ اور ایک گروہ خاص کے ایمان سے خبر دیتا ہی اور اُنکے مومن ہونے کو تصدیق کرتا ہی اسی لیے
کہ کوئی کچھ شبہہ نکرے اور اُس طائفہ کی نسبت عموم خصوص کی قید نہ لگاوے اور اسی لیے اولٰئک
ہم المومنون حقا کو فرمایا کہ وہی لوگ جنھون نے ہجرت کی اور جنھون نے نصرت کی یعنی مہاجرین و
انصار وہی سچے مومن ہین پس یہ جملہ خبریہ ہی نہ انشائیہ اور از قبیل اخبار ہی نہ از قبیل امر و نہی پس کسیطرح
نسخ کا بھی شبہہ اسمین نہین ہو سکتا اس لیے اخبار مین نسخ واقع نہین ہوتا ورنہ جو قصے حضرت آدم
اور حضرت موسی اور حضرت یوسف وغیرہ انبیای کرام علیہم السلام کے خدا نے قرآن مجید مین فرمائے
ہین سب سے یقین جاتا رہے اور انجام اور خاتمے کے معلوم نہ ہونے کا احتمال کرکے یقین اُنپر نہ رکھا
جاوے اور عموم اور خصوص کی قید لگاکر سارے قرآن شریف مین تحریف کر دیجاوے پس باوجود
ایسے نص صریح کے مہاجرین و انصار کو مومن نہ کہنا حقیقت مین ایسا ہی جس طرح پر انبیا کی نبوت
اور اصحاب کہف کی فضیلت اور اخبار ماضیہ مذکورہ قرآن کی صحت سے انکار کرنا کیونکہ اگر کوئی اعتراض
کرے کہ ہم اصحاب کہف کے سچے ایمان کے قائل نہین ہین اسلیے کہ معلوم نہین کہ وہ قیامت مین نیکو نین
ہونگے یا معاذ اللہ دوسرے گروہ مین اور یہ بھی ہمکو معلوم نہین کہ اُنکی نیت بخیر تھی یا نہین اس لیے
کہ نیت امری ست باطنی آور یہ بھی ممکن ہی کہ سب اصحاب کہف با ایمان نہون اس لیے کہ خدا کے
کلام مین اکثر عموم و خصوص ہی کہ کلام عام ہوتا ہی اور مراد اُس سے خاص ہوتی ہی پس ایسے احمق
ملحد کے جواب مین سوای اسکے کیا کہوگے کہ خدای جل شانہ صاف اونکے حال کی خبر دیتا ہی کہ
انہم فتیۃ آمنوا بربہم وزدناہم ہدی ہ اور خدا اُنکے ایمان اور ہدایت کی صاف یہ جملہ خبریہ خبر
دیتا ہی تو ایسے نص قطعی مین احتمالات کرنا اور اُن مین عموم خصوص کے شکوک پیدا کرنا خدا کے
کلام سے انکار کرنا ہی پس اسی طرح پر براہ مہربانی مہاجرین و انصار کے ایمان پر یہ خیال کرنا کہ

خدای پاک اُنکے حق مین بھی صاف فرماتا ہی کہ والذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ اولئک هم المومنون حقا - اور یہ جملۂ خبریہ اُنکے ایمان کو بیان کرتا ہی پس جب ایسی نص صریح سے کوئی انکار کرے اور پھر بھی مہاجرین وانصار کو مومن نہ کہے وہ ایسا ہی ہی جیسا کہ منکر ایمان اصحاب کہف کا یا نہین اور ایسے نصوص صریح کا منکر ملحد اور مرتد ہی یا نہین ذلک من آیات اللہ من یہد اللہ فہو المہتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا

دلیل نقلی اگر اس تقریر سے بھی آپکا اطمینان نہو تو اپنے ہی مفسرین سے تصدیق اس کلام کی سنیے کہ علامۂ طوسی الذین آمنوا وہاجروا الخ کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ { ثم عاد سبحانہ الی ذکر المہاجرین والانصار ومدحہم والثناء علیہم فقال والذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ ای صدقوا اللہ ورسولہ وہاجروا من دیارہم واوطانہم یعنی من مکۃ الی المدینۃ وجاہدوا مع ذلک فی اعلاء دین اللہ والذین آووا ونصروا ای ضموہم الیہم ونصروا النبی اولئک هم المومنون حقا ای اولئک الذین حققوا ایمانہم بالہجرۃ والنصرۃ بخلاف من قام بدار الشرک } انتہی بلفظہ - یعنی پھر خدا شروع کرتا ہی مہاجرین وانصار کے ذکر کو اور اُنکی مدح کرتا ہی اور اُنکی ثنا وتعریف فرماتا ہی کہ آمنوا یعنی ایمان لائے ایمان سے کیا مراد ہی کہ تصدیق کی خدا کی اور اسکے رسول کی اور ہاجروا من دیارہم یعنی اپنے گھرون سے ہجرت کی یعنی مکے سے ہجرت کی اور مدینے کو آئے وجاہدوا یعنی اتنی ہی تکلیف پر قناعت نہ کی بلکہ خدا کی دین بڑھانے کے لیے جہاد بھی کیا والذین آووا ونصروا سے کیا مراد ہی وہ لوگ مراد ہین جنھون نے اُن گھر چھوڑنے والونکو اپنے یہان جگہ دی اور پیغمبر خدا کی مدد کی پھر خدا فرماتا ہی کہ اولئک هم المومنون حقا یعنی یہی لوگ جو کہ مہاجرین وانصار ہین سچے مومن ہین اور خدا نے فقط مومنون نہ کہا بلکہ آگے قید حقا کی اور بڑھائی اسکا کیا فائدہ ہی اُس حقا سے یہ مراد ہی کہ اُنھون نے اپنے ایمان کو ثابت کردیا بسبب ہجرت اور نصرت کے بخلاف اُن لوگون کے جو کہ رہ گئے دار الشرک مین فقط پس اب کیا ایسی تصریح کے بعد بھی کسیکی زبان پر یہ لفظ آسکتا ہی کہ مہاجرین وانصار مومن نہ تھے اور پھر بھی کوئی شخص جرأت رکھ سکتا ہی کہ یہ کہے کہ ہجرت سے مراد شعب ابوطالب کی ہجرت ہی یا والسابقون الاولون سے مراد موت کی طرف سبقت کرنے والے ہین یا اور کسیکو یہ قدرت ہوگی کہ اس کے سننے کے بعد عموم وخصوص کا نام کسیکی منہ نکلیگا غرضکہ یہ کہنا شیعون کا کہ رضامندی کے لیے حسن خاتمہ کا حال معلوم ہونا ضرور ہی صرف دھوکہ ہی اس لیے کہ یہ رضامندی ہی حسن خاتمہ کی شاہد ہی اس لیے کہ اگر خدا جانتا کہ اس گروہ کا خاتمہ نیک نہوگا اور یہ فرقہ پیچھے مرتد ہو جاویگا اور بسبب غصب کرنے خلافت علی کے اور بوجہ چھین لینے فدک کے

کافر ہو جاویگا تو خدای پاک کے علم غیب سے بعید ہی کہ وہ پھر اپنی رضامندی بیان کرتا اور اُنکے ایمان کے یہ لفظ کہکر کہ اولئک ہم المومنون حقا کہ یہی لوگ جو مہاجرین و انصار ہین سچے مومن ہین تصدیق کرتا جو شخص خدا کی نسبت ایسا خیال کرے وہ کافر ہی نہ مسلمان۔

خیال کرنیکی بات ہی کہ خدا نے کبھی کسی منافق کی بھی تعریف کی کسی مرتد کی بھی ثنا و صفت کی کسی کافر کے کسی نیک کام کی ثنا و صفت کی آخر بہت سے کافر گزرے ہین کہ جو سخی تھے انصاف بھی کرتے تھے مگر صرف اسوجہ سے کہ کافر تھے اور کفر کی وجہ سے مستحق جہنم کے خدا نے ایک لفظ بھی اُنکی تعریف مین نہ کہا اور اور اپنی رضامندی کو اُنکے کسی فعل سے منسوب کیا اس لیے کہ جب وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ کافر ہین اور آخر کار دوزخ مین بھیجنا ہوگا تو رضامندی کا اظہار کرنا گویا تدلیس کرنا ہی اور دھوکہ دینا ہی نعوذ باللہ من ہذہ پس اگر صحابہ کے صرف ہجرت یا نصرت یا بیعت سے راضی ہوتا اور باقی اُنکے سارے کامون سے یا اکثر کامون سے ناخوش یا اُنکے کفر و نفاق کے سبب سے اُنکو دوزخی کرنا ہوتا تو پھر یہ لمبی چوڑی تعریفین اُنکی اور ایسی اعلی درجے کی ثنا و صفت اُنکی کرنا کس نظر سے تھا کیا خدا نے بھی تقیہ کیا تھا یا معاذ اللہ ظاہر مین دل خوش کرنیکے لیے اور اپنا کام نکالنے کے لیے اُن سے تدلیس فرماتا تھا یا اُس سے غلطی ہوگئی تھی کہ بے انجام سوچے ایسے فرقے کے جو آخر کو سب کے سب مرتد ہوگئے یا جیتے جی سب کے سب منافق تھے اُنکی ثنا و صفت کی بیش ازین نیست کہ اگر خدا کو صاف کہنا منظور نہوتا تو یہ فرما دیتا کہ جن لوگون نے ہجرت کی ہی اور جنہون نے نصرت کی ہی یہ سب کے سب مومن اور اچھے نہین ہین اور سب سے مین راضی نہین ہون اجو حقیقت مین مرتے دم تک ثابت قدم رہیگا اور جو خلافت علی اور فدک فاطمہ کو نہ چھینیگا اجو کہ اُن واقعات دردناک کے وقوع سے پہلے سبقت الی الموت کر جاویگا اُنہین کی نسبت میری رضامندی ہی تاکہ کسیکو کچھ دھوکہ نہ رہتا نہ کہ بجاے اسکے اُس سارے فرقے اور کل گروہ کی ہجرت اور نصرت ہی کی تعریف کرے اور اُنکی ہجرت اور نصرت ہی کو اُن کے ایمان کی صحت کی دلیل لاوے پس اے مومنین ذرا آیات قرآنی پر غور کرو اور مالہ و ما علیہ اُس کا سوچو اور تدلیس اور تقیہ اور بدا کو خدای پاک کی جناب مین نسبت نکرو معلوم نہین کہ تمنے اپنے ذہنون مین کسکو امام تصور کیا ہی کسکو پیغمبر جانا ہی کسکو خدا سمجھا ہی کہ کسیکی نسبت سچائی اور صفائی کا اعتماد نہین کرتے سب کی باتون مین دغل فصل بیان کرتے ہو جس طرح پر تم اپنے فرضی اماموں کی نسبت تقیہ کی تہمت کرتے ہو بعینہ ویسی ہی اپنے خدا کی شان مین تدلیس اور بدا کو منسوب کرتے ہو ورنہ ہمارے امامون نے بھی ہمیشہ صاف صاف معاملہ رکھا ہمارے نبی اور ایک خدا کی بات بھی ہمیشہ ایک ہی ہے

جسکو اُس نے مومن جانا پیغمبر خدا سے کہدیا کہ یہ مومن ہین اُنکو اپنے ساتھ رکھو اُنکو اپنا مصاحب بناؤ ان
سے مدد لے انکے گھرون مین آرام کر جنکو منافق جانا اُنکی نسبت صاف اپنے رسول سے کہدیا کہ اُنکو
بے ایمان سمجھ کسی بات مین اپنا شریک نکر کبھی اپنی صحبت مین اُنکو نہ بٹھلا چنانچہ خاص پیغمبر خدا علیہ التحیۃ
والثنا کے برتاؤ سے سب پر کھل گیا کہ کون منافق تھے اور کون مخلص تھے صحبت نبوی حقیقت مین
ایمان کی کسوٹی تھی مگر ہمارے نزدیک وہ سچے ہین اور تمھارے نزدیک جھوٹے لیس دو حال سے خالی
نہین یا آنکہ پیغمبر خدا نے اُن مہاجرین وانصار کے نفاق کو جانا اور یا آنحضرت پر نفاق اُنکا نہ کھلا اگر
اُنکا نفاق کھل گیا تو اُنکو صحبت مین رکھا یا نہین اگر کہو کہ رکھا تو منافق کو اپنی صحبت مین رکھنا کیا معنی
اور اگر نہین رکھا تو ساری حدیث اور تفسیر اور سیر اور تاریخ کی کتابون کو گنگا جمنا مین ڈالکر میلاد نبوی
ہی سے انکار کرنے لگو اور سارے متواترات کے منکر ہو جاؤ اور اگر اُنکا نفاق نہین کھلا تو اول تو اُن
منافقین پر آفرین کرو کہ کیسے ہوشیار اور چالاک تھے کہ ابتدائے طلوع نیر نبوت سے غروب کے زمانے تک
اپنے نفاق مین ایسے ہوشیار رہے کہ کبھی پیغمبر خدا پر اُنکا حال نہ کھلا اور آنحضرت کو اُنکے نفاق پر اطلاع
نہ ہوئی نہ جبرئیل اُنکی خبر لائے نہ خدا نے آنحضرت پر وحی کی نعوذ باللہ من ذلک بعد اسکے یہ خیال کرو کہ وہ
منافقین کتنے تھے دو چار تھے یا ہزار دو ہزار پس اگر ارتدت الصحابۃ کلھم الا ثلثۃ پر نظر گئی تو یہی ارشاد
ہوگا کہ سوای تین چار کے باقی سب کے سب منافق یا کافر تھے یا مرتد ہو گئے اور اگر یدخلون فی دین اللہ افواجا
پر خیال گیا تو کہوگے کہ اگرچہ منافق بھی بہت تھے مگر سچے اور پکے مومن بھی بارہ ہزار سے کم نتھے بلکہ
منجملہ بارہ ہزار کے ستو آدمیونکے نام بھی بتلا دوگے مگر اُسوقت یہ سوچو کہ یہ بارہ ہزار منافقون پر غالب تھے یا
منافق اُنپر غالب تھے اگر یہ کہو کہ منافقون پر غالب تھے تو تعجب ہی کہ باوجود غلبے کے پھر منافقونکو پیغمبر جب تک
نے جیتے جی نکال نہ دیا اور اُنکو ذلیل و خوار نہ فرمایا اور پھر بعد پیغمبر خدا کے اُن منافقون کا کسی نے مقابلہ نکیا
اور وصی برحق امام مطلق کا دو تین کے سوا کسی نے ساتھ نہ دیا بلکہ خاص بضعۂ رسول سیدۃ النساء تین چار
رات برابر گھر گھر پیادہ پا دوڑین اور سارے مہاجرین وانصار سے مدد چاہی عمامۂ رسول بھی دکھلایا جامہ
نبوی کو بھی پیش کیا حسنین سے معصوم بچون کے حال پر بھی ترحم کی خواہش کی اور خود بھی ایک
دشمن کی لات کے صدمہ سے مجروح ہوئین اور ایک معصوم بچہ شکم مبارک ہی مین شہید ہوا اور داماد
رسول کو بھی منافق گلے مین رسی ڈالکر کھینچتے پھرے اور اُدھر وہ خدا اور رسول کا واسطہ دلاتے رہے
اور ادھر سیدۂ پاک دروازے سے اس حال زار کو دیکھ دیکھ کر وا ابتاہ وا محمداہ چلاتی رہین اور داد
بیداد کا غل ملائکہ نے سنا اس ہنگامۂ قیامت کے دیکھنے کو سدرۃ المنتہیٰ سے فرشتے دوڑے اور اُن

منافقون نے کیا جو کچھ کیا اور اُن معصومون پر گذرا جو کچھ گذرا اور پھر ایسی حالت مین کہ غیرون کو رحم
آجاتا ہی دشمنون کے دل بھی نرم ہوجاتے ہین جس سے کچھ علاقہ نہین ہوتا وہ بھی مدد پر آمادہ ہوجاتا ہی
مظلومونکو ظالم سے بچاتا ہی مگر ایسی مصیبت اور تکلیف کی حالت مین بھی باوجودیکہ بارہ ہزار سچے پکے مومن
موجود تھے جنمین سے نہ کوئی جبری تھا نہ قدری نہ کوئی دشمن علی تھا اور علاوہ اُنکے تمام بنی ہاشم بھی جنکی
شجاعت و مردانگی کا رعب سارے عرب پر غالب تھا مسلح ہتھیاربند موجود تھے اور پھر باین قوت و شوکت
اور باین شجاعت و صولت کوئی بھی اُن بارہ ہزار مین سے نہ بنی ہاشم مین سے ایک بھی حمایت کو اُٹھا
اور نہ کسی نے وصی رسول کی مدد کی اور نہ کسی نے بضعۂ نبوی کی اعانت کی سبکے سب بیٹھے بیٹھے تماشا
دیکھا کیے اور اُن منافقون کو جنکے نہ دل مین ایمان تھا نہ بدن مین قوت تھی نہ جنکی قریش مین کچھ عزت
تھی نہ جنکو کسی قسم کی فضیلت تھی ہمیشہ پیغمبر خدا سے نفاق کرتے رہے آنحضرت کے مارنے کی تدبیرین سوچتے
رہے نہ کسی لڑائی مین کبھی تلوار نکالی بلکہ اپنی عمر بھر مین ایک پشّے کا خون بھی نہین بہایا مارنا کیسا ساری
لڑائیون مین سے وقت پر فرار ہی اختیار کیا پس ایسے لوگون سے اُن بارہ ہزار آدمیون کا ڈرنا اور
بنی ہاشم کا بھی چون وچرا نہ کرنا دو حال سے خالی نہین یا آنکہ وہ بھی منافق تھے اور دشمن اہل بیت گو خود
غاصب اور ظالم نہون لیکن غاصبون اور ظالمون کے معین ہون مین تو کچھ کلام ہی نہین اور جب وہ
بھی منافق ٹھہرے تو پھر ایمان والے تین کے تین ہی رہ گئے اور یا آنکہ جتنی باتین ہمنے تمھاری طرف سے نقل
کین اسمین سے کوئی ثابت نہین ہوئی نہ کسی نے کسی کا حق غصب کیا نہ کسی نے کسی پر ظلم کیا بلکہ حق بحق دار
دیکھکر کسی نے مخالفت کسی کی نہ کی اور سبکے سب مہاجرین و انصار مومن اور مخلص تھے۔

پس اے حضرات شیعہ سوای ان صورتون کے اور کوئی دوسری صورت ہی نہین تھی جس سے حفاظت
ہو سکے یا تو سب مہاجرین و انصار کو کافر کہو منافق جانو اور یا سب کو مومن اور مخلص کہو وانی لہم
ذلک مگر کبھی یہ کہنا کہ سب منافق تھے اور کبھی یہ فرمانا کہ بارہ ہزار با ایمان صحابی تھے اور کبھی یہ ارشاد
کرنا کہ پیغمبر خدا کے مرتے ہی سب مرتد ہوگئے اور کبھی یہ کہنا کہ بعد خلیفہ سوم کے پھر لوگ تائب ہوگئے تھے
اور پھر رجوع ایمان کی طرف لے آئے تھے اور مثل اسکے ہر موقع اور ہر مقام پر رنگ بدلنا اور بات بات
مین دورنگی کرنا عقل کے بھی خلاف ہی اور ایمان کے بھی اور حیا کے بھی مخالف ہی اور انصاف کے بھی
کیا وہ لوگ جنھون نے ساری عمر تو پیغمبر خدا کی صحبت پائی اور تمام زندگی مین اپنی حضرت کی نصیحت
سنی اور غارون مین حضرت کے شریک رہے اور جہادون مین مارنے مرنے پر مستعد رہے وہ سب
کے سب پیغمبر خدا کے وفات فرماتے ہی مرتد ہوجاوین اور اگر کچھ لوگ رہجاوین تو وہ خاندان نبوی

پر ایسا ظلم صریح ہوتا ہوا دیکھکر نہ زبان کو منہ سے نہ ہاتھ کو آستین سے نکالین اور پھر باوجود ایسی تعدی
صریح اور واجب القتل ہونے کے بعد پچیس برس کے جب حضرت علی خلیفہ ہون تب پھر توبہ کرین
اور حضرت علی کے شریک ہوجاوین اور تم اُنکی توبہ کو قبول کرو اور اُنکو با ایمان کہو اور اُن کو جنتی
جانو کیا خوب عقیدے ہین آپ کے اور کیا اچھی باتین ہین آپ کی جو آپ ہی کو زیبا ہین شعر

ای دہانت زلب ولب ز دہان شیرین تر	خندہ شیرین و سخن گفتن از ان شیرین تر

یہ جو کچھ مین نے لکھا اسکی لفظ لفظ کی شرح باب امامت مین ہوگی اور اس اجمال کی تفصیل ایسی
کیجاویگی کہ کسی شیعی کی زبان سے بجز بجا و درست کے کچھ اور نہ نکلے مگر اس مقام پر دو چار فقرے
لکھتا ہون تاکہ اسکا حال لوگون کو معلوم ہوجائے۔

اعلموا یا ایہا الخلائق ہداکم اللہ تعالی کہ شیعون نے اول یہ دعوی کیا کہ خلافت حق جناب امیر کا تھا اور
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ سلم نے اُنکو اپنی حیات مین اپنا خلیفہ کردیا تھا مگر خلفای ثلثہ نے اُنکا حق چھین
لیا اور یکے بعد دیگرے خود خلیفہ بن بیٹھے اور خلافت کو اصول دین مین داخل کیا کہ اُسکا منکر گویا
توحید اور نبوت کا منکر ہی پس اس اصول سے یہ نتیجہ نکالا کہ خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کافر ہوگئے
ونعوذ باللہ منہ اور چونکہ ایک لاکھ آدمی سے زیادہ مسلمان بعد پیغمبر خدا کے تھے اور جسمین سے ہزارہا
مہاجرین و انصار اور بیعت الرضوان والے تھے سبھون نے خلیفہ اول کی بیعت کی تو اُنکی نسبت
بھی ارتداد کا حکم قایم کیا اور سب کو معاذ اللہ مرتد ٹھہرایا اور چونکہ اسکے لیے کسی امام کا قول چاہیے
اس لیے امامون کی طرف منسوب کیا کہ ائمہ کرام نے فرمایا ہی کہ بعد وفات پیغمبر خدا کے سب اصحاب مرتد ہوگئے
مگر تین اور حضرت علی ایسے مجبور ہوگئے کہ وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر چالیس آدمی جانباز میرے
شریک ہوتے تو مین مقابلہ کرتا جب سب اصحاب کے ارتداد کا دعوی کیا اُسوقت آیات کلام اللہ پر نظر کی تو دیکھا
کہ وہ تو تمام مہاجرین و انصار کی مدح و ثنا سے بھرا ہوا ہی اس لیے اُسمین تاویلات لغیدہ کرنا شروع
کین مہاجرین کے یہ معنی بنائے کہ مراد اُس سے شعب ابوطالب کی ہجرت کرنیوالے ہین یا حبشہ کے
ہجرت کرنیوالے انصار سے یہ معنی لیے کہ وہی ساٹھ یا ستر آدمی مراد ہین جو کہ اول اول مکہ معظمہ مین
پیغمبر صاحب کے حضور مین حاضر ہوے تھے اور سابقون کے یہ معنی بنائے کہ مراد اُنسے وہ لوگ ہین
جو پیغمبر خدا کے سامنے ہی مرچکے تھے پھر یہ خیال کیا کہ آخر یہ سب تعریفین اصحاب کی جو خدا کی کتاب
مین ہین انکا مصداق کسیکو کرنا چاہیے تو جہانتک ہوسکا اُن آیتون کو صرف شان مین علی مرتضی کے
قرار دیا اور جو کچھ خلافت کا وعدہ خدا نے اصحاب سے کیا تھا اُسکو امام مہدی آخر الزمان کے عہد

ٹالا اور جو شوکت و نصرت اور غلبۂ اسلام کا خدا نے قرآن مجید مین بیان کیا تھا اور جسکا ظہور خلفاء ثلثہ کے ہاتھ سے ہوا تھا اُسکو امام صاحب کے ظہور پر ملتوی کیا باقی وہ آیتین رہ گئین ہین جنکا مصداق سواے اصحاب نبوی کے اور کوئی نہو سکا تب یہ اقرار کیا کہ مراد اس سے وہ اصحاب ہین جو ایمان پر ثابت قدم تھے اور جنکے اعمال بھی اچھے تھے اور بہت سی آیتون کو جسمین کثرت اصحاب اور غلبۂ اہل اسلام کا ذکر ہی دیکھکر کوئی چارہ سوای اسکے نپایا کہ تین کو چھوڑ دیے اور دو چار ہزار اصحاب کی خوبیون کا اقرار کیجیے چنانچہ یہ سمجھکر اور اہل سنت کی دار و گیر سے تنگ ہوکر اور کچھ خدا سے شرماکر آخر شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمی نے کتاب خصال مین یہ اقرار کیا کہ پیغمبر خدا کے بارہ ہزار اصحاب تھے جسمین سے آٹھ ہزار مدینے کے اور دو ہزار غیر مدینے کے اور دو ہزار اور آزاد اور رہا کیے ہوے جس مین نہ کوئی قدری تھا نہ جبری کا قائل ہو نہ کوئی معتزلی تھا نہ کوئی صاحب الرای تھا بلکہ سب کے سب نہایت نیک اور پاک تھے رات دن خدا کے خوف مین رویا کرتے اور خدا سے دعا کرتے تھے کہ آلٰہی قبل اسکے کہ ہم روٹی میدے کی کھاوین ہماری روح قبض کر لینا لیکن اسمین بھی کیا ہوشیاری کی کہ بوجہ خلفاء ثلثہ کے مکے والون کا کچھ ذکر نہ کیا کہ وہان کے بھی کچھ لوگ مسلمان تھے یا نہین گویا باوجود اس کثرت کے بھی اُن بیچارونکو خارج ہی رکھا خیر بہرحال جب کسی سنّی نے اعتراض کیا کہ عجب مذہب ہی تمھارا کہ اصحاب نبوی کو جنکی تعریف سے قرآن بھرا ہوا ہی کافر اور مرتد کہتے ہو تو جواب مین وہی روایت پیش کردی کہ ہم بارہ ہزار اصحاب کو با ایمان جانتے ہین اور ساری آیتون اور احادیث اور اقوال کے مصداق کے لیے اُن بارہ ہزار کے ایمان کا اقرار کیا اور بعضون نے یہ خیال کرکے کہ اگر کوئی نام اُنکے پوچھ بیٹھے تو کیا جواب دینگے ایک فہرست بھی طیار کی جسمین سو اصحاب کے نام لکھے مگر خدا کے فضل سے وہ فہرست بھی ایسی ہی کہ جسکے دیکھنے سے ہنسی آتی ہی بعضے تو وہ لوگ ہین جو قبل ہجرت کے مر چکے تھے اور بعضے وہ لوگ ہین جو ہجرت کے وقت کافر تھے اور بعضے وہ لوگ ہین جو جنگ بدر مین کافر ہونے کے سبب سے پکڑے آئے تھے اور اُنسے فدیہ لیکر اُنکو چھوڑا تھا اور بعضے ایسے ہین جو پیغمبر صاحب کی وفات کیوقت شاید نابالغ ہون گے اور بعضے وہ ہین جنکو حضرت علیؑ نے ذلیل و خوار فرمایا یا خائن اور بد دیانت کہا ہی خیر بہرحال دکھلانے کیو اسطے سو نام کی فہرست طیار کی الا باقیون کی نسبت کہا کہ شیخ اعظم محمد بن علی بن حسن بن بابویہ قمی نے اسماء الرجال کی کتابین طیار کین ہین اُس مین بہت اصحاب کے نام ہین مگر افسوس ہی کہ ناصبیون نے جلا دین اور اب اُنکا پتہ نہین ملتا۔

غرضکہ اب دو دعوے جو ایک دوسرے سے مخالف تھے حضرات نے کیے کہ ایک دعوی تو یہ کیا کہ سب اصحاب مرتد ہو گئے اور دوسرا دعوی یہ کیا کہ بارہ ہزار اصحاب نہایت نیک اور پاک تھے اور دونون تناقض

روایتون پر جب اہل سنت نے اعتراض کیا تو اب حدیث ارتدت الصحابۃ کلھم الا ثلثۃ کے معنی بنائے کہ جو امام نے فرمایا ہی کہ سب اصحاب سوائے تین کے مرتد ہوگئے اسکے یہ معنی نہین ہین کہ سب کافر ہوگئے بلکہ تین فریق ہوگئے تھے ایک فریق تو صاف مرتد ہوگئے یعنی دین سے پھر گئے اور بعضی ضروریات اسلام کے منکر ہوے اُنکا ارتداد کا نام ارتداد دینی رکھا گیا اور دوسرا فریق اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ کا تارک ہوا یعنی جو افعال حسنہ اور اعمال صالحہ اور خصوص محبت ساتھ اہل بیت کے پیغمبر صاحب کے زمانے مین رکھتے تھے اُسے چھوڑ دیا اور نصرت اور اعانت ذریت حضرت سید المرسلین کی نہ کی اور اُسکے ترک مین مداہنت کی اس ارتداد کا نام ارتداد خلقی رکھا گیا اور تیسرا فریق وہ قرار دیا گیا جس نے حقوق اہل بیت کو غصب کیا اور علی مرتضی کا اور فاطمہ زہرا کا حق چھین لیا اور عترت نبوی کو ستایا اسکا نام ارتداد ایمانی رکھا یعنی ایمان کو چھوڑ دیا گو ظاہر مین اسلام کا نام اُنپر باقی رہا پس اس حکیمانہ تقریر سے دونون مختلف حدیثون یا روایتون کو تطبیق دیا کہ جس حدیث مین ارتداد کل صحابہ کا ذکر ہی اُس سے ارتداد دینی اور ارتداد ایمانی مراد ہی اور جس روایت مین بارہ ہزار اصحاب کا ذکر ہی وہ اس زمرہ مین داخل نہین ہین جنپر ارتداد دینی کا اطلاق ہی۔

بعد اُسکے جب یہ خیال کیا کہ منجملہ ان تین فریق کے دو فریق تو حقیقت مین دین و ایمان سے محروم ہوے ایک فریق رہگیا جن کے ارتداد کا نام ارتداد خلقی رکھا گیا اُنپر بھی یہ اعتراض ہوتا ہی کہ اُنھون نے کیون علی مرتضی کی اعانت نہ کی اور اُس جم غفیر نے محبت اہل بیت کی کیون چھوڑ دی اور ایسے ظلم صریح کو دیکھکر معاندین کا مقابلہ نکیا تب اکثر نے اسکا اقرار کیا کہ حقیقت مین کوئی سچا اور کامل ایمان والا نہ رہا تھا اور جب حضرت علی سے چند شخصون نے اعانت کا وعدہ کیا اور جناب امیر نے اُنکا امتحان لیا تو وہ بھی امتحان مین پورے نہ اُترے اس لیے حقیقت مین ترک اعانت اہل بیت سے وہ بھی مرتد ہوگئے اور صرف دو تین سچے رفیق رہ گئے مقداد سلمان ابوذر اور بعضون نے انکو بھی اُڑا دیا اور سچا دوست ایک مقداد ہی کو قرار دیا جبکہ پھر خیال کیا کہ آخر بعد تین خلیفون کے اصحاب نبوی نے حضرت علی سے بیعت کی تو اگر وہ اُن سے مخالف ہوتے تو کیون چوتھی دفعہ اُنکو خلیفہ کرتے کیا کوئی چوتھا آدمی باقی نہ رہا تھا تب یہ مضمون تراشا کہ یہ لوگ اول وہلہ مین مرتد ہوگئے تھے مگر بعد اندک مدت کے بہ بدرقہ عنایت ایزدی حق کی طرف رجوع لائے اور اُنھون نے توبہ کی اور ہدایت پائی اور اپنے حق اور راہ راست پر ثابت قدم ہوگئے لیکن یہ روایتین اور حدیثین کتب شیعہ مین ایسی ایک دوسرے سے مخالف ہین کہ کسی کی تصدیق کرنی موافق اصول شیعہ کے محالات سے ہی اس لیے کہ بڑے بڑے فقہا اور مجتہدین اُنکے اسی بات کے معتقد رہے کہ جس نے نفس نبوی کو ستایا اور پھر منکر خلافت ہوا وہ اسلام سے بھی خارج اور واجب القتل ہوگیا بہر حال گو شیخی

کرکے بہت سی باتین بنائین اور دس پانچہزار کو اصحاب نبوی مین شمار کیا مگر بفحوای ولا یصلح العطار ما
افسده الدهر جو سلسلہ ایمان کا اُنکے بزرگون نے توڑا تھا وہ پھر نہ جُڑ سکا اور ابتک اس بات کا کسی شیعہ
سے جواب نہ ہوا کہ جو لوگ غصب کرنیوالے حقوق اہل بیت کے تھے وہ تو صرف تین ہی آدمی تھے باقی
جو ہونگے وہ اُنکے معین اور مددگار ہونگے تو اگر اُنکے معین ومددگار بہت نہوتے تو وہ کیون حق اہل بیت
غصب کرنے پاتے اور اگر بہت تھے تو کچھ بھی اُنکے مخالف تھے یا نہین اگر کچھ لوگ بھی مخالف نہ تھے تو
وہی ارتدت الصحابة کلّهم کا مضمون صادق آیا اور اگر دس پانچ ہزار آدمی اُنسے مخالف تھے تو پھر
اُنھون نے تلوار کا تلوار سے زبان کا زبان سے لشکر کا لشکر سے بمقتضای السّنّ بالسّن والجروح
قصاص مقابلہ کیون نہ کیا پس معلوم ہوا کہ مخالفین اُن خلفای جور کے بہت ہی کم تھے اس لیے
بعض روایات مین آیا ہی کہ علی مرتضی فرماتے ہین کہ بعد پیغمبر خدا کے سبھون نے وصیت نبوی کو بھلا دیا
اور ایمان کو چھوڑ دیا کوئی بھی مجھے ایسا نظر نہ آیا جسکے بھروسے پر مین مخالفین کا مقابلہ کرتا تو اس
صورت مین وہ دعوی کہ بارہ ہزار اصحاب ایسے تھے جو رات دن روتے تھے باطل ہوا اسلیے کہ اگر دو چار
ہزار بھی اُنمین سے اُسوقت تک زندہ ہوتے تو وہ کچھ مدد کرتے یا نہ کرتے شاید اُنکو رونے سے
فرصت نہ ملی ہوگی اور گوشۂ عبادت سے نکلنا مناسب نہ تصور کیا ہو گا مگر وہ وقت جبکہ فاطمہ زہرا
روتی پھرتی تھین اور گھر گھر علی مرتضی کے ساتھ مدد مانگتی پھرتی تھین وہ وقت رونے کا اور گوشہ نشینی کا
تھا یا کہ تلوار ہاتھ مین لیکر غاصبین کے مارنے کا اور ذریت نبوی کو ظلم وستم سے بچانے کا اور اگر کہا جاوے
کہ اُنھون نے پیچھے توبہ کر لی اور علی مرتضی کا ساتھ دیا کہ آخر اُنھین مین سے ہزارون آدمی جنگ صفین
مین مارے گئے اور ہزارون آدمی معاویہ امیر شام کے مقابلہ مین علی مرتضی کیطرف سے قتل ہوئے تو اُنکی توبہ
پر کیا بھروسہ ہو سکتا ہی اس لیے کہ جب اصل وقت پر اُنھون نے دغا دی اور بضعۂ نبوی کو ظلم وستم سے نہ بچایا
بلکہ بحسب [illegible] تک خلفاء جور کی بیعت کرتے رہے تو اُنکے ایمان پر کیا اطمینان ہو سکتا ہی اور سوای اسکے
اور یا اُنکو ارتداد کی حالت پر رہنے دیا جائے یا اُنکے ارتداد کا نام ہی نہ لیا جاوے اُنکی نسبت اول ایمان کی
نسبت کرنا بیچ مین مرتد بنانا پھر توبہ کرکے ایمان کا اُنپر اطلاق کرنا اور طلاق رجعی کی طرح نکال دینا
اور داخل کر لینا گویا بازیچۂ طفلان بنانا ہی۔

غرضکہ اصحاب نبوی تو اس حیص بیص مین پڑگئے اور اب تک پڑے ہوئے ہین کوئی سب کو کافر بناتا ہے
دو تین کو پکا ایمان والا کہتا ہی کوئی بارہ ہزار کو با ایمان کہہ کر اپنی دین داری ظاہر کرتا ہی مگر ہر چند باتین
بناتے ہین کوئی بات نہین بنتی خیر اصحاب نبوی کو چھوڑو اب خاص علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ کی طرف

خیال کرو کہ جناب امیر کی نسبت کیا فرماتے ہین۔ قبلہ اُنکا بھی وہی حال ہی کہ جب انھون نے بیعت خلفاء
ثلثہ کی کرلی تو اُنکی بیعت سے ثبوت خلافت کا ہوگیا اور جب ثبوت خلافت ہوگیا تو مذہب تشیع باطل ہوا اسلیے یہ مضمون تراشا گیا کہ
کہ حضرت علی نے خوشی سے بیعت نہین کی بلکہ جب یہ کیفیت ہوئی کہ

ابیات

بدستِ عمر بود یک ریسمان	دگر در کفِ خالد پہلوان
فگندند بر گردن شیر نر	کشیدند اورا بر بوبکر

اور کشان کشان ابوبکرؓ کے پاس لائے اور باوجودیکہ راہ مین بہت سے معجزات دکھائے گئے اور پیغمبر خدا
علیہ التحیۃ والثنا نے قبر مبارک سے ہاتھ بھی نکال دیا اور ہاتف غیبی نے مرثیہ بھی پڑھا اور کسی نے کچھ نہ سنا تب
بمجبوری حضرت علی نے بیعت کی جب مجبوری کی لفظ کو شان مین علی مرتضی کے نقص اور عیب خیال کیا
کہ باوجودیکہ وہ خدا کے شیر تھے اور شجاعت اور مردانگی مین نظیر نہ رکھتے تھے اُنکا مجبور ہونا کیسا تب دوسرا مضمون
تراشا گیا کہ پیغمبر خدا اُنکو وصیت کر گئے تھے کہ تم خلفاء ثلثہ سے مقابلہ اور مقاتلہ نکرنا اس لیے حضرت نے
مقابلہ نکیا ورنہ اگر پیغمبر خدا کی وصیت نہ ہوتی تو پھر لوگ تماشا دیکھتے اور ذوالفقار علی کے جوہر نکلتے مجبوری
تھی کہ پیغمبر خدا کی وصیت کے خلاف علی مرتضی کچھ مقابلہ نہ کر سکتے تھے جب یہ اندیشہ ہوا کہ لوگ کہین گے کہ
پیغمبر خدا نے ایسی وصیت کیون کی تھی جسکے اوپر عمل کرنے سے دین ہی غارت ہوا اور خاندان نبوی تہ و بالا
ہوگیا اور کفار منصب خلافت کے غاصب ہوگئے تو اُسکے لیے ایک حدیث بنائی کہ جس کا یہ مضمون ہی
کہ اللہ جل شانہ نے خاص جبرئیل کی معرفت اپنا نامہ علی مرتضی کے لیے بھیجا اور حضرت جبرئیل نے اسکو ہٹا کر رسول
اور وصی کو وہ نامہ دیا اور قبل دینے کے بہت سے عہد لیے اور قسمین لین جبکہ حضرت جبرئیل کو اطمینان ہوگیا
کہ ضرور اسپر عمل ہوگا تب چپکے سے وہ نامہ خدا کا دیا اُسمین لکھا تھا کہ تم خلفاء ثلثہ کے مقابلہ مین تلوار نہ
لینا اس لیے حضرت علی نے مقابلہ نکیا اور جب یہ خیال ہوا کہ حضرت علی نے امیر شام کے مقابلہ مین کیون
تلوار لی اور ہزارون آدمیون کو قتل کیا تب اُس نامہ مین یہ مضمون اور بڑھا دیا کہ امیر شام اور خوارج
کے مقابلے مین تلوار لینا اور خوب گردنین اُنکی اُڑانا۔ سبحان اللہ کیا نامہ تھا اور کیا مضمون تھا کہ ایک
فریق سے مقابلے کا حکم دوسرے سے سکوت و خاموشی کی وصیت اختیار تھا کہ جو چاہتے وہ اس نامہ
مین اور بڑھا دیتے

شعر

این سخن را چون تو مبدا بودہ	گر بیفزاید تو آن افزودہ

بہر حال جب کسی نے یہ پوچھا کہ خدا نے ایسی وصیت جسکا مضمون مختلف ہی کیون کی اوسکا یہ جواب

دیا کہ خدا کی حکمت خدا ہی جانے بندے کی کیا قدرت ہی جو اُسکے اسرار اور حکمتون سے واقف ہو ایمان والون کا کام ہی بے چون وچرا اسکی باتین مان لینا نہ کہ اُسکی حقیقت اور سبب کا پوچھنا اور اسکے واسطے ہزارون آیات اور لاکھون احادیث کی سند موجود ہی۔

خیر بہر حال اس نامے کی بدولت شجاعت بھی حضرت امیر کی قائم رہی اور بیعت کا عذر بھی معقول ہو گیا اور خلافت بھی خلفاء ثلثہ کی حق نہ ہونے پائی اور جب کسی سنی جاہل نے اعتراض کیا کہ علی مرتضیٰ نے بیعت کیون اختیار کی تمھارے نزدیک تو خلفاء ثلثہ معاذاللہ مرتد تھے اور بیعت تو فاسق کی بھی حرام ہی اُردو کے مرثیہ پڑھنے والے بھی جانتے ہین کہ اسی واسطے حضرت امام حسین نے یزید کی بیعت نہ کی اور جب اُس نے بیعت کرنے کے لیے لکھا تب آپنے انکار کیا اور فرمایا شعر

	سب جانتے ہین بیعت فاسق حرام ہی		اُسکا نہین پیام اجل کا پیام ہی	

تو باوجودیکہ خود امام شہید ہوے اور سارا خاندان بھوکا پیاسا شہید ہوا مگر چونکہ یزید فاسق تھا حضرت نے اُسکی بیعت نہ کی تو اگر خلفاء ثلثہ بھی فاسق ہوتے چہ جاے مرتد ہونے اور کافر ہونے کے تو اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کس طرح بیعت کرتے تو اُس سے کہدیا کہ تم جاہل ہو نہین جانتے حضرت علی کے لیے خاص ایک نامہ خدا کا آیا تھا اُسمین نہایت تاکید کے ساتھ صبر کی اور عدم مقابلے کی وصیت تھی اور جب کسی نے کہا کہ امام حسین نے کیون اُسپر عمل نکیا تب کہدیا کہ اُنکے لیے دوسرا صحیفہ تھا اُنکو یہی حکم تھا کہ تم بیعت نہ کرنا شہید ہو جانا۔ تم سنی خارجی دشمن اہل بیت ہو تم ائمہ کے حال سے کیا واقف ہو یہ راز کی باتین ہین انبیا اور ملائکہ تو اسکے متحمل ہی نہین ہوے یہ خاص حصہ شیعون اور کوفیون کا ہی ہر امام کے لیے خدا نے جدا صحیفہ بھیجا تھا اور سب باتین جو اُنکو کرنی چاہیین وہ اُس مین لکھی ہوئی ہین پس ہر امام کا اُسپر عمل تھا ہمارے کیا امام تمھارے سے خلیفہ تھے کہ جنکو سوای خدا کے دوسرے سے کچھ پوچھنے کی حاجت ہوتی سب علم ما کان وما یکون اُنکو حاصل تھا بلا واسطہ جبرئیل کے خدا سے وہ باتین کیا کرتے تھے اور سارے کام اور تمام افعال اُنکے خدا کی اجازت سے اُسکی مرضی کے موافق ہوتے تھے پس جس طرح حضرت آدم سے لیکر خاتم النبیین تک سب اولوالعزم پیغمبرون کے جدا جدا صحیفے اور علیحدہ علیحدہ کتابین خدا نے بھیجین اسی طرح پر سب ائمہ کو جدا جدا صحیفے بھیجے اسیواسطے اُنکا عمل ایک دوسرے کے موافق نتھا اگر ائمہ کے اختلاف عمل پر تمکو شبہہ ہو تو جو اختلاف پیغمبرون کی شریعتون مین ہوا اُسپر بھی شبہہ کرو بہر حال اس امر مین حضرات شیعہ بڑے موحد اور صابر اور متوکل علی اللہ نکلے بیچون وچرا سارے افعال ائمہ کو محمول اُنکے صحائف آسمانی پر کردیا اور اپنی دوستی پر ساتھ اہل بیت کے اِسی کو شاہد کیا۔

یہ حال تو ائمہ کا ہوا اب باقی کیفیت خلفا اور اصحاب کی سنیئے کہ بعضون نے تو اُنکے اعمال حسنہ سے بھی
انکار کیا اور کہا کہ کوئی نیک عمل کبھی اُن سے صادر ہی نہوا اور بعضون نے جب اس امر کو متواترات کا
انکار خیال کیا تو اقرار کیا کہ بیشک وہ ظاہری اعمال کے بڑے پابند تھے اور روزہ نماز وغیرہ کے کامل مقید
تھے اور چال چلن اُنکے ظاہر مین بہت ہی اچھے تھے مگر تاکہ اس سے اُنکی فضیلت ثابت نہو اور مستحق ثواب
نہ ٹھہرین مسئلہ طینت کا ایجاد کیا یعنی ائمہ کیطرف منسوب کر دیا کہ حدیث مین آیا ہی کہ امام باقر علیہ السلام
فرماتے ہین کہ حق تعالی سبحانہ نے ایک پاک زمین پر سات دن تک شیرین پانی جاری کیا پھر ہمارے خمیر کو
اُس سے جدا کیا اور اُسکی تلچھٹ سے شیعون کی مٹی بنائی اور پھر ایک دوسری ملعون زمین مین شور پانی
اُسی طرح جاری کیا اور اُس سے ہمارے دشمنون کا خمیر بنایا پس اگر وہ سب الگ رہتے تو کبھی کسی شیعہ
سے گناہ نہ ہوتا اور سب شیعی ہماری ہی طرح معصوم ہوتے اور کسی سنی ناصبی ہمارے مخالف سے کوئی نیک
کام نہ ہوتا سب ظاہری کافر رہتے مگر خدا نے دونون مٹیونکو خلط ملط کر دیا اور کچھ پاک مٹی ناپاک مٹی مین
ملگئی اس لیے جو شیعی گناہ کرتے ہین وہ اثر سنیون اور ناصبیونکی ناپاک مٹی کا ہی اور جو ناصبی اعمال
صالحہ کرتے ہین وہ اثر اُس پاک مٹی کا ہی مگر جب قیامت کا دن ہوگا اور خدا اپنا عدل ظاہر کریگا
تو جسکی مٹی سے جو عمل ہوا ہی وہ اُسکو دیگا شیعون کے گناہ ناصبیون کے سر پڑینگے کیونکہ انھین کمبختون
کی مٹی کے اثر سے ہوے تھے اور ناصبیون کے نیک کام سب شیعون کو ملجاوینگے اسلیے کہ انھین کی
پاک مٹی کی تاثیر سے ہوے تھے راوی کہتا ہی کہ جب مین نے امام سے یہ سنا تو کہا مین قربان ہون آپ کے
یا حضرت سنیون کے نیک کام سب ہمکو ملجاوینگے اور ہمارے گناہ سب اُنکے سر پڑینگے امام نے فرمایا
خدا کی قسم ہی ضرور بالضرور ایسا ہی ہوگا راوی کہتا ہی کہ مین نے امام سے پوچھا کہ یا حضرت قرآن مجید
مین بھی کچھ اسکا ذکر ہی امام نے فرمایا واہ وہ بھی کوئی بات ہی جو قرآن مین نہو دیکھو اس آیت کو کہ
اللہ جل شانہ فرماتا ہی اُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ ط کہ خدا بدل دیگا اُنکے گناہونکو نیکیون
سے اُسکا یہی مطلب ہی غرضکہ اس مسئلہ طینت کی بدولت اصحاب نبوی اور تمام سنیون کے جو
قیامت تک ہونگے سارے اعمال حسنہ شیعیان علی کے حصے مین آگئے اور اُنکی ہجرت اور نصرت اور
جہاد وغیرہ جس کی جا بجا خدا نے قرآن مجید مین تعریف کی ہی وہ گھر بیٹھے شیعون کو مل گئے اور وہ بیچارے
باوجود ان محنتون اور کوششون کے محروم اور بے نصیب رہے نعوذ باللہ من ہفواتہم۔ پس جو اہل سنت
اصحاب نبوی کے اعمال پر بہت ناز کرتے تھے اور اُنکی ہجرت و نصرت کو بار بار اُنکی فضیلت مین
بیان کرتے تھے اُن کا تو منہ مسئلہ طینت سے بند کیا گیا اب باقی رہی ایک اور بات

کہ خدا نے جا بجا قرآن مجید مین فرمایا ہی کہ جو منافق ہین وہ ذلیل و خوار ہون گے اور قتل کیے جاینگے
اور مارے جاوینگے اور اصحاب نبوی باوجودیکہ منافق تھے ونعوذ باللہ من ذلک خلیفہ ہوے اور اُن کی
عزت و شوکت زیادہ ہوئی تو یہ وعدہ خدا کا پورا نہوا پس یا خدا کو جھوٹا کہنا لازم آتا تھا یا اصحاب
کے نفاق سے انکار کرنا پڑتا تھا اس لیئے بقتضاے مصرع | ہم لعل بدست آید و ہم یار نہ رنجد |
خدا کا کلام بھی سچا ہو اور اصحاب نبوی کا نفاق بھی قائم رہے مسئلہ رجعت کا بنایا گیا۔
مسئلہ رجعت کا یہ ہی کہ جب امام مہدی ظاہر ہونگے تب پیغمبر صاحب زندہ ہونگے اور سارے اچھے اور
پاک نیک لوگ زندہ ہونگے اور حضرت خاتون جنت زندہ ہونگی حضرت علی زندہ ہونگے اُس وقت
خلفاء ثلثہ قبرون سے نکالے جاوین گے اور اُنپر مقدمہ دائر ہوگا ایک طرف سے حضرت علی اپنا
دعوے پیش کرین گے کہ میری خلافت غصب کی دوسری جانب سے حضرت فاطمہ مدعی ہون گی
کہ مجھے مجروح کیا محسن کو شہید کیا باغ فدک کو چھینا غرضکہ بعد ثبوت کامل یہ حکم ہوگا کہ یہ لوگ
درخت سے لٹکائے جاوین اور اُنکو پھانسی دیجاوے اور کیا کہا جاوے ایسی خرافات واہیات باتین
ان مردودون نے لکھی ہین کہ جنکے دیکھنے سے مسلمان کے بدن پر لرزہ ہوتا ہی غرضکہ اُنکے نزدیک
اُسوقت خدا کا وعدہ پورا ہوگا اور تب اُنکی ذلت کامل ہوکر لوگون پر اُنکے نفاق کا حال کھلے گا اور
پھر اس مسئلہ رجعت کی نسبت لکھتے ہین کہ یہ فرقہ حقہ اثنا عشریہ کے عقائد خاص سے ہی اور سب فرقے
اس پاک اور نیک عقیدے سے بے نصیب ہین۔
علاوہ ان سب باتون کے ایک بہت بڑی مصیبت اس مذہب پر یہ تھی کہ جناب امیر سے لیکر گیارھوین
امام تک سب کے سب ظاہر مین اُسی روش پر تھے اور رہے جو کہ صحابہ کرام کی تھی اور ہمیشہ اُنکے محامد
و اوصاف بیان کیا کیے اور جب کسی نے پوچھا تب اُنکی تعریفون مین نہایت ہی مبالغہ کیا بلکہ خود جناب
امیر برابر نماز و نمین اُنکے شریک رہے اور لڑائیون اور جہادون مین اُنکو مشورہ دیتے رہے نہ اُسی زمانہ
مین جبکہ خلفاء ثلثہ مسند خلافت پر تھے بلکہ اُنکے پیچھے بھی اُنکے ثناخوان رہے اور اپنے عہد خلافت

ایسی بات پیدا کرنی چاہیے کہ باوجود اس موافقت ظاہری کے ائمۂ کرام کی مخالفت صحابہ سے قائم رہے اور مذہب تشیع کی جڑ مضبوط کیجاوے تب ایک نہایت ہی سچا اور صاف اور عمدہ دلچسپ اصول قائم کیا یعنی ظاہر کا باطن سے مخالف ہونا اور جھوٹھ بولنا مگر چونکہ یہ لفظ نہایت ثقیل اور مکروہ تھا اگر اوسی کو عقیدے مین داخل کرتے تو جو سنتا وہ اوس لفظ کے سنتے ہی نفرت کرتا اسلیے اوسکی حقیقت کو ایک خوبصورت اور خوشنما لفظ کے پردے مین ظاہر کیا اور جھوٹھ بولنے اور ظاہر سے باطن سے مخالف ہونے کا نام تقیہ رکھا اور اسیکو سارے سوالون کا جواب اور کل شبہات و شکوک کا حلال ٹھہرایا مگر افسوس ہے کہ یہ نہ خیال کیا کہ صورت اصلی لباس سے بدل نہین سکتی اور حقیقت کسی شی کی الفاظ کی تبدیل کرنیسے اور کی اور نہین ہو سکتی جھوٹھ کا کچھ ہی نام کیون نہ رکھو جب اوسکے معنی کھو گئے اوسکی برائی ظاہر ہو جاویگی خواہ نام اوسکا تقیہ رکھو خواہ اوسے اصول دین مین داخل کرو شعر

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش	کہ من آن جلوۂ قدمے شناسم

اب غرضکہ تقیے کو اصول دین مین سے قائم کرنے کیلیے سند کسی امام کی چاہیے اس لیے کہ حضرات امامیہ اہل سنت تو نہین ہین کہ جو قیاس و استحسان کو دین مین دخل دین خدا کے فضل سے اونکے سارے عقیدے اور کل اصول ائمۂ کرام کے فرمائے ہوے ہین اور اونکی احادیث کی کتابین ناصبیون کی طرح بے اعتبار تو نہین ہین کہ جو جس زید و عمرو نے چاہا احادیث نبوی کی تصحیح کردی اور اونکا نام صحیح اور سنن رکھ لیا بلکہ حضرات امامیہ کے محدثین نے جو کتاب حدیث کی لکھی اوسکو لفظ بلفظ ائمہ کو سنا دیا اور جب اونکے حضور سے اوسکی صحت ہو گئی بلکہ جب ائمۂ کرام سے دستخط مہر کرالی تب اوسکو جاری کیا تاکہ عمل لوگون کا ٹھیک ٹھیک امامون کا سا ہو پس اسواسطے تقیے کی تعریف مین امامونکی طرف سے حدیثین بنانا شروع کین اور نہ صرف اوسکے جواز پر قناعت کی بلکہ اوسکے وجوب اور اوسکی فضیلت مین ایسی حدیثین قائم کین کہ روزہ نماز کے ثواب بھی تقیے کے ثواب کے مقابلہ مین نیست و نابود ہو گئے حقیقت مین تقیہ کو ایک عمدہ اصول دین کا ٹھہرایا اور [التقیۃ دینی و دین آبائی] کی حدیث ائمہ کی زبان سے نقل کر کے تقیے کے منکر کو کافر بنایا یہانتک کہ صاحب نواقض الروافض نے غلطی سے لکھا کہ شیعی کہتے ہین کہ ابو بکر صدیق رض تقیے کے سبب سے اسلام لائے تھے تو قاضی نور اللہ شوستری مصائب النواصب مین نہایت خفا ہو کر کہتے ہین کہ یہ بالکل جھوٹا ہے کوئی شیعہ یہ بات نہین کہہ سکتا اسلیے کہ تقیہ ابرار اور پاک لوگون کا دین ہے کیونکر ممکن ہے کہ ابو بکر صدیق تقیہ کرتے اور پاک اور ابرارون مین داخل ہوتے غرضکہ تقیہ ابرارون اور امامون کا دین ٹھہرایا گیا اور تقیے کے صدقے مین سنیونکی دار و گیر سے کامل طرح پر نجات پائی سارے اعتراضات ناصبیون کے اور کل دلیلین اونکی خاک مین ملگئین بڑی بڑی فضیلت کی حدیثین اماموں کی زبان سے شیعون کی کتابون سے

سنیون نے نکالین اور اپنے خلفا کی بزرگی اور فضیلت پر سند لائے اور اپنے نزدیک شیعون کو لاجواب کرنا چاہا مگر ایک ایک ادنیٰ طالب علم بلکہ جاہل شیعہ نے جواب دیدیا کہ یہ حدیث تقیے کے سبب سے امام نے فرمائی ہی اور بڑے بڑے متکلمین اور فقہا کو سنیون کے ایسی دلیل سے ایک ایک لڑکے نے چُپ کر دیا حقیقت مین جو فائدہ مذہب تشیع کو تقیے کے سبب سے ہوا ہی اور جو حفاظت اونکی اس روش سے ہوئی ہی وہ کسی دوسرے عقیدے سے نہین ہوئی —

کسی جاہل نے خوب لطیفہ کہا ہی کہ تقیے کو تشیع سے وہ نسبت ہی جو تار برقی کو آہنی سڑک سے ہی کہ اگر تار برقی نہ ہو ریل کا چلنا بند ہو جاوے اور ایک گاڑی دوسری سے ٹکر کھا کر ٹوٹ جاوے درحقیقت تار برقی ہی سے گاڑیون کی حفاظت ہی اسی طرح پر تقیے کا حال ہی کہ اگر تقیے کا اصول مذہب تشیع مین نہوتا تو مذہب ہی خاک مین مل جاتا اور ایک قول کی دوسرے قول سے اور ایک فعل کی دوسرے فعل سے اور ایک حدیث کی دوسری حدیث سے بسبب تخالف اور تناقض کے مطابقت نہو سکتی اور سب کا جھوٹھ اور غلط ہونا کھُل جاتا پس نہایت ہی ذکی اور ذہین تھا وہ شخص جس نے مذہب تشیع کو ایجاد کیا کہ جھوٹھ کو جھوٹھ سے بچایا تقیے کی وہ گرم بازاری ہوئی اور اس عقیدۂ باطل کو ایسی رونق دی گئی کہ امام اول سے لیکر امام آخر الزمان تک سب کی زبان سے اوسکی فضیلت مین احادیث نقل کی گئین اور تقیہ کرنیوالون کے بڑے درجے مقرر کیے گئے شیعونکو تقیہ کی بدولت خدا نے سب آفتون سے بچایا اور تقیے پر ثواب کا وعدہ کر کے خدا نے اپنے شیعون پر بڑا فضل کیا کہ سنیون کے ساتھ گوشت پلاؤ کھاوین اور جبتک اونکے دسترخوان پر کاسہ لیسی کرین تب تک خوب چکنی چپڑی باتین زبان سے کہین اور اُن کی خوب لمبی چوڑی ثنا و صفت کرین اور خلفاء ثلثہ اور اصحاب کبار کی نہایت مبالغے سے تعظیم و عزت بجا لاوین اور ﴿وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا﴾[1] کا مضمون ادا کرین اور جب گھر آوین اور خاص یارونکا مجمع ہو اور دروازہ بند کر کے دیکھ لین کہ کوئی منہم تو نہین ہی اوس وقت بفحواے ﴿إِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ﴾[2] ٥ کے خوب قہقہے اوڑاوین اور اپنی دھوکہ دہی اور نفاق کی خود ہی تعریف کرین اور پھر تبرّا کہنا شروع کرین ایک اپنے اوپر لعنت کرے دوسرا بیش باد کہے اور بموجب احادیث اور اقوال ائمہ کے دونون حالتون مین اپنے آپ کو مورد ثواب جانین سنی کے سامنے جو جھوٹھ اور نفاق کی باتین کہین اوسپر تو بہ سبب تقیے کے اور گھر آکر جو تبرّا کہا اوسپر بہ سبب لعنت کے ایک ایسے ثواب کے مستحق ہوے کہ جو ہزار نماز و روزہ مین نہ پاتے اور اگر خدانخواستہ کوئی گناہ ہو گیا تو پھر اوسکا بھی کچھ غم نہین اس لیے کہ یہ مسئلہ طینت کا موجود ہی - سنیون کا روزہ نماز کیا ہو گا

[1] پارہ اول سورہ بقر رکوع ۲ ترجمہ جب ملاقات کرین مسلمانون سے کہین ہم مسلمان ہو ۱۲ موضح القرآن

[2] ایضاً ترجمہ جب اکیلے جاوین اپنے شیطانون پاس کہین ہم ساتھ ہین تمہارے ہم تو ہنسی کرتے ہین ۱۲ موضح

اوسکا ثواب وغیرہ تو مل ہی نہین سکتا اور مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ تو خدا نے فرمایا ہی نہین ہو وہ بھی آخر شیعون ہی کیواسطے ہو بس ایسے عقیدون پر اپنے مذہب کی بنا قائم کی اور اس الحاد وزندقہ کا نام تشیع رکھا اور اپنے آپ کو مصداق فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَرَضٌ فَزَادَہُمُ اللّٰہُ مَرَضًا وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ کا بنایا حقیقت یہ ہو کہ ان اصول وعقائد کو دیکھکر آدمی کی عقل دنگ ہوجاتی ہو حیرت کی مہر سمجھ کے مونہہ پر لگجاتی ہو دیکھنے والا حیران ششدر رہ جاتا ہو کہ الٰہی تشیع دین ہو یا الحاد یہ معاملہ کیا ہو کہ ایسے اصول جن کی سفاہت کسی پردے مین چھپانے سے چھپ نہین سکتی اور ایسے عقیدے جنکی بیہودگی خود اوسی سے ظاہر ہوتی ہو جسکے بطلان پر نہ کسی دلیل کی حاجت نہ کسی برہان کی ضرورت کیونکر ایک ایسے فرقے نے قائم کیے ہین جسکو خدا نے آدمی بنایا ہو اور جسکو اورون کی طرح عقل بھی دی ہو اور بطرہ یہ ہو کہ اون اصولون پر خوش ہین اون عقیدون پر نازان ہین اور اپنے آپ کو ائمہ کرام کیطرف منسوب کرتے ہین اور اپنا بوجھ ذریات نبوی کے سر پر رکھتے ہین وحاشاجنابہم عن ذٰلک حقیقت مین ان کے اصول وعقائد دیکھکر خدا کا یہ کلام یاد آتا ہو کہ لَہُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَہُوْنَ بِہَا وَلَہُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِہَا وَلَہُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِہَا اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ہُمْ اَضَلُّ علاوہ تقیے کے ایک تقیے کی دُم بھی شیعون کے اگلے بزرگوارون نے قائم کی تھی جسے اب حضرات شیعہ نے بسبب ضرورت نہ رہنے کے کاٹ ڈالا ہو اور تقیے کو دم بریدہ کردیا وہ دُم کیا تھی بداء اسکا حال یہ ہو کہ جب حضرات امامیہ کے پیشوا اور اس مذہب کے سرپرست ائمۂ کرام کی خدمت مین جاتے اور بیٹھتے اور پھر باہر آتے تو اپنے اور یارون سے کہتے کہ آج امام نے فرمایا ہو کہ اب بہت جلد سلطنت شیعون کو ملتی ہو اور چند روز کے بعد اونکی حکومت ہوتی ہو اور جب وہ میعاد ہوجاتی کچھ ظہور کسی وعدے کا نہ ہوتا اور لوگ کچھ شبہہ کرتے تو وہ حضرت کہتے کہ امام نے فرمایا ہو کہ خدا کو بداء ہوا ہو یعنی اب اوسنے وقت بدل دیا اور اپنی پہلی تجویز کو بدل دیا اور جب کوئی امام کے سامنے اُن پیشواؤن کے حالات بیان کرتا تو امام اوس سے بیزاری ظاہر کرتے اور لعنت کرتے اور قاتلہ اللہ وخذلہ اللہ فرماتے اور پھر کوئی شخص اون لوگون سے بیان کرتا تو بہت ہنستے اور قہقہہ مارتے اور کہتے کہ امام نے خیرات نورہ کا تمہارے ساتھ عمل کیا ہو سننے والا حیران رہتا کہ بھائی خیرات نورہ کیا ہو تب کہتے کہ تقیہ۔

غرضکہ جب کسی کو شبہہ ہوتا کہ ائمہ اونکو برا کہتے ہین اونپر لعنت کرتے ہین اونکو شیطان بتاتے ہین تب اوسکے شبہے کو تقیہ سے دور کرتے کہ حضرت نے تقیہ کیا ہو تم نہین جانتے ہو تقیہ ابرارون اور امامون کا دین ہو خدا کے پاس جگہ قیامت مین صرف تقیے کی بدولت ملے گی اور

جب وہی حضرات کسی سے امام کی طرف سے کچھ وعدہ کرتے اور وہ وعدہ پورا نہ ہوتا تو کہدیتے کہ خدا کو بداء ہوا یعنی اپنی رای بدل دی اور جب کوئی کچھ شک کرتا تو کہتے کہ تم نہین جانتے ہو اس مین مصلحت تھی اور خدا کی مصلحت کو سوائے خدا یا امام کے کوئی نہین جانتا اور کیا تعجب کرتے ہو بداء پر وہ ایک قسم نسخ کی ہو دیکھو شریعتون مین احکام خدا نے بدل دیئے اور ایک کو دوسرے حکم سے منسوخ کر دیا یا نہین پس چُپ رہو خدا کی باتون مین چون وچرا نہ کرو۔

جب بعض شخصون کو بہت ہی شبہہ ہونے لگا کہ وہ خدا کیسا ہی جو آج کچھ کہتا ہی اور جب وقت آتا ہی تب پورا نہین کرتا اور بداء کو نسخ سے کیا علاقہ نسخ تو یہ ہی کہ ایک حکم کسی وقت دیا اور کسی چیز کو کسی قوم یا کسی وقت کی ضرورت سے حلال کیا اور پھر اوس حکم کو کسی وقت وضرورت کے سبب سے بدل دیا اور حلال کو حرام کر دیا مگر یہ خدا نے نہین کیا کہ پیغمبر صاحب سے کوئی خبر کہی ہو یا کسی فتح کا وعدہ کیا ہو اور پھر اوسکو پورا نہ کیا ہو تو اگر امام نے یہ بات خدا کی طرف سے کہی ہوتی یا خدا نے اونسے یہ وعدہ کیا ہوتا تو ضرور وہ پورا ہوتا اس لیے اس شبہے کے دور کرنے کے لیے اون بزرگوارون نے دو لوحین قائم کین ایک لوح محفوظ دوسری لوح محو واثبات اور یہ کہا کہ خدا نے دو لوحین رکھی ہین اور سب کچھ اوسمین لکھدیا ہی جو کچھ ٹھیک ٹھیک ہونیوالا ہی وہ تو لوح محفوظ مین لکھا ہوا ہی اوسمین کچھ تغیر وتبدل نہین ہوتا دوسری لوح محو واثبات کہ اوسمین جو کچھ لکھا ہوا ہی خدا بدلتا رہتا ہی پس وہ فرق جو امام کے قول مین ہوا وہ بسبب لوح محو واثبات کے ہوا کہ اوسمین خدا نے پہلے کچھ لکھدیا پھر اوسکو محو کر کے دوسری بات لکھدی اور امام نے پہلی بات سے خبر دی تھی اونکو کیا معلوم تھا کہ خدا اوسکو بدل دیگا اور جب کسی نے یہ کہا کہ یہ بات سمجھ کے خلاف ہی اور دوسری لوح کے مقرر کرنے سے کیا فائدہ ہی تب وہ جواب دیا جو مجتہد صاحب نے صوارم مین دیا ہی کہ { واز انجملہ آنکہ ہرگاہ انبیا واوصیا خبر دہند از کتاب محو واثبات وبعد ازان خبر دہند بخلاف آن بندگان را واجب باشد اذعان نمودن بآن وچون این اذعان بر نفس بسیار دشوار ست موجب مزید اجر آنہا گردد۔ فان افضل الاعمال احمزہا وبہا یمتاز المسلمون الذین فاضوا بدرجات الیقین عن الضعفاء الذین لیس لہم قدم راسخ فی الدین } کہ یہ بات کہ ایک دفعہ انبیا اور اوصیا کچھ بات فرماوین اور پھر اوسکے برخلاف بندون سے کہین اوس کا بھی یقین کرنا واجب ہی اور اسی یقین کرانے کے لیے خدا نے دوسری لوح محو واثبات قائم کی ہی اور چونکہ ایسا یقین نفس پر بہت دشوار ہی اسلیے موجب زیادہ ثواب کا ہی اس لیے کہ جو عمل سب سے زیادہ ترش ہوتا ہی وہی سب سے افضل

لہ عبارت صوارم مطبوعہ مطبع ... کلکتہ ۱۲۱۹ھ صفحہ ۲۹۰ سطر ۱۲ سطر ۲۳

اور اسی سبب سے مسلمان اورون سے ممتاز ہوے ہین اور ایسی ہی باتون پر یقین کرنے سے یقین کے درجات پر پہونچے ہین اور اون لوگون سے جو کہ دین مین راسخ اور مضبوط نہین ہوتے جدا ہوتے ہین غرضکہ بداء پر یقین کرنا باعث ہزارون درجات اور ثواب کا ٹھیرا اور اوسپر یقین نکرنا نقص ایمان کی دلیل ٹھہرا بلکہ بداء کو خدا نے اسی واسطے تجویز کیا ہی کہ اوس پر یقین اور شبہہ کرنے سے ایمان کا امتحان ہو۔

اب خیال کیجیے کہ حضرات شیعہ کے بزرگوارون نے کس خوبی اور کس ہوشیاری سے دین کے اصول قائم کیے ہین اور کیا کیا اچھے عقیدے تجویز کیے ہین اس بداء کے حقیقی معنی سے گو مجتہد صاحب نے صوارم مین بظاہر انکار کیا مگر جو کچھ اونھون نے لکھا اوس سے اور زیادہ ثبوت ہوا چنانچہ اس شبہے کو کہ ائمہ کرام اوس بات کا جو ہونیوالی نہ تھی کیون وعدہ کیا کرتے تھے کس خوبی سے رفع کرتے ہین حضرت قبلہ وکعبہ صوارم مین فرماتے ہین کہ { واز انجملہ اینکہ این اخبار موجب تسلیۂ مؤمنین کہ انتظار فرج اولیاء اللہ وغالب شدن حق می کشند می شود چنانچہ اینمعنے در باب قصۂ نوح و در باب فرج اہل بیت مروی گشتہ چہ اگر از اول شیعیان را خبر میدادند انہارا باینکہ ممکن ست کہ حاصل شود فرج آل محمد عنقریب منظور ازین اخبار آن بود کہ تا شیعیان بر دین خود ثابت باشند و بر انتظار کشیدن شاب شوند و بعد ازینکہ جناب مولانا مجلسی در باب تائید این احتمال و مناسب این مقال دو سہ روایت ذکر نمودہ گفتہ فمعنی قولہ علیہ السلام ما عبد اللہ بمثل البداء این ست کہ ایمان ببداء از اعظم عبادات قلبیہ ست بہ جہت صعوبت آن و معارض بودن آن بہ وساوس شیطانی و بجہت آنکہ اقرار ببداء در حقیقت اقرار ست باینکہ لہ الخلق ولہ الامر و این کمال توحید ست و یا معنی این حدیث این ست کہ اعظم اسباب ربوبیت واعی ست بطرف عبادت جناب رب العالمین انتہی } حقیقت یہ ہی کہ جیسا کلمۂ حق اور سخن راست جناب قبلہ وکعبہ اور ملا باقر مجلسی نے فرمایا ہی اپنی ساری عمر مین دوسرا کلمہ ایسا سچ زبان سے ارشاد نہ کیا ہوگا جو کچھ ان بزرگوارون نے فرمایا ہی ہم دل سے اونکا شکر کرنا چاہیے کہ صاف صاف کہدیا کہ اگر امام شیعون سے جھوٹے وعدے نہ کیا کرتے اور اُن کو وعدون پر نہ ٹالا کرتے تو اکثر شیعہ دین سے پھر جاتے اور مذہب پر ثابت قدم نہ رہتے پس ایسی دورنگی باتون کے کہنے سے یہ غرض تھی کہ لوگ شیعہ بنے رہین ورنہ اگر ایک ہی دفعہ امام کہدیتے کہ ہزار دو ہزار برس تک شیعون کو غلبہ نہوگا تو بس ناامیدی سے شیعون کی جان ہی نکلجاتی اور مایوس ہو کر گھر بیٹھ رہتے اور خاک پاک کا کنٹھا اور عقیق کی انگوٹھی اور سجدہ گاہ امام کے دروازے پر رکھکر سب کے سب جنیت ہوجاتے ہان جو خاص خاص با ایمان شیعی تھے

مثل حضرات زرارہ اور ہشام اور شیطان الطاق وغیرہ کے وہ یکہ و تنہا بے یار و یاور رہ جاتے ہیں
اوس جماعت کو جو صرف جھوٹے وعدون پر دنیا ملنے کے دام مین زرارہ وغیرہ کے پھنس گئے تھے
ایسے ہی جھوٹے وعدون سے حضرات زرارہ وغیرہ نے درہم برہم نہونے دیا اور اپنی ہوشیاری سے
ضرورت وقت کے مناسب فوراً ہی ایک عقیدہ نیا اور ایک اصول جدید بنالیا اور امام علیہ السلام کیطرف
منسوب کردیا ورنہ کوئی مسلمان ایسا عقیدہ رکھیگا اور بداء کو خدا کیطرف منسوب کریگا قیامت تو یہ ہی کہ
فقط منسوب کرنے ہی پر کفایت نہ کی بلکہ بموافق اپنی عادت کے کہ جس بات کو شروع کیا اوسکو انجام تک پہنچا
دیا اس مسئلۂ بداء کی وہ فضیلت بیان کی کہ آخر امام کیطرف منسوب کردیا امام علیہ السلام فرماتے ہین کہ
{ فا عتبد الیہ بشیٔ البداء } کہ جیسی بداء کے سبب سے خدا کی عبادت ہوتی ہے ایسی کسی دوسرے سبب سے
نہین ہوتی سبب اسکا ظاہر ہے کہ جب شیعون سے کہدیا کہ بہت جلد تمکو سلطنت ملتی ہے اون بیچارون
نے دنیا کی طمع مین حضرات زرارہ وغیرہ کے حضور مین حاضرباشی شروع کی خاک پاک کی سمرنون اور چٹائی
کی جانمازون اور مٹی کی سجدہ گاہون کو لیلیا اور خوب رگڑ رگڑ کر پیشانیون کو داغا اور مضمون فَيُؤْخَذُ
بِالنَّوَاصِي وَالْاَقْدَامِ کا ادا کیا جب وعدہ پورا نہوا اور دن گذر گئے اور کچھ ظہور نہوا تب مایوس ہوکر
زرارہ وغیرہ سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا اوس نے ادھر اودھر جاکر دو چار روز کے بعد کہدیا کہ امام فرماتے
ہین کہ خدا کو بداء ہوا یعنی اوس نے وقت بدل دیا مگر تم پھر عبادت کرو اور خوب تبرے کہو اور اپنے
اوپر لعنت بھیجو دیکھو بہت جلد خدا ترقی دیتا ہے غرضکہ اسی طرح پر چند احمقون بیوقوفون کو اپنے دام تزویر
مین رکھا کبھی تقیے سے بہکایا کبھی بداء کہکر دم مین رکھا کبھی طینت کا مسئلہ ملا کر اونکو خوش کردیا
یہ کرتے کرتے آخر دین محمدی مین رخنہ ڈال ہی دیا اور ایک فرقہ کو اپنا ساتھی کرلیا بس ہوا جو کچھ کہ
کرانیوالا تھا اور بگڑ گیا دین جیسا کہ اوس نے سمجھا تھا فقد استحوذ علیہم الشیطان و استغواہم الطغیان

ولکل احد منہم بجاہل حظہ مشغوفا	فصار یری المعروف منکرا والمنکر معروفا

غرضکہ اے حضرات شیعہ تم اپنے مذہب کے اصول و عقائد پر غور کرو اور اوسکے حسن و قبح کو دیکھو اور
اگر پھر بھی نہ سمجھو تو خیر اختیار ہے تقیہ کرو رجعت کی امید پر بیٹھے رہو بداء کا الزام ذات باری پر
لگاتے رہو طینت کا مسئلہ یاد کرکے خوب شوق و ذوق سے گناہون مین مصروف ہو سوا اسکے کہ جتنے سنی
اگلے پچھلے گذرے ہین اور جتنی عبادتین اونھون نے کی ہین وہ تو آخر تمہین کو ملینگی اور آخر تمہارے
گناہون کا بار تو ہمکو اوٹھانا ہی پڑیگا بس پھر عبادت کی محنت اوٹھانی اب تمکو فضول ہے مصرع

تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

تقریظ دلپذیر چکیدۂ خامۂ ناظم رنگین خیال نادرۂ عدیم المثال سیاح بحر زخار نکتہ دانی گلچین بوستان انوار بیان و بدایع و معانی بزمرۂ شعرائے ہمعصر فایق محمد مرتضیٰ بیگ عرف مرزا اچھو بیگ عاشق حرسہ اللہ تعالیٰ

سبحان اللہ پاک ہے وہ بے نیاز جسنے اپنے حبیب کے خادم جان نثارون کی شان مین رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ارشاد فرماکے اُنکا مرتبہ ظاہر کیا۔ اور ہر مخالفین کے حق مین ختم اللہ علی قلوبہم الخ کے اشارے سے اچھے بُرے کو علیحدہ کر دیا۔ سچا ہے وہ نبی جسنے افضل الناس بعد النبی الخ کی حدیث سے ترتیب خلافت و فضیلت بیان کردی۔ ہشت ھجری کا ذکر ہین حق شناسون کے لیے کوئی بات شک شبہ کی باقی رہی سب سے بڑھکے تو یہ کام کیا کہ اپنے سچے دین کی حفاظت کا پورا پورا وعدہ خدا سے لے لیا اسوقت کسی بزرگ کا یہ قول ورد زبان

ہر باتی داستان سے
وصل علی شافع المذنبین

الٰہی و یا احکم الحاکمین
فصل علی آلہ الطاہرین

الٰہی و یا اکرم الاکرمین
وصل علی صحبہ الصالحین

فصل علی سید المرسلین
بعد حمد خدا و نعت پیمبر رابنا

بندۂ سراپا خطا محمد مرتضیٰ عاشق آل نبی خادم اصحاب محمدی حق شناسون کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ کیون حضرات انصاف کیسے دین محمدی کی بھی کیا مضبوط بنا ہی کہ ابتدا سے تا ایندم بلکہ تا بقاے عالم۔ دشمنان خدا نے کیسا کیسا چاہا اور چاہتے ہین کہ اس چمکتے ہوئے چراغ کو پھونک پھونک کے بجھائین۔ حق ناحق آتش افروزی کر کے شعلہ فساد بھڑکائین لیکن وہ قدرتی نور ساتھ حق طاہر اور سو تجلی دکھاتا ہی ذرا اداں نہین گھٹتی اُوسی کو کے سے خود اونھین کا دل جل کے سارا حوصلہ پست و خوشکسته ہوجاتا ہی خیال کیا ہی کہ زبان ہلائین او منہ کی نہ کھائین۔ ادھر ذرا گردن اوٹھائی اودھر گری ہوئی قدرتی شکست ہی کھائی جہان چار قدم دوڑ کے چلے کہ چوٹ کر سے دون کی لیتے ہی چھکے چھوٹتے ہین۔ رنج والم سے ماتم کے بہانے سینہ کوٹتے ہین۔ یون تو صدہا برس سے کیسی کیسی قلعی کھلی ساری شیخی کرکری ہوئی لیکن اس ہنگام مین کہ اخیر زمانہ دنیا کی فکر دوزخ کے دھندے سے نجات ہی نہین عاقبت کا خیال کیسا قیامت کا قرب چودھوین صدی ابھی سے نفسی نفسی کا ترجمہ اپنی اپنی پڑی ہی۔ دینیات کا علم پھر اوسمین کمال الکل خواب و خیال ہی۔ جو بات ممکن ہی نہین محال ہی۔ لیکن یہ فقط ہماری خام خیالی ہی مردان خدا سے اب بھی کب دنیا خالی ہی چنانچہ تفصیل اس اجمال کی معاینہ کتاب لاجواب جزو دوم آیات بینات تصنیف عالم علم معقول و منقول حامی دین محمد و سر آمد متکلمین۔ سلطان المناظرین۔ واقف اسرار خفی و جلی عالیجناب والا خطاب نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید محمد مہدی علی خان صاحب بہادر منیر نواز جنگ معتمد پولٹیکل فنانس سرکار آصفی۔ سے ہوتی ہی۔ اللہ اللہ کس متانت کی تقریر کس زور شور کی تحریر ایک دریا ہی کہ موجین مارتا ہی۔ نمونہ قدرت خدا ہے تائید غیبی نہین تو کیا ہی ایسی کثرت کا ردیق اور تحقیقات مین جو بات ہی شرح و بسط کے ساتھ حتی الوسع کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا مخالف ہی کے قول سے منکرین کے زعم باطل کو توڑا ہی عبارت کی پاکیزگی پر دو دو پڑھنے کو جی چاہتا ہی۔ مناظرے مین باوجود سخت کلامی مدعی اپنی تہذیب ہاتھ سے نجانے دی ادب سے کام لیا ہی سحر بیانی اسکا نام ہی کہ شیرین زبانی کی میٹھی چھری سے دشمن کا کام تمام ہی

ماشاء اللہ زور قلم کی ادنی سی یہ ایک بات ہے - جس وادی مین قدم رکھا میدان اپنے ہاتھ ہے - لطف تو یہ کہ جو دعوی ہے با دلیل - با این ہمہ مطالب کثیر و عبارت قلیل جو بات ہے لاجواب - جو فقرہ ہے انتخاب - بلاغت ایسی کہ ذرا سا نکتہ ایک دفتر فصاحت کا بیان طاقت بیان سے باہر - خدا شاہد یہ طرز تحریر بایں شکل ہے معقولیت کے یہ معنی کہ دشمن اپنے ہی قول سے قائل ہے - حافظہ وہ کہ سارا علم مناظرہ از بر - نگاہ اتنی وسیع کہ دشمن کا کتب خانہ پیش نظر - یہ فقط کرامت صوابِ کرام ہے - نہین یہ اعجاز رقمی انسان کا کام ہے - جیسا دل چاہتا ہے ویسی پوری تعریف اس مختصر مین کب ہو سکتی ہے - ساتھی اُس شخص کی محنت و جانفشانی کی تعریف کرنی چاہیے جس نے اسکے چھاپنے اور شائع کرنے مین کوشش کی ہے - خاص فائدہ عالم و عقبی کا نیک کام سمجھ کے نہ کسی طمع و لالچ سے وہ کون یعنی جوان صالح فخر خاندان حافظ قرآن حبیبی و شفیقی حافظ عبد الواحد خان خلف الصدق برگزیدۂ خدا پابند شریعت مصطفی درویش صفت و فرشتہ خصلت وحید الزمان جناب محمد عبد الواحد خان صاحب مالک و مہتمم مطبع مصطفائی جانشین جنت مکان محمد مصطفی خان اسکنہ اللہ فی فردوس الجنان - پہلی جلد باجازت حضرت مصنف ۱۲۸۳ ہجری مین دوبارہ چھپوا کے شائع کی جو حضرات شائقین علم دین کی نظر سے گزری ہوگی - دوسری جلد یعنی جزو دوم کے لیے کیسا کیسا اہتمام کیا زمین و آسمان ایک کر دیا لیکن کسی طرح وہ نسخہ دستیاب نہو تا تھا بارے جناب مخدومی و مکرمی منشی سید محمد ممتاز علی صاحب پیشکار کلکٹری بنارس رئیس قصبہ سندیلہ ملک اودھ نے بہزار کوشش و جہد جناب منشی سید برکت علی صاحب سررشتہ دار کمشنری بنارس پنشن یافتہ سرکار سے جنکے پاس ایک مسودہ کتاب دستی حضرت مصنف کا تھا حاصل کیا اور نقل و اصل دونون نسخے حافظ صاحب موصوف کے نام روانہ کیے اب اس محنت کو دیکھنا چاہیے کہ حافظ صاحب موصوف نے بعد نظر ثانی و اجازت مصنف بصحت بکمال صفائی و پاکیزگی سے طبع کیا در حقیقت جیسی محنت حضرت مصنف نے اسکی تصنیف مین کی ہے - اوس سے کسی قدر کم حافظ صاحب موصوف کو بھی مشقت کرنی پڑی شکر ہے خدا کا جسنے اوس محنت کی راحت دی اور دوسری جلد بھی چھپ گئی - اب خدا سے دعا ہے کہ اسکے مصنف اور جن سے یہ نسخہ دستیاب ہوا وہ اور جس نے بہزار کوشش اسے چھاپا اور شائع کیا ہے ان سب کے لیے

	بالمحمد و آلہ الامجاد		عمر و اقبال و آبرو ہو زیاد	

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ دوسرا جزو آیات بینات کا مؤلفۂ نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید محمد مہدی علی خان صاحب بہادر منیر نواز جنگ معتمد پولیٹکل و فائنس سرکار عالی ریاست حیدر آباد دکن صانہ اللہ عن الشر والفتن جسکا مسودہ مؤلف نے بروقت روانگی حیدر آباد دکن کے جناب منشی سید برکت علی صاحب سررشتہ دار کمشنری بنارس کے حوالے کر دیا تھا اب اوسکی اجازت حافظ محمد عبد الواحد خان نے حاصل کر کے رجسٹری کرائی اور انکو

مطبع مصطفائی مین طبع ہوا

س بنا پر اکثر علما نے چہل حدیثین لکھین حتی کہ چہل حدیثون کی تعداد ہزارون تک پہونچ گئی۔ یہ چہل حدیث امام ربانی مجدد الف ثانی کی جمع کی ہوئی ہی بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیثین صرف نماز و روزہ کے متعلق جمع ہین ابتک طبع نہوئی تھی اسکا ترجمہ کرکے نہایت اہتمام سے طبع کیا ہی اصل عربی پر اعراب ہین بین السطور مین ترجمہ ہی۔ اس قابل ہی کہ ہر مسلمان صبح کو ورد رکھے۔ قیمت ۲/ دس جلدون کے خریدار سے صرف عہ،

انصاف مصنفہ مولانا شیخ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ جسقدر فقہی اختلافات امت مرحومہ مین ہوے سب کے وجوہ و اسباب ایسی عمدہ تقریر سے بیان کیے ہین کہ پوری تشفی ہوجاتی ہی۔ سیکڑون کتابون کے دیکھنے سے وہ نتیجہ نہ حاصل ہوگا جو اس عبارت سے حاصل ہوتا ہی قیمت ۶/ ۳ جلد کے خریدار سے عہ،

ترجمہ تاریخ طبری عربی کی یہ قدیم و مستند تاریخ ابتک نادر تھی ترجمہ کا تو خیال بھی نہ آتا تھا۔ الحمد للہ کہ اس کتاب کا ترجمہ شروع ہوگیا پہلی جلد کامل موجود ہی جسمین آغاز آفرینش سے حضرت موسی علیہ السلام تک کے حالات ہین قیمت سے

تحقیق المسائل الاربعین مقلدین اور غیر مقلدین کے درمیان مین جو مسائل مختلف فیہ ہین۔ انکا نہایت عمدہ فیصلہ اس مختصر اور جامع کتاب مین موجود ہی علاوہ اسکے اجماع و قیاس کا حجت شرعی ہونا مجتہد اور اجماع کی تعریف ان کے اقسام ائمہ اربعہ کی تقلید کی حکمت مذہب حنفی کے وجوہ کی ترجیح چار مصلون کے طعن کا جواب تقلید کا آیات قرآنیہ احادیث صحیحہ افعال صحابہ علما و فقہا وغیرہم سے ثبوت آخر کتاب مین ایک قابل قدر رسالہ بھی ہی پوری کیفیت دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہی قیمت ۴/ ۵ جلدون کے خریدار سے صرف عہ،

مطرقۃ الکرامہ رد شیعہ مین بے نظیر کتاب ہی اسکے دیکھنے کے بعد مذہب شیعہ کی پوری حقیقت معلوم ہوجاتی ہی اہل سنت کے خالص عقائد کا ضروری علم اچھی طرح حاصل ہوجاتا ہی استدلال کی متانت اور شیعونکی عجیب وغریب روایتون کا لطف دیکھنے پر موقوف ہی تھوڑے نسخے رہگئے ہین قیمت ۸/ چار جلدون کے خریدار سے فی جلد ۶/

المنطق سلیس اردو مین علم منطق کی اصطلاحات کا حل مبتدیون کے لیے بکار آمد چیز ہی ترتیب و طرز ادا جدید اکثر مثالین فقہ و کلام کے مسائل سے دی ہین قیمت ۲/

الفلسفہ قدیم یونانی فلسفہ سے واقف ہونے کے لیے بکار آمد رسالہ۔ قیمت ۲/

مقدس بشارات جسمین توریت و انجیل و صحف انبیاے سابقین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاف و صریح بشارتین نقل کی گئی ہین۔ قیمت ۲/

اسکات المعتدی اُن سوالات کا مجموعہ جو مولوی احمد رضاخان صاحب بریلوی سے کیے گئے تھے جن کے جوابات سے وہ اور ان کی جماعت عاجز رہی عجیب نفع بخش سوالات ہین۔ قیمت صرف ۲/

ملنے کا پتہ مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم (دفتر النجم عمدۃ المطابع لکھنو)

ماشاءاللہ زور قلم کی ادنی سی یہ ایک بات ہی - جس وادی مین قدم رکھا میدان اپنے ہاتھ ہی - لطف تو یہ کہ جو دعوی ہی با دلیل - با این ہمہ مطالب کثیر و عبارت قلیل جو بات ہی لاجواب - جو فقرہ ہی انتخاب - بلاغت ایسی کہ ذرا سا نکتہ ایک دفتر فصاحت کا بیان طاقت بیان سے باہر - خدا شاہد یہ طرز تحریر بہت مشکل ہی معقولیت کے یہ معنی کہ دشمن اپنے ہی قول سے قائل ہی - حافظہ وہ کہ سارا علم مناظرہ از بر - نگاہ اتنی وسیع کہ دشمن کا کتب خانہ پیش نظر - یہ فقط کرامت صحابۂ کرام ہی - نہین یہ اعجاز رقمی انسان کا کام ہی - جیسا دل چاہتا ہی ویسی پوری تعریف اس مختصر مین کب ہو سکتی ہی - ساتھی اُس شخص کی محنت و جانفشانی کی تعریف کرنی چاہیے جس نے اسکے چھاپنے اور شائع کرنے مین کوشش کی ہی - خاص فائدہ عالم و عقبی کا نیک کام سمجھ کے نہ کسی طمع و لالچ سے وہ کون یعنی جوان صالح فخر خاندان حافظ قرآن حبیبی و شفیقی حافظ عبد الواحد خان خلف الصدق برگزیدۂ خدا پابند شریعت مصطفے درویش صفت و فرشتہ خصلت وحید الزمان جناب محمد عبد الواحد خان صاحب مالک و مہتمم مطبع مصطفائی جانشین جنت مکان محمد مصطفے خان اسکنہ اللہ فی فردوس الجنان - پہلی جلد باجازت حضرت مصنف ١٢٩٢ھ ہجری مین دوبارہ چھپوا کے شائع کی جو حضرات شائقین علم دین کی نظر سے گذری ہو گی - دوسری جلد یعنی جزو دوم کے لیے کیسا کیسا اہتمام کیا زمین و آسمان ایک کر دیا لیکن کسی طرح وہ نسخہ دستیاب نہو تا تھا بارے جناب مخدومی و مکرمی منشی سید محمد ممتاز علی صاحب پیشکار کلکٹری بنارس رئیس قصبہ سندیلہ ملک اودھ نے بہزار کوشش و جہد جناب منشی سید برکت علی صاحب سررشتہ دار کمشنری بنارس پنشن یافتہ سرکار سے جنکے پاس ایک مسودہ کتاب کا دستی حضرت مصنف کا تھا حاصل کیا اور نقل و اصل دونون نسخے حافظ صاحب موصوف کے نام روانہ کیے اب اس محنت کو دیکھنا چاہیے کہ حافظ صاحب موصوف نے بعد نظر ثانی و اجازت مصنف بصحت بکمال صفائی و پاکیزگی سے طبع کیا در حقیقت جیسی محنت حضرت مصنف نے اسکی تصنیف مین کی ہی - اوس سے کسی قدر کم حافظ صاحب موصوف کو بھی مشقت کرنی پڑی شکر ہی خدا کا جسنے اوس محنت کی راحت دی اور دوسری جلد بھی چھپ گئی - اب خدا سے دعا ہی کہ اسکے مصنف اور جن سے یہ نسخہ دستیاب ہوا وہ اور جس نے بہزار کوشش اسے چھاپا اور شائع کیا ہی ان سب کے لیے

عمر و اقبال و آبرو ہو زیاد — بمحمد و آلہ الامجاد

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ دوسرا جزو آیات بینات کا مؤلفۂ نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید محمد مہدی علی خان صاحب بہادر منیر نواز جنگ معتمد پولیٹکل و فائنس سرکار عالی ریاست حیدر آباد دکن صانہ اللہ عن الشر و الفتن جسکا مسودہ مؤلف نے بروقت روانگی حیدر آباد دکن کے جناب منشی سید برکت علی صاحب سررشتہ دار کمشنری بنارس کے حوالہ کر دیا تھا اب اوسکی اجازت حافظ محمد عبد الواحد خان نے حاصل کر کے رجسٹری کرائی اور انکو مطبع مصطفائی مین طبع ہوا

[illegible] بناپر اکثر علمانے چہل حدیثین لکھین حتی کہ چہل حدیثون کی تعداد ہزارون تک پہونچ گئی ... یہ چہل حدیث امام ربانی
[illegible] دالف ثانی کی جمع کی ہوئی ہی بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیثین صرف نماز و روزہ کے متعلق جمع ہین ابتک طبع نہوئی
[illegible] اسکا ترجمہ کرکے نہایت اہتمام سے طبع کیا ہی اصل عربی پر اعراب ہین بین السطور مین ترجمہ ہی۔ اس قابل ہی کہ ہر مسلمان
[illegible] صبح کو ورد رکھے۔ قیمت ۔۲ر دس جلدون کے خریدار سے صرف عہ،

انصاف مصنفہ مولانا شیخ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ جسقدر فقہی اختلافات امت مرحومہ
[illegible] ہوے سب کے وجوہ و اسباب ایسی عمدہ تقریر سے بیان کیے ہین کہ پوری تشفی ہو جاتی ہی۔ سیکڑون کتابون
کے دیکھنے سے وہ نتیجہ نہ حاصل ہوگا جو اس عبارت سے حاصل ہوتا ہی قیمت ۶ر ۔ ۳ جلد کے خریدار سے عہ،

ترجمہ تاریخ طبری عربی کی یہ قدیم و مستند تاریخ ابتک نادر تھی ترجمہ کا تو خیال بھی نہ آتا تھا۔ بحمد للہ کہ اس
کتاب کا ترجمہ شروع ہو گیا پہلی جلد کامل موجود ہی جسمین آغاز آفرینش سے حضرت موسی علیہ السلام تک کے حالات ہین قیمت ہے

تحقیق المسائل الاربعین مقلدین اور غیر مقلدین کے درمیان مین جو مسائل مختلف فیہ ہین۔ انکا نہایت
عمدہ فیصلہ اس مختصر اور جامع کتاب مین موجود ہی علاوہ اسکے اجماع و قیاس کا حجت شرعی ہونا مجتہد اور اجماع کی
تعریف ان کے اقسام ائمہ اربعہ کی تقلید کی حکمت مذہب حنفی کے وجوہ کی ترجیح چار مصلون کے طعن کا جواب تقلید کا
آیات قرآنیہ احادیث صحیحہ افعال صحابہ علما و فقہا وغیرہم سے ثبوت آخر کتاب مین ایک قابل قدر رسالہ بھی ہی پوری
کیفیت دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہی قیمت ۴ر ۔ ۵ جلدون کے خریدار سے صرف عہ،

مطرقۃ الکرامہ رد شیعہ مین بے نظیر کتاب ہی اسکے دیکھنے کے بعد مذہب شیعہ کی پوری حقیقت معلوم ہو جاتی
ہی اہل سنت کے خالص عقائد کا ضروری علم اچھی طرح حاصل ہو جاتا ہی استدلال کی متانت اور شیعو نکی عجیب و غریب
روایتون کا لطف دیکھنے پر موقوف ہی تھوڑے نسخے رہگئے ہین قیمت ۸ر چار جلدون کے خریدار سے فی جلد ۶ر

المنطق سلیس اردو مین علم منطق کی اصطلاحات کا حل مبتدیون کے لیے بکار آمد چیز ہی ترتیب و طرز ادا جدید
اکثر مثالین فقہ و کلام کے مسائل سے دی ہین قیمت ۲ر

الفلسفہ قدیم یونانی فلسفہ سے واقف ہونے کے لیے بکار آمد رسالہ۔ قیمت ۲ر

مقدس بشارات جسمین توریت و انجیل و صحف انبیاے سابقین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
صاف و صریح بشارتین نقل کی گئی ہین۔ قیمت ۲ر

اسکات المعتدی اُن سوالات کا مجموعہ جو مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی سے کیے گئے تھے جن کے
جوابات سے وہ اور ان کی جماعت عاجز رہی عجیب نفع بخش سوالات ہین۔ قیمت صرف ۲ر

ملنے کا پتہ مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم دفتر النجم عمدۃ المطابع لکھنؤ

اعلام

ناظرین انصاف بین پر پوشیدہ نہین کہ کتاب مستطاب
کاشف الحق والصواب من تصانیف نکتہ سنج دقیقہ یاب حکمت و دانش
مآب عمدۂ اولی الالباب جناب نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید
محمد مہدی علیخان صاحب بہادر منیر نواز جنگ معتمد پولٹیکل و فنانس سرکار عالی
ریاست حیدرآباد دکن کہ جسکے تیس حصے ہین چنانچہ پہلے حصہ آیات بینات کا
جزو اول بہ اجازت مصنف ۱۳۰۲ھ ہجری مین قبل اسکے رجسٹری کراکے چھپوایا تھا اور قیمت اسکی ایک روپیہ آٹھ آنہ
رکھی تھی کثرت شایقین سے ایسا ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگیا کہ اب پھر نوبت طبع کی ہوگی بالفعل اُسی پہلے حصے کا دوسرا
جزو جسمین بیان فضائل صحابہ کا تمام ہوا اور پہلا حصہ کامل ہوگیا احقر نے بحصول اجازت ثانی کتاب کامل مصنف
ممدوح کے نہایت اہتمام سے صحت و صفائی کے ساتھ عمدہ و صاف کاغذ پر رجسٹری کراکے مطبع مصطفائی
مین باہتمام جناب معلی القلب والد ماجد محمد عبد الواحد خان صاحب دام ظلہ العالی خوشخط چھپوایا اور باوجود
اس عمدگی کے قیمت اسکی کم رکھی انشاء اللہ تعالیٰ باقی کے حصے بھی اسی طرح بشرط دستیابی بتدریج
یکے بعد دیگرے بعنوان شایستہ چھپ کر ملاحظۂ ناظرین مین آئین گے امید کہ کوئی صاحب
بغیر اجازت مصنف علام کے اسکو نہ چھپوائین قصداً لنفع کے لالچ مین نقصان
نہ اُٹھائین والا ہمین کیا اگر خلاف قانون کرین گے تو خود اُنھین کو
لینے کے دینے پڑین گے ع بر رسولان بلاغ باشد و بس

الراقم
محمد عبد الواحد خان عفی عنہ